

تم کیوں مجھے تنہا چھوڑ گئے اذی؟؟؟ کیوں تمہاری نفرت تمہاری محبت پر حاوی ہو گئی؟؟؟ ایک دفعہ بھی اپنی
 غمی کے لئے نہیں سوچا۔۔۔ پلیر واپس آ جاؤ میں تھک گئی ہوں سب کو سنبھالتے۔۔۔ دادی، امی، بڑی
 امی، بڑے ابو، اور ہائم اور آنش کو تمہاری ضرورت ہے۔۔۔ پلیر کم بیک اذی۔۔۔۔۔ پلیر کم بیک۔۔۔۔۔
 آواز کی لرزش اس کے کرب کی وضاحت چیخ چیخ کر رہی تھی۔۔۔ یہ تو اس کا روز رات کا معمول تھا اس تصویر
 سے باتیں کرنا۔۔۔ اور اچانک سے اپنے اوپر سختی کا لبادہ اوڑھ لینا۔۔۔ آج بھی لبوں سے نکلے لفظوں سے
 زیادہ آنکھوں میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔۔۔ یہ آنسو تو پچھلے آٹھ سالوں سے اس کے مقدر کا حصہ
 تھے۔۔۔ جنہیں وہ چاہ کر بھی اپنی زندگی سے ختم نہیں کر سکی۔۔۔

اچانک اس نے اپنے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کیا اور تصویر کو واپس رکھ دیا۔۔۔ شاید انا کا خول وہ
 دوبارہ خود پر چڑھا چکی تھی۔۔۔ الماری کو بند کر کے وہ سیدھا کمرے میں موجود واش روم کی طرف بڑھ
 گئی۔۔۔ یہ تو طے تھا کہ اب اسے نیند نہیں آتی تھی۔۔۔ اس لئے وہ تہجد پڑھنے کے لئے وضو کرنے چلی گئی
 کیونکہ اسے سکون صرف اس ذات کے آگے گڑ گڑانے سے ملتا تھا جو اس کے آنسوؤں کو اس کے قفل لگے
 لبوں اور دل میں موجود دعائوں کو بہتر جانتا ہے۔۔۔۔۔

صبح کی روشنی اس کی آنکھوں میں چھبھن کا کام کرتی تھی کیونکہ اسے روشنی سے نفرت تھی۔۔۔ وہ اس کا
 عکس غائب کر دیتی تھی جس سے وہ ساری رات خواب میں محو گفتگو ہوتا تھا۔۔۔ لیکن دنیا داری بھی تو
 نبھانی تھی۔۔۔ وہ الارم کی آواز سے اٹھا اور اپنی بھوری آنکھیں کھولے اپنے ارد گرد دیکھنے لگا۔۔۔
 ہر طرف برانڈڈ چیزوں کی بھرمار تھی۔۔۔ وہ جہازی سائز بیڈ پر بیڈ کر انون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔۔۔

سفید رنگت، بھوری آنکھیں جن میں عجیب سی ویرانی تھی، کالے بال جو پیشانی پر بکھرے تھے، کھڑی مغرور ناک، تیکھے نین نقش، چہرے پر موجود داڑھی، سفید ہاف ٹی شرٹ کے بازوؤں میں سے کسرتی بازو نمایاں ہو رہے تھے۔۔۔ اٹھائیس سالادہ شخص بے شک ایک مغرور شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔

کمرے کے بیڈ پر بیٹھا سامنے مرر میں اپنے عکس کو دیکھ کر زخمی سا مسکرایا۔۔۔

جہازی سائز بیڈ کے ساتھ دونوں طرف ٹیبل تھے۔۔۔ دائیں سائیڈ پر اس کا موبائل جبکہ بائیں سائیڈ والے پر پانی کا جگ اور شیشے کا گلاس پڑا تھا۔۔۔ بائیں سائیڈ پر ہی تھوڑی دور صوفے موجود تھے۔۔۔ صوفوں کے پیچھے سٹڈی روم کو دروازہ تھا جبکہ تھوڑے سے وقفے پر ساتھ والی دیوار میں ڈریسنگ روم کا دروازہ تھا۔۔۔ اسی دروازے کے ساتھ تھوڑے سے فاصلے پر بڑا سا آئینہ تھا۔۔۔ جس کے ساتھ روم کا دروازہ تھا۔۔۔ روم کے دروازے کے ساتھ دوسری دیوار پر واش روم کا دروازہ نصب تھا۔۔۔ کمرے میں ہر چیز رائل بلیو اور وائٹ کلر کی تھی۔۔۔۔۔ گویا ہر چیز تھی اس کے پاس سوائے اپنوں کے۔۔۔۔

وہ اپنی سوچ میں اس پری پیکر کو یاد کر کے مسکرا رہا تھا۔۔۔ جب کسی نے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔۔۔

وہ جانتا تھا اس کا سیکریٹری ہو گا۔۔۔ کیونکہ اس کے علاوہ کسی کی ہمت نہیں تھی اس کا دروازہ کھٹکھٹانے کی۔۔۔

کنگ۔۔۔

ایک پچیس سالہ لڑکا۔۔۔ بلیک تھری پیس پہنے اور ہاتھ میں موبائل لئے مسکرا کر اندر آیا۔۔۔

گڈ مارنگ سر۔۔۔

مارنگ۔۔۔۔۔

سر آج آپکی گیارہ بجے سرمد خان کے ساتھ میٹنگ ہے۔۔۔ اس کے بعد جے ڈاٹ والوں کے ساتھ آپکا لنچ ہے۔۔۔ اور شام میں اسلام آباد کی فلائیٹ ہے کیونکہ رات بارہ بجے آپ کو فیشن شو اٹینڈ کرنا ہے۔۔۔۔

خالد موبائل سے دیکھ کر بول رہا تھا جب وہ شخص بیڈ سے اٹھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اچھا وہ شائنگ سٹار والوں کے ساتھ میٹنگ کا کیا بنا؟؟؟

سر وہ کل بارہ بجے ہے سیالکوٹ ہوٹل جیون میں۔۔۔۔۔

بارہ کا مطلب بارہ ہی ہونا چاہیے خالد۔۔۔ کیونکہ تم جانتے اذہان گردیزی انتظار کرنے کی کیا قیمت وصول کرتا ہے۔۔۔۔۔؟؟

اذہان کی آنکھوں میں موجود وارنگ خالد کا گلا خشک کر گئی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا اس کا غصہ خطرناک نہیں تباہ کن ہوتا تھا۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔۔

خالد سر جھکا کر منہ انداز میں بولا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے جائو اور جاکر میڈ کو ناشتہ بنانے کا کہو۔۔۔ میں آدھے گھنٹے تک آتا ہوں۔۔۔۔

اوکے سر۔۔۔۔۔

خالد یہ بول کر کمرے سے چلا گیا جبکہ اذہان واش روم کی طرف چلا گیا۔۔۔

امی۔۔۔۔۔ ناشتہ لادیں۔۔۔۔۔

ادیان جو آج لیٹ اٹھا تھا ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھ کر اونچی آواز میں بولاتا کہ کیچن میں موجود صباحت بیگم اس کی آواز آسانی سے سن لیں۔۔۔

صباحت بیگم ایک ٹرے اٹھا کر باہر آئیں۔۔۔ جس میں ایک گلاس لسی اور دو آلو کے پراٹھے تھے۔۔۔ انہوں نے ٹرے کو ادیان کے آگے رکھا اور اس کے ساتھ ہی دائیں طرف بیٹھتے ہوئے بولیں۔۔۔

اب تمہاری پڑھائی مکمل ہو چکی ہے عادی (ادیان کانک نیم) تو تم اپنے باپ کے ساتھ کیوں دوکان پر نہیں جاتے؟؟؟ جانتے ہو دن بدن وہ کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔ اور ایک تم ہو جس کو آوارہ گردی سے ہی فرصت نہیں۔۔۔

ادیان جو سر جھکائے ناشتہ کر رہا تھا۔۔۔ آوارہ گردی کے نام پر اس کا نوالہ گلے میں جا کر اٹک گیا۔۔۔ وہ ذور سے کھانا شروع ہو گیا جبکہ صباحت بیگم ایک ہاتھ سے پیٹھ سہلانا شروع ہو گئی تھیں اور دوسرے ہاتھ سے اس کو لسی پلا رہی تھیں۔۔۔ اس کی طبیعت کچھ سنبھلی تو وہ اپنی ماں کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

آوارہ گردی کو نسی بھئی؟؟ صبح دوپہر شام تو اس گھر کا ڈرائیور بن رہتا ہوں۔۔۔۔۔ آنش اور حائم کو سکول چھوڑ کر آنا۔۔۔ پھر واپس ان کو لے کر آنا۔۔۔ آپ جانتی ہیں کتنا مشکل کام ہوتا ہے دو بچوں کو نہیں شیطانوں کو وقت پر سکول پہنچانا۔۔۔۔۔

اچھا اچھا بس۔۔۔

صباحت بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے اس کی جذباتی تقریر کو روکا تھا۔۔۔

ادیان مسکراہٹ چھپاتے ہوئے ناشتے میں مشغول ہو گیا کیونکہ جانتا تھا صباحت بیگم پوتی اور پوتے کے نام پر چپ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔

امی۔۔۔ عفی آپ کی کہاں ہیں؟؟؟

ادیان نے ناشتہ ختم کر کے صباحت بیگم سے پوچھا۔۔۔ لیکن اس بار جواب نصرت بیگم نے دیا تھا جو عفاف کی ماں تھیں۔۔۔۔

بچوں کو لے کر سامنے والے پارک میں گئی ہے۔۔۔۔

ادیان کے چہرے پر ایک دم سنجیدگی کا تاثر چھایا اور دونوں کو دیکھ پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔
وہ اکیلی گئی ہیں؟؟؟

صباحت بیگم جانتی تھیں کہ وہ اپنی آپ کی کو تنہا کہیں نہیں جانے دیتا تھا۔۔۔ اور اگر وہ تنہا کہیں چلی بھی جاتی تو وہ آسمان سر پر اٹھالیتا تھا۔۔۔ اور وجہ یہ تھی کہ جب بھی وہ باہر جاتی تھی آنسوؤں کو اپنا سا تھی بنا لیتی تھی۔۔۔ آنش اور حاتم بیچارے اس کا چہرہ دیکھ کر پریشان ہوتے رہتے تھے۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی تھوڑی دیر تک آجائے گی۔۔۔ بچے ضد کر رہے تھے کہ جانا ہے باہر اور تم سوئے ہوئے تھے۔۔۔۔

سو یا تھا مر نہیں گیا تھا جو وہ تنہا بچوں کو لے کر چلی گئیں۔۔۔۔

صباحت بیگم نے بے ساختہ اپنا دایاں ہاتھ دل پر رکھا اور لبوں سے نکلتے الفاظ سے ادیان کو اندازہ ہو گیا کہ وہ اپنی ماں کا زخم پھر سے تازہ کر گیا ہے۔۔۔۔

خدا کے لئے عادی۔۔۔ آیان کی طرح چھوڑ کر مت جانا۔ اگر جانا بھی ہو تو اذی کی طرح چلے جانا۔ نظروں سے دور سہی تمہیں دیکھ تو سکوں گی۔۔۔ لیکن آیان کی طرح نہیں کیونکہ وہ تو دکھائی بھی نہیں دیتا۔ اس کی طرح مجھے چھوڑ کر مت جانا عادی۔۔۔ ورنہ میں اس بار واقعی مرجائوں گی۔۔۔

امی۔۔۔ آپا۔۔۔

ادیان اور نصرت بیگم نے انہیں ٹوکا۔۔۔ نصرت بیگم کی آنکھیں بھی لمحے میں بھیگ گئی تھیں آیان کے ذکر پر۔۔۔ اور ادیان نے ضبط سے اپنی ماں کو ساتھ لگایا۔۔۔

ایم سوری۔۔۔ میں کہیں نہیں جا رہا۔۔۔ اور آپ بالکل نہیں روئیں گی۔۔۔ ورنہ آپکی بہو نے میرا سر پھاڑ دینا ہے۔۔۔

ادیان شرارت سے بولا تو نصرت اور صباحت بیگم دونوں نے اسے گھورا۔۔۔

کیونکہ دونوں ہی اس کے خلاف مذاق میں بھی کچھ برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔

اچھا میں غفی آپ اور بچوں کو پارک سے لینے جا رہا ہوں۔۔۔ آدھے گھنٹے تک آجائوں گا اور ہاں وہ رات کو ہاشم کا فون آیا تھا کہ پھپھو کچھ دنوں کے لئے آرہی ہیں غاشیہ کے ساتھ۔۔۔

ادیان یہ بول کر باہر نکل گیا جبکہ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا کیونکہ عارفہ بیگم کی آمد کبھی بھی ان کے گھر کے لئے اچھی ثابت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ خاص طور پر عفاف انکے عتاب کا نشانہ بنتی تھی۔۔۔

آپا غفی۔۔۔۔۔

نصرت بیگم نے صباحت سے اتنا ہی کہا جب صباحت بیگم نے بمشکل مسکرا کر انہیں تسلی دی۔۔۔

اللہ سب ٹھیک کر دے گا نصرت۔۔۔ چلو کیچن میں چلتے ہیں۔۔۔ ان کے آنے سے پہلے کھانا تیار کرنا چاہیے۔۔۔ انشاء اللہ ہم اس بار انہیں کوئی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔۔۔

صباح ت یہ بول کر کیچن کے اندر چلی گئیں جبکہ نصرت کو عفاف کی فکر ستار ہی تھی جو ان کے آنے سے مزید دکھی ہو جاتی تھی۔۔۔

آنش کب سے بیٹھی اپنے سات سال اور تین ماہ کے جڑواں بھائی حائم کو دیکھ رہی تھی جو چاکلیٹ کھا رہا تھا۔۔۔ آنش کا جب ضبط جواب دے گیا تو وہ حائم کے نزدیک ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

حائم کونسی چاکلیٹ کھا رہے ہو؟؟

آنش کی بات پر حائم نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر مصروف سے انداز میں بولا۔۔۔

ڈیری ملک۔۔۔

مجھے بھی دو نا؟؟؟

آنش کی معصومیت دیکھنے لائق تھی۔۔۔

کیوں دوں تمہیں موٹی؟؟؟

حائم غصے سے اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

مت دو۔۔۔ میری بھی فریج میں پڑی ہوئی ہے۔۔۔

آنش کی بات پر حائم وہاں سے اٹھا اور دو قدم آنش سے دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

آتش یہ تمہاری ہی ہے۔۔۔۔

یہ بول کر وہ بھاگ گیا جبکہ آتش نے غصے سے اپنی دونوں مٹھیوں کو بند کیا تھا۔۔۔

اما۔۔۔۔

پورے گھر میں اس کی چیخ نما آواز گونجی تھی۔۔۔

ادیان جو باہر سے آرہا تھا فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

چاچو کی جان کیا ہوا ہے؟؟؟

حائم نے میری چاکلیٹ کھالی ہے۔۔۔

آتش معصومیت سے نچلا لب باہر نکال کر بولی۔۔۔ ادیان کو بے ساختہ اس پر پیار آیا اس نے آگے بڑھ کر اسے کے دونوں گالوں پر بوسہ دیا اور بولا۔۔۔

چاچو کو معلوم تھا کہ حائم ایسا ہی کرے گا اس لئے تو چاچو آتش کے لئے دو چاکلیٹ لائے تھے۔۔۔ دوسری چاکلیٹ بڑی دادو کے پاس ہے جائو جا کر لے لو۔۔۔

ادیان نے مسکرا کر اس سے کہا تو وہ بھاگ کر کلثوم بیگم کے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔ عفاف جو اس کے چلانے پر نیچے آئی تھی ان دونوں کی باتیں سن کر وہیں رک گئی۔۔۔ ادیان جیسے ہی پلٹا عفاف کو مسکراتے دیکھ کر اس کے پاس آیا۔۔۔

عفی آپ کی کیا بات ہے تنہا ہی لبوں کو مسکرا کر انا سکھا رہی ہیں۔۔۔؟؟؟

تھینکس عادی۔۔۔ اگر تم نہ ہوتے تو شاید میں اپنے بچوں کو سنبھال ہی ناپاتی۔۔۔

عفاف نے بظاہر مسکراتے ہوئے کہا لیکن آنکھوں کی ویرانی اور دل کا درد چہرے سے واضح ہو گیا تھا۔۔۔۔
 عنفی آپ اب آپ زیادتی کر رہی ہیں۔۔۔ وہ ہماری ذمہ داری ہیں۔۔۔ وہ صرف آپ کے بچے نہیں ہیں اس
 گھر کی جان ہیں۔۔۔۔

ادیان نے مصنوعی خفگی سے کہا تو عفاف نے مسکراتے ہوئے ایک ہلکی سی چپٹ اس کے دائیں گال پر رسید
 کی۔۔۔۔

تم زیادہ سمجھداری مت دکھایا کرو۔۔۔
 عنفی آپ کہیں باہر چلیں؟؟

عادی اگر تم پھپھو کہ وجہ سے ایسا بول رہے ہو تو میں بالکل بھی نہیں جائوں گی۔۔۔
 عفاف کے چہرے پر ایک دم سنجیدگی نے جگہ بنائی تھی ادیان اس صحیح انداز پر اسے دیکھ کر رہ گیا
 تھا۔۔۔

عنفی آپ کہیں باہر جانے کا دل کر رہا ہے یا۔۔۔۔ ویسے بھی یہاں پاس ہی ایک بہت اچھا ریستورنٹ کھلا ہے
 چلیں آپ کو وہاں کی آئس کریم ٹیسٹ کروا کر لاتا ہوں۔۔۔۔
 تو تم نہیں مانو گے؟؟؟

عفاف نے اسے گھورا تو ادیان نے اپنا سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔
 اچھا چلو میں بچوں کو لے کر آتی ہوں۔۔۔

عفی آپي خدا کو مانیں یار۔۔۔ میری بانیک ہے گدھا گاڑی نہیں جس پر میں آپکے شیطان بچوں کو بٹھا کر لے جاؤں۔۔۔۔

عادی۔۔۔

تم پٹو گے کے مجھ سے۔۔۔۔

عفاف مصنوعی ناراضگی سے بولی۔۔۔

آپ کے ہاتھوں سے تو قتل بھی کرالیں۔۔۔ پٹائی کیا چیز ہے؟؟؟

ادیان کی اکیٹنگ پر عفاف نے اسے گھورا اور دانت پیستے ہوئے بولی۔۔۔

انتہائی کوئی لو فر انسان لگتے ہو ایسی حرکتیں کرتے ہوئے۔۔۔

ہاں آپکے شوہر کی صحبت میں رہ چکے ہیں اثر تو یقیناً ہوا ہو گا۔۔۔

ادیان کی بات پر عفاف نے اسے دیکھا اور کچھ بھی کہے بغیر سڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔

شٹ۔۔۔ آپی میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔

ادیان پیچھے بھاگا تو عفاف نے بمشکل نم آنکھوں سے مسکرا کر اس کی شرمندگی کو کم کیا۔۔۔۔

میں دس منٹ تک بڑی چادر لے کر آتی ہوں۔۔۔

یہ بول کر اس نے دروازہ بند کر دیا جبکہ ادیان نے لب بھینچ کر بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

کاش اذی بھائی آپ نے عفی آپ کو سمجھنے کی کوشش کی ہوتی۔۔۔۔
ادیان خود سے بڑبڑایا اور سڑھیاں اتر کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

گردیزی ہائوس کو بہت محبت اور چاہت سے انور گردیزی نے بنایا تھا۔۔۔ ان کی بیوی کا نام کلثوم بیگم تھا۔۔۔
ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔
بڑے بیٹے کا نام احمد گردیزی جن کی شادی انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی کی بیٹی صباحت سے کی تھی۔۔۔۔ ان
کے تین بیٹے تھے۔۔۔

آیان، اذہان اور ادیان۔۔۔

اس کے بعد ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام عارفہ تھا۔۔۔ وہ شروع سے ہی ضدی اور خود سر رہی تھی۔۔۔
اسی ضد کی وجہ سے انہوں نے اپنے ماں باپ کی مرضی کے خلاف شادی کر لی تھی۔۔۔ انور صاحب یہ
صدمہ برداشت نہ کر سکے کہ انکی جان سے پیاری بیٹی اس طرح کر سکتی ہے۔۔۔ اور وہ خالق حقیقی سے جا
ملے۔۔۔ بعد میں عارفہ نے رورو کر اپنے بھائیوں اور ماں سے معافی مانگی۔۔۔ تو سب نے کھلے دل سے
معاف کر دیا۔۔۔

ان کا ایک بیٹا ہاشم اور بیٹی غاشیہ تھی۔۔۔

حامد گردیزی گھر میں سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے لاڈلا بیٹا تھا۔۔۔ ان کی شادی بھی کلثوم بیگم نے
صباحت کی چھوٹی بہن نصرت سے کر دی۔۔۔ اللہ نے انکو ایک بیٹی سے نوازا تھا جس کا نام انہوں نے عفاف

رکھا تھا۔۔۔ عفاف کی پیدائش کے کچھ دن بعد ہی حامد کاروڈا ایکسٹرنٹ ہوا جس میں وہ جان کی بازی ہار گئے۔۔۔

سب کے لئے یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔ لیکن وقت کے ساتھ سب آگے بڑھ گئے۔۔۔ احمد گردیزی تو بھائی کی موت کے بعد چپ سے ہو گئے تھے۔۔۔۔ ان کی کپڑوں کی دوکان تھی جس سے گھر کا سارا نظام چلتا تھا۔۔۔ گھر میں موجود افراد کی خواہشیں نہ سہی لیکن ضرورتیں ضرور پوری کرتے تھے۔۔۔۔ پھر آیان پڑھ لکھ کر آرمی میں چلا گیا۔۔۔ ایک آپریشن کے نتیجے میں وہ شہادت جیسے رتبے پر فائز ہو گیا۔۔۔ گھر کے سب لوگوں کے لئے یہ موت ایک بہت بڑا صدمہ تھی۔۔۔ جبکہ عفاف کے سر پر تو گویا انیس سال کی عمر میں بیوہ کا تاج پہنا دیا گیا۔۔۔۔ مشکلوں سے زندگی نے عفاف کو جینا سکھایا تھا لیکن اذہان گردیزی نے اسے زندہ لاش بننے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔۔

عادی کیا ضرورت تھی اتنے مہنگے ریسٹورنٹ میں آنے کی؟؟؟؟

ہم کہیں اور چلے جاتے۔۔۔ خواہ مخواہ پیسے ضائع کرنے کے لئے آگئے۔۔۔۔

عفاف ادیان کو گھور کر بولی جو مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔

وہ دو ہزار روپے تھے میرے پاس تو سوچا آپکو اچھے سے ریسٹورنٹ سے کھانا کھلائوں۔۔۔۔ شاید کچھ دعا لگ جائے اور میری بھی جلدی سے شادی ہو جائے۔۔۔۔

آخری بات پر ادیان نے شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کی تھی۔۔ جبکہ عفاف نے صرف مسکرا نے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔۔

اچھا تم آرڈر دو میں ذرا بچوں کا پوچھ لوں امی سے۔۔۔۔
 عفاف موبائل ہاتھ میں لے کر باہر نکل گئی جبکہ ادیان اس کی پشت دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔
 یہ کبھی نہیں سدھر سکتیں۔۔۔۔

ویٹر۔۔۔۔

ادیان خود سے بڑبڑایا اور ویٹر کو آواز دینے لگا۔۔۔۔

امی آنش اور حاتم زیادہ تنگ تو نہیں کر رہے نا؟؟؟ ٹھیک ہے۔۔۔ میں لے آؤں گی۔۔۔ اوکے۔۔۔ اللہ حافظ۔۔۔۔

عفاف بات کرنے کے لئے ریستورنٹ کی پچھلی طرف آگئی تھی جہاں سوئمنگ پول تھا۔۔۔ وہ مسکرائی تھی کیونکہ ریستورنٹس میں سوئمنگ پول اس نے کم ہی دیکھے تھے۔۔۔۔ اس سے پہلے وہ پلٹتی اس کا پائوں مڑا اور وہ دھڑام سے پانی کے اندر گر گئی۔ پول کے اندر پانی پانچ فٹ تھا۔۔۔ تیرا کی تو بیچاری کو آتی نہیں تھی۔۔۔ اور آس پاس جو چند لوگ تھے وہ اسے ہاتھ پاؤں مارتے دیکھ کر قہقہے لگا رہے تھے۔۔۔ جبکہ ایک دو تو موبائل کا کیمرہ آن کئے باقاعدہ ویڈیو بنا رہے تھے۔۔۔۔ وہ چیختے ہوئے مدد کے لئے پکار رہی تھی لیکن لوگ خاموش تماشا بنے ہوئے تھے۔۔۔۔

عادی۔۔۔۔

اذہان جس کا یہاں ڈنر تھا جے ڈاٹ والوں کے ساتھ وہ ریسٹورنٹ کے سیکنڈ فلور پر تھا۔۔۔ جب اچانک سے اسے گھٹن سی محسوس ہونے لگی۔۔۔ اس لئے وہ سیکنڈ فلور کی بالکنی میں آگیا۔۔۔ اچانک اس کی نظر سوئمنگ پول میں ڈوبتی عفاف پر پڑی تو پہلے تو اس کو اپنا وہم لگا لیکن جب اس نے عادی کو پکارا تو وہیں سے وہ چیخا تھا۔۔۔۔

عفی۔۔۔۔

وہ بھاگتے ہوئے سڑھیاں اتر رہا تھا جبکہ اس کا سیکریٹری خالد بھی تقریباً بھاگ کر اس کا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے جیسے ہی گراؤنڈ فلور پر آیا ادیان کی نظر اس پر پڑی۔۔۔۔

بھائی؟؟؟

ادیان نے اسے پکارا جسے وہ نظر انداز کرتے ہوئے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔۔

ہیں یہ بھائی کو کیا ہو گیا ہے؟؟؟ اتنا تیز کیوں بھاگ رہے تھے؟؟؟ میں نے آواز بھی دی لیکن انکسور کر دیا۔۔۔۔

ادیان بڑبڑاتے ہوئے اس کے پیچھے گیا تھا۔۔۔۔ اذہان نے سوئمنگ پول کے پاس پہنچ کر بنا سوچے سمجھے چھلانگ لگائی اور جلدی سے عفاف تک پہنچا۔۔۔۔ عفاف جس کی مزاحمت ہلکی ہو گئی تھی خود کو کسی کے حصار میں محسوس کر کے آنکھیں زور سے بند کر گئی۔۔۔۔ اذہان نے اسے خود سے لگایا اور کنارے کی طرف لے کر آیا۔۔۔۔

لوگوں نے کافی حیرانگی سے یہ منظر دیکھا تھا کہ ایک مشہور ایکٹر اذہان گردیزی کسی کی یوں مدد کر رہا تھا۔۔۔۔ اذہان نے اسے باہر نکالا اور اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔۔۔۔ اذہان نے بنا کسی کی پرواہ کئے ایک بار

پھر اسے حصار میں لے لیا۔۔۔ اس کی سانسیں اپنے سینے پر محسوس کرتے وہ کچھ پر سکون ہوا۔۔۔ تو پانچ قدم دور کھڑے خالد کو اشارہ کیا جس نے گارڈز کی مدد سے لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تھا۔۔۔ ادیان جب وہاں پہنچا تو سامنے کا نظارہ دیکھ کر پہلے تو پریشان ہوا کیونکہ سامنے ہی اس کی عفی آپنی گیلے کپڑوں میں تھیں۔۔۔ اور سر سے ڈوپٹہ غائب تھا۔۔۔ لیکن جیسے ہی اس کی نظر اذہان پر پڑی وہ مطمئن ہو گیا۔۔۔

چلو آج انجانے میں سہی کوئی نیکی تو کی ادیان گردیزی نے۔۔۔

اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا عادی۔۔۔ جلد ہی تمہاری شادی ہوگی۔۔۔ آمین۔۔۔

ادیان خود سے بول کر دوبارہ اندر کی جانب چلا گیا۔۔۔

خالد بھی گارڈز کے ساتھ تھوڑے فاصلے پر پشت کر کے کھڑا ہو گیا اور گارڈز نے بھی اس کی تقلید کی۔۔۔

اذہان نے ایک نظر ڈری سہمی عفاف پر ڈالی، گندمی رنگت، بڑی بڑی کالی آنکھیں، تیکھی ناک، گلابی لب، معصومیت سے بھرا چہرہ، گھنگریالے کالے بال جو اس وقت پانی کی وجہ سے گیلے ہو گئے تھے۔۔۔ چہرے پر موجود پانی کے قطرے اس وقت اسے پھولوں پر موجود شبنم کی طرح محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ وہ بے خود ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ دوسری طرف عفاف نے جب اپنے پاس بیٹھے اذہان کو دیکھا تو وہ سرکتے ہوئے پیچھے کو ہوئی تھی۔۔۔ اور اس سے پہلے وہ دوبار گرتی اذہان نے غصے سے اسے گھورا اور اس کے دائیں بازو کو جھٹکا دے کر واپس اپنے قریب کر گیا۔۔۔

عفاف کٹی پتنگ کی طرح اس کے قریب آئی تھی۔۔۔ اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں کو وہ بمشکل سنبھال رہی تھی جو اذہان کی ذرا سی قربت پر اپنی روانگی چھوڑ چکی تھیں۔۔۔ پلکوں کی لرزش اور لبوں کی کپکپاہٹ سے وہ اسے آٹھ سال پرانی عفاف لگی تھی۔۔۔ وہ بے خود ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اذہان نے خالد کو آواز دی تو اس نے اذہان کا کوٹ جو اس نے لٹچ سے پہلے اتار کر خالد کو پکڑایا تھا وہ دیا۔۔۔ اور واپس ویسے ہی کھڑا ہو گیا۔۔۔

اذہان نے اسے اپنا کوٹ پہنایا جو عفاف نے بنا کسی مزاحمت کے پہن لیا۔۔۔

کیا کر رہی ہو یہاں؟؟؟

آواز کے ساتھ ساتھ لہجہ بھی سرد تھا۔۔۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔

کیا وہ وہ لگا رکھی ہے؟؟؟ پوچھ رہا ہوں کیا کر رہی ہو یہاں؟؟؟

اذہان نے اس بار سخت لہجے میں عفاف کو بھوری غصے سے بھری آنکھوں سے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

وہ۔۔۔ عادی کے ساتھ آئی تھی۔۔۔

ادیان کے نام پر اس کا غصہ کچھ کم ہوا لیکن ختم بالکل نہیں ہوا۔۔۔

کہاں ہے وہ گدھا؟؟؟ الو کا پٹھا، جو تمہیں ساتھ لا کر بھول گیا۔۔۔

شکنیں پیشانی پر اضطراب کی کیفیت کو واضح کر رہی تھیں۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر عفاف نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

جیسے تم شادی کر کے بھول گئے وہ مجھے یہاں لا کر بھول گیا۔۔۔

عفاف کی بات پر اس نے عفاف کو شانوں سے پکڑ کر اپنے نزدیک کیا۔۔۔ اور دہی آواز میں غرایا کر بولا۔۔۔۔

کس شادی کی بات کر رہی ہو؟ جو تمہارے لئے صرف ایک معاشرتی ضرورت تھی۔۔۔ میری بات دھیان سے سن لو عفاف گردیزی وہ شادی نہیں تھی صرف ایک کاٹریکٹ تھا جو میرے باپ نے مجھ سے کیا تھا؟؟؟
سمجھی تم۔۔۔ اب اٹھو اور میرے ساتھ چلو کیونکہ اس حالت میں تمہیں کوئی اور دیکھے یہ اذہان گردیزی کی غیرت گوارا نہیں کرے گی۔۔۔۔

اذھان نے کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ پھیلا یا جسے عفاف نے نظر انداز کر دیا اور خود ہی کھڑی ہو گئی۔۔۔

جانتی ہوں میں کہ تمہارے لئے صرف میں ایک لُشو کی حشیت رکھتی ہوں جسے تم نے استعمال کر کے پھینک دیا اور رہی جانے کی بات تو میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جا رہی۔۔۔ اور یہ کوٹ بھی۔۔۔۔

عفاف غصے سے چیخی تھی جب اذھان نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا تھا۔۔۔

فالتو مت بولا کرو۔۔۔ بیگم۔۔۔ تم میرے ساتھ جا رہی ہو مطلب جا رہی ہو۔۔۔

آج آٹھ سال بعد موصوف کو یاد آ گیا کہ ایک عد دیوی بھی ہے۔۔۔۔

عفاف نے کڑھ کر سوچا۔۔۔

افضان نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

تمہارے ساتھ گزرا ہر لمحہ دل و دماغ پر ایسا نقش ہے کہ اگر اسے کرید کر ختم بھی کر دوں تو پھر بھی تمہاری

چاہ ان دونوں جگہ موجود رہے گی۔۔۔

بولتے ہوئے آخری بات پر اس نے جان بوجھ کر اپنے لبوں سے اس کی کان کی لو کو چھوا تھا۔۔۔ جبکہ عفاف کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

خالد اندر ادیان گردیزی نام کا جو بندہ بیٹھا ہو گا اسے گردیزی مینشن لے آؤ۔۔۔ میں تب تک اپنی گاڑی میں وہاں جا رہا ہوں۔۔۔

یہ بول کر اس نے عفاف کا ہاتھ تھاما اور تیز تیز چلتے ہوئے پارکنگ میں موجود اپنی گاڑی میں پہلے اسے بٹھایا اور پھر خود بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔ عفاف نے ایک نظر اذہان کو دیکھا اور پھر سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔۔۔ ماضی کی سوچیں ایک بار پھر اسے اپنے حصار میں لے گئی تھیں۔۔۔

..... ماضی

امی۔۔۔

صباحت بیگم جو کیچن میں کال کر رہی تھیں بیس سالہ اذہان کی چیخ سن کر جلدی سے اس کے کمرے کی طرف بڑھی تھیں۔۔۔ دروازے کو کھول کر جیسے ہی انہوں نے قدم اندر رکھا بے ساختہ ان کا ہاتھ منہ پر گیا تھا۔۔۔ کیونکہ اذہان اس وقت فل میک میں پینٹ شرٹ پہنے کھڑا تھا۔۔۔ اور دیکھتے ہی سمجھ گئی تھیں کہ یہ حال اس کا عفاف نے ہی کیا ہو گا۔۔۔

ماما یہ دیکھیں آپکی لاڈلی نے کیا کیا؟؟؟؟

اذھان اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ ان کے آگے کرتا ہوا غصے سے بولا۔۔۔۔ جن کے ناخنوں پر ریڈ کلر کی نیل پالش لگائی تھی۔۔۔۔ صباحت بیگم نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا اور بولیں۔۔۔۔

میں پوچھتی ہوں اس سے۔۔۔۔ تم جا کر نہالو۔۔۔۔

انیس سالہ عفاف جو کمرے کے باہر کھڑی اپنے قہقہوں کا گلا گھونٹے ہوئے تھی اندر آئی اور ذور ذور سے ہنسنے لگی۔۔۔۔ اذھان غصے سے اس کی طرف بڑھا تو صباحت بیگم درمیان میں آگئی۔۔۔۔

اذی۔۔۔۔ بچی ہے۔۔۔۔ جانے دو۔۔۔۔

امی آپ کو یہ بچی لگ رہی ہے؟؟؟

اذھان نے اس کے لمبے قد پر چوٹ کی۔۔۔۔

میں بچی ہوں یا نہیں یہ تو بعد میں بتائوں گی لیکن قسم سے کیا لگ رہے ہو؟ میرا دل کر رہا ہے تمہاری اس سڑی ہوئی شکل کو مزید بگاڑ دوں۔۔۔۔

اذھان اس کی طرف بڑھا تو وہ جلدی سے کمرے سے بھاگ کر سڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔۔۔۔ وہ بے دھیانی سے اتر رہی تھی جب سامنے سے آتے چھبیس سالہ آیان کو نہ دیکھ سکی۔۔۔۔ وہ آیان سے ٹکراتے ٹکراتے پچی تھی۔۔۔۔ آیان نے اسے بروقت سنبھالا ورنہ ممکن تھا کہ وہ گر جاتی۔۔۔۔

عفی۔۔۔۔ آرام سے۔۔۔۔

آیان کی نرم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔

آیان بھائی آپ؟؟ آپ کب آئے؟ اور اس بار کتنے دنوں کے لئے آئے ہیں؟ اس بار آپ جلدی بالکل نہیں جائیں گے۔۔ کیونکہ بڑی امی آپ کے لئے لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں۔۔ پھر آپکی شادی ہوگی۔۔ ہائے کتنا مزہ آئے گا۔۔

عفاف ایک ہی سانس میں بولنا شروع ہو گئی تھی جبکہ آیان صرف اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ کب اس پری پیکر سے محبت کر بیٹھا اسے خود بھی معلوم نہیں ہوا تھا۔۔ جب وہ گھر آتا تھا وہ سب سے زیادہ خوش ہوتی تھی کیونکہ آیان کے ہوتے کوئی اس کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔۔

ارے۔۔ لڑکی سانس تو لے لو۔۔ کتنا بولتی ہو تم۔۔ اور کس نے کہا کہ میرے لئے لڑکی دیکھی جا رہی ہے؟؟؟

بظاہر تو آیان نے مسکرا کر کہا لیکن دل ہی دل میں صباحت بیگم سے بات کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔۔

عفاف نے اپنی بڑی کالی آنکھیں مزید بڑی کی اور راز دانہ انداز میں بولی۔۔۔ کل بڑی امی۔۔ دادی اور امی سے بات کر رہی تھی تو میں نے بھی سن لیا۔۔۔ قسم سے بڑا مزہ آنے والا ہے آپکی شادی پر۔۔ میں تو خوب ڈانس کروں گی۔۔

آیان نے مسکرا کر اس کے سر پر چپٹ لگائی۔۔

پاگل ہو۔۔ جائو چھوٹی امی بلارہی ہیں۔۔

عفاف ہنستے ہوئے نیچے اتری تھی کیونکہ نصرت بیگم اسے کیچن سے آوازیں دے رہی تھیں۔۔۔

آیان مسکراتے ہوئے سڑھیاں چڑھ گیا کیونکہ اسے صباحت بیگم کی آواز اذہان کے کمرے سے آرہی تھی۔۔۔۔۔ جو دوسری منزل پر تھا۔۔۔۔۔ وقت کب کیا کر جائے کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔۔۔۔۔

حال---

ایک دم گاڑی کی بریک سے وہ خیالوں سے باہر آئی تھی۔۔۔ اذہان نے ایک نظر اسے دیکھا اور آنکھوں میں موجودہ نمی کو وہ چاہ کر بھی نظر انداز نہیں کر سکا۔۔۔

روکیوں رہی ہو؟؟ میں مر گیا ہوں کیا؟؟؟

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اپنا لہجہ سخت کر گیا۔۔۔۔۔

مجھے گھر واپس جانا ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔

عفاف سر جھکا کر بولی۔۔۔

پہلے میرے سوال کو جواب دو۔۔۔ روکیوں رہی تھی؟؟؟

تمہیں میرے رونے سے فرق پڑتا ہے جو پوچھ رہے ہو؟؟؟

عفاف اس بار اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اعتماد سے بولی۔۔۔

یہ کیا تم نے۔۔۔ تم تم۔۔۔ لگایا ہوا ہے شوہر ہوں تمہارا تمیز نہیں ہے کیا؟؟؟

اذہان گردیزی۔۔۔ داینمس ایکٹرا سے مجھ سے عزت کی توقع کیوں ہے؟؟

اس کی بات پر اذہان نے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔ اور تھوڑی دیر بعد بولا۔۔۔

یہاں سے سیدھے جائو اور رائٹ سائیڈ پر جو پہلا کمرہ ہو گا۔۔۔ وہیں جا کر چینیج کر لو۔۔۔ اس کمرے میں تمہاری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔۔۔ اور کپڑے چینیج کر کے سیدھے یہیں آنا کیونکہ عادی گھر چلا گیا ہے اور میں تمہیں واپس چھوڑ دوں گا۔۔۔

عفاف نے کالی نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ جو رخ موڑ کر شاید ضبط کر رہا تھا۔۔۔ اسے یہ انسان کسی صورت سمجھ نہیں آ سکتا تھا جو محبت اور نفرت بیک وقت جتا تا تھا۔۔۔ عفاف اس کی ہدایت کے مطابق اس کمرے میں چلی گئی جبکہ اذہان نے اپنا سرا سٹیئرنگ پر ٹکا دیا۔۔۔

کاش تم نے اس محبت سے دامن نہ چھڑایا ہوتا۔۔۔ جس کی بنیادیں ہم دونوں نے مل کر رکھی تھیں۔۔۔ کاش تم میرا ساتھ دے دیتی تو آج میں یہ پل پل کی اذیت نہ سہہ رہا ہوتا۔۔۔

اذہان خود سے بولا اور اپنی آنکھوں کو ذور سے میچ گیا کیونکہ وہ تنہائی میں بھی اپنے آنسوؤں کو بے مول نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔۔

ادیان جیسے ہی گھر داخل ہوا سامنے لائونج میں عارفہ اپنی پچیس سالہ بیٹی غاشیہ کے ساتھ براجمان تھی۔۔۔ دائیں طرف وہ دونوں بیٹھی تھیں جبکہ بائیں طرف صباحت بیگم اور کلثوم بیگم بیٹھی تھیں۔۔۔ نصرت بیگم کیچن میں تھیں جبکہ احمد صاحب ابھی اپنی دوکان پر تھے۔۔۔ ادیان آگے بڑھا اور جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولا۔۔۔

اسلام و علیکم پھپھو۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟؟ ہاشم اور انکل یوسف کیسے ہیں؟؟؟

ادیان مسکراتے ہوئے ان کی دائیں طرف بیٹھ گیا کیونکہ بائیں طرف غاشیہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ جس کو دیکھ کر ادیان کو شدید والی تپ چڑھتی تھی۔۔۔ سفید رنگت، کالی آنکھیں، لبوں پر گلابی لپ سٹک لگائے، آنکھوں میں کاجل لگائے، سی گرین شلوار کمبیز پہنے وہ مسکرا کر ادیان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

میرا شہزادہ۔۔۔ پھپھو کی جان۔۔۔ سب ٹھیک ہیں تم سناؤ؟؟ کیسے ہو؟؟ اور پڑھائی ختم ہوگئی کیا؟؟ عارفہ بیگم خوش اخلاقی سے بولیں۔۔۔ اور ان کی یہ خوش اخلاقی سب جانتے تھے کہ صرف ادیان کے ساتھ ہی ہوتی تھی۔۔۔ اور وجہ وہ ادیان کو اپنے داماد کے روپ میں دیکھتی تھیں۔۔۔

جی پھپھو میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اور پڑھائی ابھی دو مہینے ہی ہوئے ہیں ایم بی اے ختم کئے۔۔۔ ویسے ہاشم کیوں نہیں آیا۔۔۔

ادیان جان بوجھ کر بات کا رخ موڑ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا اب پھپھو نوکری کا تذکرہ کریں گی اور پھر یہ تذکرہ اس کی عزت افزائی پر ختم ہوگا۔۔۔

میرا بیٹا تو بہت سمجھدار ہے بھابھی۔۔۔ بول رہا تھا ابو کے ساتھ ہی ان کے سٹور پر بیٹھے گا۔۔۔ تاکہ ان کو بھی آسانی رہے۔۔۔

ہاں میٹرک فیل والوں کو پاکستان میں اب وزیراعظم بنانے سے تو رہے۔۔۔

ادیان خود سے خود سے بڑبڑایا اور لالو نچ اور گھر میں موجود واحد ٹی وی کو آن کیا۔۔۔

اور بیچارٹی وی آن کر کے پچھتا یا۔۔۔ کیونکہ سامنے ہی نیوز پر کسی نے اذہان گردیزی کی آج کی ویڈیو وائرل کر دی تھی جو اس وقت خبروں کی زینت بنی ہوئی تھی۔۔۔ عفاف کا چہرہ بھی واضح طور پر نظر آرہا تھا جسے

دیکھ عارفہ بیگم نے ایک تمسخر بھری نظر کیچن سے آتی نصرت پر ڈالی۔۔۔ ایسا نہیں تھا کہ اذہان کے سکینڈل سامنے نہیں آتے تھے۔۔۔ بس اب کی بار وہ عفاف کے ساتھ منظر عام پر آیا تھا تو سب گھر والوں کو شاک پہنچا تھا۔۔۔

کیوں بھئی نصرت تم تو کہہ رہی تھی تمہاری لاڈلی کو بخار ہے اور وہ سو رہی ہے۔۔۔ اچھا سو رہی ہے کہ ساری دنیا اس کو دیکھ رہی ہے۔۔۔

عارفہ کی بات پر صباحت بیگم نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا جبکہ نصرت بیگم اپنا سر جھکا گئیں۔۔۔ میں تو کہتی تھی بھئی اس لڑکی کی لگائیں کھینچ کر رکھو۔۔۔ کیونکہ اس کو آزاد ہوائوں میں اڑنے کا شوق ہے۔۔۔ لیکن میری سننا کون ہے یہاں؟؟

حسب عادت عارفہ شروع ہو چکی تھیں جبکہ ادیان لب بھینچے خود کو کچھ بھی کہنے سے باز رکھ رہا تھا۔۔۔ امی۔۔۔ بس کریں نا۔۔۔ عفی آپ اپنی شوہر کے ساتھ ہی تو ہیں۔۔۔ غاشیہ۔۔۔ ادیان کا تنا ہوا جبر ا دیکھ کر آہستہ آواز میں بولی۔۔۔

لودیکھو ایک میری بیٹی ہے جو سب کے بارے میں اچھا برا سمجھتی ہے۔۔۔ اور ایک یہ لڑکی ہے جو شروع سے ہی اپنی نحو سیت پھیلا رہی ہے۔۔۔ پیدا ہوتے ہی باپ کو کھا گئی، نکاح ہوتے ہی میرے آیان کو اس کی نحو ست لے ڈوبی۔ پتہ نہیں اس لڑکی میں ایسا کیا ہے جو کوئی بھی اس کا ساتھ نہیں نبھا پاتا۔ اب جب میرا اذہان اتنا مشہور ہو گیا ہے تو اسے برباد کرنے پہنچ گئی ہے اس کے پاس۔۔۔

عارفہ بیگم کی باتیں جب ادیان کے لئے ناقابل برداشت ہوئیں تو وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

عارفہ بس کرو۔۔ کیا بگاڑ دیا ہے میری پوتی نے تمہارا۔۔۔

کلثوم بیگم کو ان کا ہمیشہ والا کیا عفاف پر تبصرہ پسند نہیں آیا تھا۔۔

ارے اماں۔۔ اب تم خود بتاؤ۔۔ بچوں کے باپ تک کو ان کی خبر ہونے نہیں دی۔ کیا یہ ٹھیک ہے۔۔ میرا اذہان تو جانتا تک نہیں کہ وہ دو بچوں کا باپ ہے۔۔ اور آپ سب بھی اس لڑکی کا ساتھ دے رہے ہیں۔۔۔ بھی معاف کرنا لیکن اس لڑکی کے چال چلن ٹھیک نہیں۔۔۔

خدا کا واسطہ ہے امی بس کر دیں۔۔۔

غاشیہ نے اس بار اونچی آواز میں کہا۔۔ جو بھی تھا وہ اپنی غفی آپ کے لئے کچھ برا نہیں سن سکتی تھی۔۔ اس سے پہلے عارفہ بیگم کوئی جواب دیتیں۔۔ لائونج میں عفاف کی آواز گونجی۔۔۔ جسے اذہان گیٹ پر چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔

اسلام و علیکم پھپھو۔۔۔

مسکراتا ہوا چہرہ لئے وہ نزدیک آئی تھی۔۔ وہ ان کی ساری باتیں سن چکی تھی۔۔ اب تو شاید عادت ہو چکی تھی اسے۔۔ عارفہ بیگم کی جلی کٹی باتوں کی۔۔۔
و علیکم اسلام۔۔۔

عارفہ بیگم نے کاٹ دار نظروں سے عفاف کو دیکھ کر جواب دیا اور رخ موڑ لیا۔۔

غفی آپ۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟؟

غاشیہ خوشی سے اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔

میں ٹھیک ہوں غاشیہ۔۔۔ تم سناؤ کیسی ہو؟؟؟

میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ چلیں آپ کے کمرے میں جاتے ہیں۔۔۔ مجھے آپ سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔۔۔

غاشیہ اپنی ماں کی طبیعت کو جانتی تھی۔۔۔ وہ زیادہ دیر عفاف کو اپنے ارد گرد برداشت نہیں کر سکتیں اس لئے عفاف سے بولی تو وہ سر ہلا کر غاشیہ کے ہمراہ سڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

چلیں اماں آپ کو بھی آپ کے کمرے میں لے چلوں۔۔۔

صباحت بیگم کلثوم بیگم سے بولیں۔۔۔

رہنے دیں بھابھی میں لے جاتی ہوں۔۔۔ اور ہاں آتش اور حاتم ہمسائیوں کے گھر سے آجائیں تو انہیں اماں کے کمرے میں بھیج دیجئیے گا۔۔۔ اتنے دن ہو گئے ہیں ان کے چہرے دیکھے۔۔۔

عارفہ بیگم کلثوم بیگم کو ہاتھ کا سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولیں اور ان کو ساتھ لے کر کلثوم بیگم کے کمرے کی طرف چلی گئیں۔۔۔

عفیٰ آپ۔۔۔ آپ سے ایک بات پوچھوں؟؟؟

رات کے تقریباً بارہ بج گئے تھے اور غاشیہ کی باتیں ختم نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔ وہ جب بھی آتی تھی عفاف کے ساتھ اسی کے کمرے میں رکتی تھی۔۔۔ حاتم ادیان کے ساتھ سوتا تھا جبکہ آتش کبھی صباحت اور کبھی نصرت بیگم کے کمرے میں پائی جاتی تھی۔۔۔

ہاں پوچھو۔۔۔

محبت سے زیادہ ضروری انسان کی زندگی میں کیا ہوتا ہے؟؟؟

اعتبار۔۔۔

ایک لفظی جواب دے کر عفاف چپ ہو گئی تھی۔۔۔ غاشیہ نے اس کی طرف کروٹ بدلی جو چھت کے پنکھے کو گھور رہی تھی۔۔۔

تو کیا اعتبار کے بغیر محبت حاصل نہیں کی جاسکتی؟؟؟

اعتبار کے بغیر اس دنیا میں کچھ بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ کسی بھی رشتے کی بے اعتباری آپکو توڑ دیتی ہے۔۔۔ پھر چاہے وہ ماں باپ کی بے اعتباری ہو یا اس انسان کی جس پر آپ نے اندھا اعتبار کیا ہو۔۔۔

عفاف نم آنکھوں سے مسکرائی تھی۔۔۔

آپ چلی جائیں نا اذی بھائی کے پاس واپس۔۔۔

غاشیہ اس کی بھیگی پلکوں کو دیکھ کر سنجیدگی سے بولی۔۔۔

جانتی ہو غاشیہ۔۔۔

اپنی انا اور ضد کو تفریق کر کے میں نے اعتبار کے موتیوں کو جمع کیا تھا۔۔۔ لیکن اس نے اپنی بے اعتنائی سے ان موتیوں پر ایسی ضربیں لگائی ہیں کہ وہ موتی تقسیم ہو کر بکھر گئے ہیں۔۔۔

تو اب تم ہی بتاؤ مجھے ان موتیوں کے ٹکڑوں کو سمیٹنا چاہیے جن کو بے دردی سے توڑ دیا گیا ہو۔۔۔؟؟؟

عفاف نے یہ بات اس کی طرف دیکھ کر کہی۔۔۔

غاشیہ نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے بائیں گال پر رکھا اور بھیگی آنکھوں کے گوشوں کو نرمی سے صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

آپ بہت بہادر ہیں آپ۔۔۔

اچھا سو جائو۔۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔۔ پھر صبح نماز کے لئے بھی اٹھنا ہے۔۔۔

مسکراتے ہوئے ایک لمحے میں اس نے اپنے جذبوں کے اوپر پردہ ڈال کر خود کو مزید عیاں ہونے سے روکا تھا۔۔۔

غاشیہ بھی مسکراتے ہوئے کروٹ بدل گئی۔۔۔

پتہ ہے اذیت کی آخری حد کیا ہے جب آپ کسی کے لئے تڑپ رہے ہوں اور وہ انسان آپ کو سرے سے ہی نظر انداز کر دے۔۔۔۔

آیان کے الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔۔۔ بے ساختہ آنکھوں میں سے آنسوؤں نے نکل کر تکیے پر جگہ بنانی شروع کی تھی۔۔۔ اس نے کب تک رونا تھا یہ تو وقت نے طے کر لیا تھا لیکن کیا قسمت کو بھی اس پر ترس نہیں آتا تھا؟؟؟

.....ماضی

اذہان نے گھر میں داخل ہو کر ارد گرد دیکھا تو تقریباً سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔۔ وہ سیدھے
کیچن میں گیا۔۔۔ سامنے ہی نصرت بیگم دوپہر کا کھانا بنا رہی تھیں۔۔۔ وہ اندر آیا اور مسکراتے ہوئے ان
سے مخاطب ہوا۔۔۔

چھوٹی امی غنی کہاں ہے؟؟؟

چھت پر گئی ہے۔۔۔

چھت پر کیا لینے گئی ہے۔۔۔؟؟؟ اتنی دھوپ ہے اوپر۔۔۔

فکر مندی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔۔۔

مشین لگائی تھی صبح سے تو کپڑے ڈالنے گئی ہے سوکھنے کے لئے۔۔۔

نصرت بیگم نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

اچھا۔۔۔ ویسے کیا پکار ہی ہیں؟؟؟

اذہان نے ہنڈیا کا ڈھکن اٹھاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

تمہارے من پسند آلو بینگن۔۔۔

نصرت بیگم دھنیا کاٹتے ہوئے بولیں۔۔۔

اچھائیں ابھی آتا ہوں۔۔۔

یہ بول کر وہ سڑھیاں چڑھتے ہوئے چھت پر پہنچ گیا جہاں عفاف گلے میں ڈوپٹے کو ساڑھی کی طرح باندھ کر
کپڑوں کو چھت پر موجود رسیوں پر ڈال رہی تھی۔۔۔ گھنگریا لے بال اس وقت پونی میں قید تھے۔۔۔ دنیا جہاں

سے بے خبر وہ اپنے کام میں مصروف تھی۔۔ وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا لیکن جیسے ہی اس کی نظر سامنے اٹھی۔۔ ایک لڑکا دوسرے چھت پر اپنی دیوار کے ساتھ کھڑا مسلسل عفاف کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ عفی۔۔۔

اذہان کی دھاڑ نما آواز پر عفاف مڑی اور آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ کیا ہے؟؟؟

بنا اس کے غصے کی پرواہ کئے وہ بھی اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔ نیچے جائو۔۔۔

اذہان نے اس لڑکے کو ضبط ہوتی سرخ آنکھوں سے وارنگ دی تھی۔۔۔ وہ سترہ سالہ لڑکا ڈر کر دوسری طرف چلا گیا تھا۔۔ جبکہ عفاف ڈھیٹوں کی طرح وہیں کھڑی رہی۔۔۔ تم گئی کیوں نہیں نیچے؟؟

اذہان نے اسے دیکھتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا۔۔۔

تم نہ مجھ سے تمیز سے بات کرو۔۔۔ ورنہ آیان بھائی کو تمہاری شکایت لگائوں گی۔۔۔ اور کیوں جائوں نیچے؟؟؟ کپڑے تمہاری بیوی آکر ڈالے گی؟؟؟

بڑا آیارعب جمانے والا۔۔۔

عفاف لڑاکا عورتوں کی طرح دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر آخری بات بڑبڑا کر بولی۔۔۔

اس کی بات پر اذہان کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گیا تھا۔۔۔

میری بیوی کیوں کرے گی کام؟؟ میں تو اسے شہزادیوں کی طرح رکھوں گا۔۔۔
 ہنہ۔۔۔ آئے بڑے شہزادیوں کی طرح رکھوں گا؟؟؟ تم جیسے لنگور سے کوئی عقل سے پیدل اور آنکھوں
 سے اندھی ہی شادی کرے گی۔۔۔

ارے واہ تم تو خود کو بہت اچھے سے پہچان گئی ہو؟؟

اذھان مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔۔۔

تم نے مجھے عقل سے پیدل اور اندھی کہا؟؟؟

عفاف کا صدمے سے منہ کھل گیا۔۔۔

نہیں۔۔۔ وہ تو تم نے خود کہا۔۔۔ میں نے تو بس تم سے شادی کا کہا ہے۔۔۔

اذھان نے سنجیدہ ہونے کی پوری کوشش کی تھی۔۔۔

گلال کو گویا راستہ مل گیا تھا عفاف کے رخساروں کا۔۔۔ پلکوں کی لرزش اور گندمی چہرے پر حیا کے رنگ
 مقابل کے جذبوں کو دہکا گئے تھے۔۔۔

مجھے لگتا ہے۔۔۔ دادی سے تمہیں اپنے نام کروانے کی بات کر دینی چاہیے۔۔۔

اذھان نے تھوڑا سا جھک کر اس کے بائیں کان میں سرگوشی کی جبکہ اس کی سانسیں اپنی گردن پر محسوس
 کرتے عفاف بے ساختہ پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

تم ایک لو فر انسان ہو۔۔۔ جو اپنی کزن جیسی بہن پر لائن مارتے ہو۔۔۔

عفاف اپنی جھینپ مٹانے کے لئے بولی تو اذھان نے اسے گھورا۔۔۔

تم صرف میری چچا زاد کزن ہو۔۔۔ میری بہن جیسی تو بالکل نہیں سمجھی تم۔۔۔

ہا ہا ہا ہا۔۔۔ مطلب بہن ہی ہوں۔۔۔

عفاف ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

کیوں مجھے ہارٹ اٹیک کروانا ہے عفی؟؟ نہ کرو پلزز۔۔۔

وہ التجا کرتے ہوئے بولا جبکہ عفاف اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھ کر جیسے کسی ٹرانس میں چلی گئی تھی۔۔۔

بے ساختہ اس نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور مسکراتے ہوئے وہاں سے نیچے چلی گئی۔۔۔

جبکہ اذہان بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا دیا۔۔۔

بچپن سے دونوں لڑتے تھے۔۔۔ اور یہ لڑائی کب محبت میں بدلی دونوں ہی بے خبر تھے۔۔۔ واضح لفظوں میں اظہار دونوں اطراف سے نہیں ہوا تھا لیکن دلوں میں موجود جذبے چیخ کر آنکھوں سے گواہی دیتے تھے۔۔۔ یہ جذبہ وقت کے ساتھ ساتھ پختہ ہوتے گئے تھے۔۔۔ محبت اپنا آپ منوار ہی تھی۔۔۔ لیکن شاید ایک کڑی آزمائش اس محبت کو بہت سے نئے رنگوں سے آشنا کروانے والی تھی۔۔۔

آیان کو گھر آئے دو دن ہو گئے تھے اور ان دو دنوں میں اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ جلد از جلد صباحت بیگم کو اپنی پسند کے بارے میں آگاہ کر کے عفاف پر اپنے نام کی مہر لگائے گا۔۔۔ انہی سوچوں میں وہ غرق تھا جب کمرے میں صباحت بیگم دستک دے کر داخل ہوئیں۔۔۔

امی آپ اس وقت؟؟؟ کوئی کام تھا کیا؟؟؟

آیان بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں۔۔ کام تو تھا لیکن مجھے یہ بتاؤ تم شادی کب کرو گے؟؟ اب تو میری بھی اتنی خواہش ہے اپنے پوتے پوتیوں کو دیکھنے کی۔۔۔

صباحت بیگم بیڈ پر بیٹھ کر نرمی سے استفسار کرنے لگیں۔۔۔

امی جب وقت مقرر ہو گا ہو جائے گی۔۔ آپ یہ بتائیں کیا کام تھا؟؟؟

وہ ان کے نزدیک بیٹھ کر عاجزی سے پوچھنے لگا۔۔۔

وہ کل رخسانہ آئی تھی؟؟؟

وہ رخسانہ آنٹی جو رشتے کرواتی ہیں۔۔۔

آیان یاد کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں وہی۔۔۔ وہ کل ایک رشتے کے بارے میں بتا کر گئی تھی۔۔۔ اور

امی پلیز مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔

آیان ان کے بات درمیان میں ہی کاٹ کر بولا۔۔۔

صباحت بیگم نے اسے گھورا۔۔۔

تمہیں اذی والی درمیان میں ٹوکنے کی عادت کب سے پڑ گئی۔۔۔؟؟؟ اور ویسے بھی وہ تمہارے لئے نہیں

عفاف کے لئے رشتے کا بتا کر گئی ہے۔۔۔

ان کی بات پر آیان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔۔۔

اچھا۔۔

بمشکل نظریں چرا کر اتنا ہی بولا۔۔

بول رہی تھی لڑکا آرمی میں ہوتا ہے۔۔۔ راولپنڈی پوسٹنگ ہے ابھی لیکن جلد ہی لاہور میں کروالے گا۔۔
کیا نام بتایا تھا اس نے۔۔۔ ہاں یاد آیا۔۔۔ جہانزیب نام ہے اسکا۔۔۔ باقی کی ڈیٹیل تم ان سے خود پوچھ لینا اور
اس کے بارے میں سب کچھ معلوم کرو انوکے وہ کیسا لڑکا ہے؟؟ تاکہ ہم اپنے فرض سے وقت رہتے ہی
سبکدوش ہو جائیں۔۔

آیان کے دل کی دھڑکن مانوساکت ہو گئی تھی۔۔۔ ابھی تو اس نے اپنے جذبوں کو محسوس کرنا شروع کیا
تھا۔۔ اور ابھی سے گویا ہجر کی نوید سنائی جانے والی تھی۔۔۔ دل پر مانو کوئی خنجر سے وار کر رہا تھا۔۔۔
امی ابھی وہ چھوٹی ہے۔۔۔ اور اس کی پڑھائی بھی تو رہتی ہے۔۔۔

آیان نے اپنے اندر کی توڑ پھوڑ کو نظر انداز کر کے بمشکل لبوں سے یہ الفاظ نکالے تھے۔۔۔

ارے چھوٹی کہاں ہے انیس کی ہو گئی ہے۔۔۔ اور کتنی بڑی ہونا ہے اس نے۔۔۔ اور رہی پڑھائی کی بات تو
کونسا آگے جا کر اس نے نوکری کرنی ہے۔۔۔ اگر سسرال والے پڑھنے دیں گے تو پڑھ لے گی۔۔۔

صباحت بیگم اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھ کر بولیں۔۔۔ جو سر جھکا کر اپنے اضطراب کو ان سے چھپانے کی
ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔ ماں تھیں ایک لمحے میں سب سمجھ گئی تھیں۔۔۔

امی۔۔۔ آپ پلیز ابھی اس کی شادی نہیں کروائیں۔۔۔

وہ ان کے ہاتھ پکڑے التجائیہ انداز میں بول کر ان کے چہرے کو امید بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔

آیان نہ تم اپنی شادی کر رہے ہو نہ عفی کی ہونے دے رہے ہو؟؟ مسئلہ کیا ہے؟؟

وہ جان گئی تھیں کہ ان کا بیٹا عفاف کو پسند کرتا ہے لیکن اس کے منہ سے سب سننا چاہتی تھیں۔۔۔

امی عفی آپکو کیسی لگتی ہے؟؟؟

اس کے بے ڈھنگے سوال پر صباحت بیگم نے رخ موڑ کر قہقہہ روکا تھا۔۔۔

یہ کیسا سوال ہے آیان؟؟ بیٹی ہے میری مجھے دل و جان سے زیادہ عزیز ہے۔۔۔

تو امی مطلب اگر میں اس سے شادی کرنا چاہوں تو آپکو کوئی اعتراض نہیں ہوگا؟؟؟

آیان بول کر آنکھیں بند کر گیا۔۔۔ جو بھی تھا وہ اپنی ماں کی عفاف کے معاملے میں محبت کو جانتا تھا۔۔۔ وہ

اس کے لئے اپنے بیٹوں کی پسند کو بھی نظر انداز کر سکتی تھیں۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔

مجھے نہیں معلوم تھا میرا بیٹا اتنا شرمیلا ہے۔۔۔ ویسے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ جان تو میں بہت پہلے

ہی گئی تھی تمہارے دل اور آنکھوں میں موجود اس کے لئے جذبوں کو لیکن تمہارے منہ سے سننا چاہتی تھی

۔۔۔ اس لئے تم سے جھوٹ بولا کہ اس کے لئے رشتہ آیا ہے؟؟

صباحت بیگم ہنستے ہوئے بول رہی تھیں جبکہ آیان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ خوش ہو یا حیران۔۔۔۔

آپ سچ بول رہی ہیں؟؟؟

بالکل سچ میری جان۔۔۔ میری تو خود کی یہی خواہش کہ میری بیٹی میرے سامنے میرے پاس ہی رہے۔۔۔
 میں انشاء اللہ تمہارے ابو سے بات کر کے تمہاری دادی سے بات کرتی ہوں۔۔۔
 صباحت بیگم اس کی پیشانی پر بوسہ دے کر بولیں۔۔۔
 شکریہ امی۔۔۔

آیاں انہیں اپنے حصار میں لے کر خوشی سے بولا۔۔۔
 امی عفی مان جائے گی؟؟ مطلب اگر اس نے انکار کر دیا تو؟؟؟
 ایک نئی پریشانی نے آیاں کے دل و دماغ میں جگہ بنائی۔۔۔
 نہیں کرے گی انکار۔۔۔ وہ اپنی بڑی امی کا مان کبھی نہیں توڑے گی۔۔۔ مجھے یقین ہے وہ مان جائے گی۔۔۔
 اچھا اب سو جائو۔۔۔ رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔
 صباحت بیگم یہ بول کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھیں تو انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی ہیولہ ادھر
 سے گزرا ہے۔۔۔ لیکن جب باہر آئیں تو کوئی نہیں تھا۔۔۔
 میرا وہم ہو گا۔۔۔

وہ خود سے بول کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں جبکہ آیاں نے مسکراتے ہوئے بیڈ پر موجود تکیے کو ذور
 سے خود میں بھینچا۔۔۔

تم بہت جلد میری ہو گی عفی۔۔۔ صرف آیاں گردیزی کی۔۔۔
 وہ خود سے بول کر آنکھیں موند گیا۔۔۔۔

 :::: حال

سر آپکی کافی؟؟؟

اذہان ٹیرس پر بلیک ٹی شرٹ اور بلیک ہی ٹرائوز پہنے اپنی سوچوں میں غرق مرر کی دیوار پر دونوں بازو
 ٹکائے کھڑا تھا۔۔۔ خالد کی آواز پر اس نے چونک کر خالد کو دیکھا۔۔۔ اس کی بھوری آنکھوں میں موجود
 سرخی اس کے شدید اضطراب کی کیفیت کو ظاہر کر رہی تھی۔۔۔
 تھینکس خالد۔۔۔۔

صرف ایک خالد تھا جو پچھلے چار سالوں سے اس کے ساتھ تھا۔۔۔ اسے سمجھتا تھا۔۔۔ اس کی زندگی کے ہر
 پہلو سے واقف تھا۔۔۔ ڈیوٹی ٹائم میں وہ ایک سیکریٹری جبکہ رات کے وقت اس کا دوست بن جاتا
 تھا۔۔۔ لیکن سر کہنے کی اتنی پختہ عادت تھی کہ وہ اسے چھوڑ نہیں سکا۔۔۔
 اس کے شکریہ کا جواب خالد نے بس مسکرا کر دیا۔۔۔۔

سر آپ سے ایک بات پوچھوں؟؟؟

کافی خاموشی کے بعد خالد کی آواز نے ان دونوں کے درمیان اندھیرے میں موجود خاموشی کو توڑا۔۔۔
 کیا پوچھنا ہے خالد؟؟؟

اذہان نے سوالیہ نظریں خالد کے چہرے پر گاڑھیں۔۔۔۔

سر وہ ویڈیوز اور تصاویر جو آج بنائی گئی تھیں ان کیا کرنا ہے؟؟؟ کیونکہ تقریباً سب نیوز چینلز اور سائبر کرائم سے بات ہو گئی ہے جو ویڈیو وائرل ہوئی تھی وہ بھی ڈیلیٹ کر دی گئی ہے اور باقی اب کوئی۔۔ ویڈیو وائرل نہیں ہو گی۔۔۔

مجھے تمام ویڈیوز اور تصاویر کو پین ڈرائیو میں سیو کر کے دو۔۔ اور اپنے پاس سے ڈیلیٹ کر دو۔۔۔ لیکن یہ کام تم دیکھے بغیر کرو گے۔۔۔

اذہان کی آخری بات پر خالد نے مسکرا کر اپنا سر اثبات میں ہلایا۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ عفاف کے معاملے میں بہت حساس ہے۔۔ اور دیکھے بغیر مطلب جسٹ فولڈر کو کاپی پیسٹ کرنا تھا۔۔ اس فولڈر کو کھولنے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

سر آنش اور حائم کیسے ہیں؟؟؟

خالد کے سوال پر اذہان کا دیاں ہاتھ جس میں کافی تھی کا نپا تھا۔ بروقت مضبوطی سے اس نے اپنے احساسات پر قابو پایا تھا۔۔۔

ٹھیک۔۔۔

ایک لفظی جواب پر خالد نے بے ساختہ اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں سرخی تیزی سے بڑھ رہی تھی۔۔۔ ایک سال پہلے ہی تو اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ دو جڑواں بچوں کا باپ ہے۔ جب ان دونوں کو ایک پارک میں عفاف کے ساتھ دیکھا تھا اور وہ ماما پکار رہے تھے عفاف کو۔۔ کتنا بد نصیب باپ تھا جو بچوں کا سامنا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

خالد سے بہتر کون جانتا تھا جب اسے معلوم ہوا تھا تو وہ کتنا رویا تھا کتنا ترپا تھا ان دونوں کے لئے۔۔۔ دو ماہ شدید ڈپریشن میں رہنے کے باعث اس کا نروس بریک ڈائون ہوا تھا۔ ایک ہفتہ ہاسپٹل میں رہ کر وہ واپس گھر آ گیا تھا۔ شاید اپنی تنہائی کا سوچ کر وہ واپس زندگی کی طرف لوٹا تھا۔۔۔

سر صبح ایک بجے آپکا شوٹ ہے نئے پروجیکٹ کے لئے۔۔۔

خالد نے بات بدل کر گویا اس وقت اس پر احسان کیا تھا۔۔۔

پروجیکٹ کا نام کیا ہے؟؟؟

حال دل جب کیا بیاں۔۔۔۔

خالد کے جواب پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرایا تھا۔۔۔

اچھا نام ہے۔۔ ڈائریکٹر کونسا ہے؟؟

رحمان ملک۔۔۔۔

ہمم۔۔ ٹھیک ہے۔۔ جائو اور آرام کرو میں تھوڑی دیر تک جانوں گا روم میں۔۔۔

اذہان نے سنجیدگی سے اس سے کہا تو وہ اپنا سر اثبات میں ہلا کر وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ وہ ایک بار پھر سے اندھیرے اور تنہائی کو اپنا ساتھی بنا کر خاموشی سے ٹھنڈی ہوائوں کو محسوس کرنے لگا۔۔۔

ماما۔۔ اٹھیں۔۔۔ نا۔۔۔ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

آنش کب سے سوئی ہوئی عفاف کو اٹھا رہی تھی جو شاید دو گھنٹے پہلے ہی سر درد کی وجہ سے سو گئی تھی۔۔۔۔

آن۔۔ کیا بات ہے؟؟؟

عفاف نے اپنی سرخ آنکھوں کو کھول کر اپنی بیٹی کے معصوم چہرے کی طرف دیکھ کر محبت سے پوچھا۔۔

ماما۔۔ آپ نے پر اس کیا تھا کہ آج ہم دونوں شاپنگ پر چلیں گی اور آپ مجھے گڑیا دلاؤ گی۔۔۔

آنش منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔

آن۔۔ بیٹا پلینز آج ماما کہ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔ کل چلیں گے۔۔

ماما۔۔ آپ نے کل بھی یہی کہا تھا۔۔

آنش کی چھوٹی سے بھوری آنکھیں لمحے میں نم ہونے کو تیار تھیں۔۔

عفاف نے بے ساختہ اسے اپنی گود میں بٹھایا اور اس کی دونوں آنکھوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے بولی۔۔

آپ نیچے چلو میں چادر لے کر آتی ہوں۔۔

آنش ہنستے ہوئے بیڈ سے اتری تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے نیچے گئی تھی۔۔

عفاف نے اٹھ کر منہ ہاتھ دھویا اور الماری سے چادر نکال کر وہاں سے اپنا ہینڈ بیگ بھی لیا۔۔ اور نیچے کی

طرف چلی گئی۔۔۔ جیسے ہی وہ لائونج میں آئی۔۔ عارفہ بیگم کو کلثوم سے باتیں کرتے دیکھا۔۔

عفی۔۔ بیٹا کہیں جا رہی ہو؟؟؟

صباحت بیگم جو کیچن سے نکل کر ڈوپٹے سے ہاتھ پونچھ رہی تھیں عفاف کو چادر میں دیکھ کر بولیں۔۔۔

جی بڑی امی وہ آتش نے سکول میں اپنی دوست کے پاس کوئی گڑیاد کیھی ہے۔۔ وہی لینے کی ضد کر رہی ہے
۔۔۔ میں نے منع بھی کیا ہے لیکن مان ہی نہیں رہی۔۔۔

عفاف نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔۔۔

بیٹی تو بس بہانہ ہے۔۔۔ ارے یہ کیوں نہیں کہتی کہ آوارہ گردی کرنے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔
عارفہ بیگم کی زبان سے نکلے الفاظ کسی نشتر کی طرح اس کے دل میں پیوست ہوئے تھے۔۔۔ وہ لب بھینچ کر
رہ گئی تھی۔۔۔

عفی بیٹا عادی کو ساتھ لے جانا۔۔۔۔

کلثوم بیگم نے نرمی سے عفاف کو دیکھ کر کہا۔۔۔

وہ دادی۔۔۔ عادی کو کال کی تھی میں نے لیکن وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ مصروف ہے۔۔۔ میں ٹیکسی
سے چلی جاتی ہوں۔۔۔ ویسے بھی آدھے گھنٹے کا تو راستہ ہے بازار کا۔۔۔

عفاف کے جواب پر کلثوم بیگم نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔۔۔ اور مسکرا کر نرم لہجے میں بولیں۔۔۔

بیٹا دھیان سے جانا۔۔۔ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔۔۔۔

عفاف پلٹ کر لائونج کا دروازہ عبور کر گئی تھی۔۔۔ اور گارڈن میں موجود آتش کو لے کر باہر کی جانب بڑھ
گئی تھی۔۔۔۔

تمہاری بے رخی جائز ہے، تمہاری بے اعتنائی بھی منظور ہے، بس ایک بار مجھے اپنی زندگی میں شامل کر لو۔۔۔۔۔

سارہ پلینز ٹرائے ٹو اینڈرسٹینڈ۔۔ میں تم سے محبت نہیں کرتا۔۔ میری محبت کوئی اور ہے۔۔۔

اذہان جذباتی ہو کر کردار کو نبھانے کا فن رکھتا تھا۔۔ آج بھی اس کا شاپنگ مال میں شوٹ تھا۔۔ جہاں ہیر وئن صاحبہ بھرے شاپنگ مال میں ہیر و سے اپنی محبت کا اظہار کر رہی ہوتی ہیں۔۔ کافی لوگ ارد گرد جمع تھے جو یہ سین دیکھ رہے تھے۔۔ اذہان اور مقابل لڑکی جس کا نام وشمہ تھا خوبصورتی سے کرداروں کو نبھا رہے تھے۔۔۔

میں نے کب کہا ہے کہ تم اسے چھوڑ دو؟؟؟ میں تو یہ بول رہی ہوں کہ مجھے بھی اپنی زندگی میں تھوڑی سی جگہ دے دو۔۔ میری زندگی تمہارے بنارک جائے گی۔۔ عادل۔۔۔ پلینز۔۔۔۔۔

سارہ اگر میں تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنے کا سوچتا بھی ہوں تو میری محبت کا ضمیر زور زور سے دستک دیتا ہے۔۔ کہ میں حراسے بے وفائی کر کے گناہ کروں گا۔۔ میں ویسے ہی بہت گناہ گار ہوں سارہ اور حراسے بے وفائی گویا دنیا پر جہنم کو خرید لوں گا۔۔۔

اذہان نے یہ ڈائلاگ رخ موڑ کر بولا تھا لیکن جیسے ہی اس کی نظر عفاف پر پڑی گویا وہ تھم سا گیا تھا۔۔۔ بڑی سی چادر میں خود کو ڈھانپنے آنش کا ہاتھ پکڑ کر وہ ایک شاپ سے نکل کر دوسری میں داخل ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اذہان نے ڈائریکٹر کی طرف دیکھا اور سنجیدگی سے بولا۔۔۔

پیک اپ پلینز۔۔۔

یہ بول کر وہ اسی شاپ کی طرف چلا گیا تھا جہاں آتش اور عفاف تھیں۔۔۔ جبکہ پیچھے سب اس کے موڈ سے واقف تھے۔۔۔ رحمان ملک نے پہلے تو غصہ کیا تھا لیکن پھر بعد میں خالد کے معافی مانگنے پر وہ ذرا ڈھیلے پڑے تھے۔۔۔

ماما۔۔۔ مجھے وہ والی گڑیا چاہیے۔۔۔

عفاف جو بازار بند ہونے کی وجہ سے ساتھ والے شاپنگ مال میں آگئی تھی آتش کو لے کر۔۔۔ اب پچھتا رہی تھی کیونکہ یہاں ہر چیز کی دس گنا قیمت زیادہ تھی۔۔۔

ایکسیکوزمی۔۔۔ بھائی وہ ڈول دکھا دیں۔۔۔

عفاف نے ایک بار بی ڈول کے پیک کی طرف اشارہ کیا۔۔۔ تو دوکاندار سر ہلاتے وہ پیک لے کر آیا جو دیوار کے ساتھ لٹکا تھا۔۔۔ اور لا کر عفاف کے سامنے رکھا۔۔۔

کتنے کا ہے؟؟؟

تین ہزار۔۔۔

عفاف کو قیمت سن کر جھٹکا لگا۔۔۔

عفاف نے اپنا بیگ کھولا تو اندر دو ہزار اور سو سو کے کچھ نوٹ تھے۔۔۔

اس نے ایک دفعہ پیسوں کو اور ایک دفعہ آتش کو دیکھا جس کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔

بھائی اس کی پرائس کچھ کم نہیں کر سکتے آپ؟؟؟

عفاف جھجک کر بولی۔۔۔

اس آدمی نے حیرت کا مظاہر کیا لیکن جلد ہی اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

دیکھیں مس۔۔ آپ اس وقت لاہور کے سب سے اچھے اور بڑے شاپنگ مال میں کھڑی ہیں۔۔۔ اور ہماری شاپ کے باہر فکس پرائس مینشن ہے۔۔۔ ہم پرائس کم نہیں کر سکتے۔۔۔ آپ اپنی رینج بتادیں میں اس حساب سے آپ کو کچھ دکھا دیتا ہوں۔۔۔۔

اس آدمی کا انداز نارمل تھا لیکن عفاف کو ایسا لگ رہا تھا جیسے سرعام اس کی بے عزتی کی جارہی ہو۔۔۔۔

آن۔۔۔ بیٹا آپ کوئی دوسری ڈول پسند کر لونا۔۔۔ یہ والی مجھے اچھی نہیں لگی۔۔۔

عفاف نے ساتھ کھڑی آنش سے کہا۔۔۔

ماما مجھے یہی پسند ہے۔۔۔

آنش مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

عفاف نے شرمندہ سی نظر سامنے کھڑے آدمی پر ڈال کر بولی۔۔۔

بھائی۔۔ میرے پاس یہ دو ہزار اور تین سو روپے ہیں آپ یہ رکھ لیں۔۔۔ اور باقی کے پیسے میں کل تک آپ کو دے جاؤں گی۔۔۔

عفاف جانتی تھی آنش گھر جا کر روتی رہے گی اس لئے شاپ کیپر سے بولی۔۔۔

مس آپ کچھ اور پسند کر لیں۔۔

اس کے جواب میں صاف انکار تھا۔۔۔

عفاف نے سر ہلایا اور آنش کے ہاتھ سے وہ باربی ڈول کا پیک لے کر کانٹریپر رکھ دیا۔۔۔

ہم کل آکر لے جائیں گے۔۔۔

لیکن ماما مجھے ابھی چاہیے یہ۔۔۔

آن۔۔۔

عفاف نے سختی سے اسے تنبیہ کی۔۔۔

ماما۔۔۔ مجھے ابھی یہ ڈول چاہیے ورنہ میں آپ سے کٹی ہو جائوں گی۔۔۔

آنش کی آنکھیں لمحے میں نم ہوئی تھیں۔۔۔ وہ شروع سے حساس تھی۔۔۔ وہ بہت کم ضد کرتی تھی۔۔۔ اپنی

من پسند چیز نہ ملنے پر رو پڑتی تھی اور آج بھی وہ یہی کر رہی تھی۔۔۔

آن۔۔۔ چلو بیٹا گھر چلتے ہیں دادا ابو سے پیسے لا کر ہم کل لے جائیں گے۔۔۔

ماما۔۔۔ مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔ آپ خود چلی جائیں۔۔۔

یہ بول کر آنش دروازے کی طرف بھاگی تھی جب اندر آتے شخص سے ٹکرائی۔۔۔

جبکہ عفاف کا تو مانورنگ فق ہو گیا تھا اذہان کو یہاں دیکھ کر۔۔۔ اور دوکاندار اتنے مشہور ایکٹر کو اپنی شاپ پر

دیکھ کر۔۔۔ اسے یہ تو معلوم تھا یہاں ایک ڈرامے کا شوٹ ہے لیکن وہ اذہان گردیزی کا تھا یہ نہیں معلوم

تھا اور دوسری طرف عفاف کو یہی لگتا تھا وہ انجان ہے اپنی اولاد سے۔۔۔

دھیان سے۔۔۔

اذہان نے بے ساختہ آنش کا بازو پکڑ کر گرنے سے بچایا تھا۔۔۔

آنش سر جھکا گئی۔۔۔ جبکہ آنسو سرخ گالوں پر مسلسل بہہ رہے تھے۔۔۔

اذہان گھٹنوں کے بل بیٹھا اور آتش کا چہرہ اوپر اٹھایا۔۔۔ اس کے آنسو گویا اذہان کو دل پر گرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ آج پہلی بار وہ اپنی اولاد کو اپنے روبرو دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا پر نسسز آپ رو کیوں رہی ہیں؟؟؟

اذہان اس کے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کرتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے وہ ڈول چاہیے لیکن ماما نہیں لے کر دے رہیں۔۔۔

آتش نے شاپ کیپر کے پاس پڑی ڈول کی جانب اشارہ کیا تو عفاف سٹپٹا کر نظریں جھکا گئی۔۔۔ کیونکہ اذہان کی نظر خود پر محسوس کرتے وہ شرمندہ سی ہو گئی تھی۔۔۔

آئیں میں آپ کو دلاتا ہوں وہ والی ڈول۔۔۔ انفیکٹ آپکو جو جو چاہیے وہ لے کر دوں گا۔۔۔ آپ آئیں۔۔۔

نہیں ماما بولتی ہے اجنبی لوگوں سے کچھ نہیں لیتے۔۔۔ اور میں آپ سے کچھ نہیں لوں گی۔۔۔

اس کی بات اذہان مسکرایا تھا۔۔۔

بیٹا میں آپ کے چاچو کو دوست ہوں اور آپکی ماما اچھے سے جانتی ہیں مجھے؟؟؟

اذہان کی بات پر عفاف نے نظریں چرائیں۔۔۔

ماما آپ جانتی ہیں۔۔۔ ان کو۔۔۔

آتش کی بات پر عفاف نے بمشکل اپنا سر اثبات میں ہلایا کیونکہ کچھ بعید نہیں تھا اذہان غصے میں کیا کر

جاتا۔۔۔

اذہان آتش کا ہاتھ پکڑ کر اندر آیا تو عفاف نے آتش کا بازو پکڑ لیا۔۔۔

آپ کا بہت شکریہ سر۔۔۔ لیکن یہ میری بیٹی ہے اور اس کی ضرورتیں میں خود پوری کر سکتی ہوں۔۔۔ آن بیٹا چلو یہاں سے۔۔۔

عفاف کے لہجے کی سختی اذہان کے غصے کو ہوا دے رہی تھی۔۔۔ جسے وہ کمال ضبط سے مسکراتے ہوئے چھپا گیا تھا۔۔۔

اس نے عفاف پر ایک نظر ڈالی جس میں شکوہ اور غصہ بیک وقت آیا تھا۔۔۔ جبکہ عفاف نظریں چراکروہاں سے جانے لگی۔۔۔ جب آنش نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

ماما انکل بول رہے ہیں تو لے لیتے ہے نا ڈول۔۔۔ پلیز۔۔۔

اس کی بات پر عفاف لب بھینچ گئی تھی جبکہ اذہان کے چہرے پر ایک زخمی مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ آنش آپکو جو چاہیے آپ ان انکل کو بتائیں۔۔۔

اذہان نے شاپ کیپر کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

آنش جلدی سے خوش ہوتے ہوئے اپنے من پسند کھلونے خریدنے لگی۔۔۔ اذہان اس کی خوشی کا اندازہ

اس کے چہرے سے لگا سکتا تھا۔۔۔ جبکہ عفاف کی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی نم ہو گئی تھیں۔۔۔

اذہان نے کائونٹر پر پیمنٹ کی۔۔۔ اور آنش کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

بس یا کچھ اور چاہیے؟؟؟

آنش مسکراتے ہوئے اذہان کے گلے لگی۔۔۔

تھینکیو انکل۔۔ آپ بہت اچھے ہیں۔۔ اور مجھے بس اتنے ہی کھلونے لینے ہیں۔۔ حام کتنا خوش ہو گا۔۔ میں نے اس کے لئے بھی کھلونے لئے ہیں۔۔ یہ سپورٹس کار اور وہ ایروپلین اسی کا ہے۔۔۔

آپ کا بھائی بھی ہے؟؟؟

اذہان نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں پوچھا اور عفاف کا جھکاسر مزید جھک گیا۔۔

ہاں حام نام ہے ابھی تو بتایا ہے۔۔ اور آپ کو معلوم ہے وہ بھی میرے جتنا ہی ہے۔۔۔ ہم سکول بھی ساتھ ہی جاتے ہیں۔۔۔

آن بیٹا چلو کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔ دادو انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔

عفاف نے بمشکل مسکرا کر اپنا لہجہ ہموار کیا تھا۔۔۔

اذہان آنش کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلا جبکہ عفاف اس کے پیچھے تھی۔۔ مطلب صاف تھا وہ ابھی اس کے ساتھ رہے گی۔۔۔ شاپ سے نکلتے ہی اس نے خالد سے اپنی پی کیپ لے کر پہنی اور ایک پی کیپ آنش کو بھی پہنائی جس کا چہرہ بھی کافی حد تک چھپ گیا تھا۔۔ اور عفاف تو پہلے ہی چہرہ کو رکھنے ہوئے تھی۔۔۔

پارکنگ میں آکر وہ آنش کو لے کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور آنش کو فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔۔ جبکہ عفاف شش و پنج میں گاڑی سے باہر ہی کھڑی تھی۔۔۔ کہ گاڑی میں بیٹھے یا نہیں۔۔۔ اذہان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور ہارن بجانا شروع کر دیا جس کا مطلب تھا وہ گاڑی میں بیٹھے۔۔۔

اما آجاؤ نا جلدی سے۔۔۔ انکل ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔

عفاف گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔۔ اذہان نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔

کیوں چھپایا تھا مجھ سے میری اولاد کو؟؟ تم اتنی سنگ دل کیوں بن جاتی ہو ہر بار۔۔۔ کیوں تم مجھے ہر بار یہ یقین دلانے کی کوشش کرتی ہو کہ تم مجھ سے نفرت کرتی ہو؟؟؟

اذہان نے سرد آواز میں عفاف سے پوچھا تھا جبکہ چہرے پر مسکراہٹ صرف آنش کی وجہ سے تھی۔۔۔

حیرت ہے پھر بھی تمہیں یقین نہیں آتا کہ میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔۔۔

عفاف نے طنزیہ انداز میں جواب دیا۔۔۔

میرا ضبط مت آزما یا کرو عفی۔۔۔ کسی دن برداشت ختم ہو گئی تو مجھ سے زیادہ درد تمہیں کوئی نہیں دے سکے گا۔۔۔

کس نے کہا مجھے تمہیں آزمانا ہے مسٹر اذہان گردیزی؟؟ آزمائش وہاں لی جاتی ہے جہاں یقین ہو کہ مقابل اس پر پورا اترے گا۔۔۔ اور مجھے تم پر رتی برابر بھی یقین نہیں ہے۔۔۔

آنش اپنے ہی دھیان میں گاڑی سے باہر دیکھنے میں مصروف تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے سوال جواب کر رہے تھے۔۔۔

مجھے بھی تمہارے یقین کی ضرورت نہیں ہے مسز اذہان گردیزی کیونکہ میرے بچوں کو مجھ سے دور رکھ کر تم نے خود کو میری نظروں میں بہت چھوٹا کر دیا ہے۔۔۔

اذہان بیک مرر سے اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

تو پھر ختم کر دو یہ نام نہاد رشتہ، آزاد کر دو مجھے اس بے یقینی کے تعلق سے، کیوں نہیں چھوڑ دیتے مجھ جیسی لڑکی کو جو تم سے نفرت کے علاوہ کچھ نہیں کرتی۔۔۔

عفاف کی بات پر اذہان نے بے ساختہ بیک مر سے اس کی آنکھوں میں موجود نمی کو دیکھا تھا۔۔۔ دل ایک لمحے میں موم ہوا تھا۔۔۔ محبت کی یہی تو برائی ہے۔۔۔ محبوب کے آنسوؤں کو دیکھ کر دل پتھر سے موم ہو جاتا ہے۔۔۔ محبوب کے آنسو گویا پتھر پر شگاف کی طرح ڈال کر دل کو نرم کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ تو بھول ہی گیا تھا کہ اس نے جدائی کی کوئی بات بھی کی ہے۔۔۔

اگر تم نے رونا شروع کیا تو میں اپنے گھر لے جاؤں گا تم دونوں کو۔۔۔
اذہان اسے گھور کر بولا۔۔۔

عفاف نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کئے کیونکہ وہ مذاق میں بھی اپنا کہا پورا کرنے کی کوشش ضرور کرتا تھا۔۔۔ اس کے آنسو صاف کرنے پر اذہان کی مسکراہٹ لبوں پر چھو کر غائب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔
گھر کے سامنے گاڑی روک کر وہ باہر نکلا اور آتش کو گود میں اٹھا کر باہر نکال کر عفاف کے لئے دروازہ کھولا۔۔۔

بڑے سا بڑا شخص بھی باپ کے صورت میں ہو تو بیٹیوں کو شہزادیوں کی طرح رکھتا ہے اور شوہر کی صورت میں ہو تو بیوی کے لئے سائبان اور محبت کا پیکر ہوتا ہے۔۔۔۔۔

دونوں دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی جب آتش اذہان کو گاڑی کے پاس کھڑے دیکھ کر بولی۔۔۔
انکل آپ بھی آجائیں ہمارے گھر۔۔۔ میں آپکو سب سے ملواتی ہوں۔۔۔

آتش کے بات پر وہ چاہ کر منع نہیں کر سکا لیکن بڑھتے قدموں کو زنجیر تو عفاف نے ڈالی تھی۔۔۔

بیٹا نکل کو کچھ کام ہے اور ویسے بھی امیر لوگ ہم جیسوں کے گھروں میں نہیں رہتے۔۔۔۔ آپ جاسکتے ہیں مسٹر اور آپ نے جو میری بیٹی کو کھلونے لے کر دیئے ہیں ان کی قیمت کل آپ کے گھر پہنچا دوں گی۔۔۔۔ یہ بول کر وہ اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

محبوب کی یہی تو خامی ہے انا میں آئے تو محبت کو ماننے سے انکار کر دے۔۔۔ محبت اور نفرت دونوں ایک ہی سکے کے دو پہلو ہوتے ہیں اگر اس سکے کو بار بار اچھا لوگے تو وہ سکا اپنا قدر کھودیتا ہے۔۔۔ اذہان نے بھی عفاف کی محبت کو ایسے ہی تو اچھلا تھا کبھی اس سے نفرت اور کبھی محبت کا اظہار کرتا تھا یہی وجہ تھی کہ اب وہ بے یقین ہو چکی تھی۔۔۔۔

.....

.....:ماضی

نصرت بیگم جو پیاس کی وجہ سے اٹھ کر کیچن کی طرف جا رہی تھیں آیان کے کمرے کے دروازے کے آگے عفاف کا نام سن کر رک گئیں۔۔۔ لیکن جیسے ہی صباحت بیگم کے قدموں کی آواز نزدیک سے آئی وہ جلدی سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔۔۔ ساری رات وہ مضطرب رہیں کیونکہ اپنی بیٹی کی آنکھوں میں موجود جذبوں سے وہ واقف تھیں۔۔۔۔ صبح ہوتے ہی وہ عفاف کے کمرے کی طرف گئیں۔۔۔۔ عفی۔۔۔ بیٹا اٹھ جائو۔۔۔

اچھا امی۔۔۔

عفاف دوبارہ منہ پر کمرل لیتے ہوئے بولی۔۔۔ جو نصرت بیگم نے آتے ہی ہٹا دیا تھا۔۔۔

اٹھ جاؤ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔

نصرت بیگم نے پیار سے اس کے سر کے گھنگریالے بال سنوارے۔۔۔۔

وہ موندی آنکھوں سے انہیں دیکھ کر مسکرائی۔۔۔ اور اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

کیا بات ہے امی۔۔ جس کے لئے مجھے آج صبح ہی اٹھا دیا۔۔۔

عفی۔۔۔ تم جانتی ہو نا کہ تمہارے بڑے ابو کہ ہم لوگوں پر کتنے احسان ہیں۔۔۔ تمہارے باپ کے جانے

کے بعد انہوں نے ہی تمہیں باپ کی محبت دی ہے۔۔۔ اور تمہاری بڑی امی بھی تم سے کتنی محبت کرتی

ہیں۔۔۔ وہ کیا گھر میں سب ہی تم سے محبت کرتے ہیں۔۔۔۔

امی صبح صبح اتنی سینیٹی ٹائپ کیوں ہو رہی ہیں؟؟ اور پلیز بلا تمہید بات کریں۔۔۔ ورنہ مجھے دوبارہ سے نیند آ

جائے گی۔۔۔

عفاف ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

عفی آپا تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔۔۔

نصرت بیگم نے گویا اس زندگی کی نوید سنائی تھی۔۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر حیا

اور خوشی کے رنگ واضح ہوئے تھے۔۔۔

تو اذہان جو کل کہہ رہا تھا وہ سچ تھا۔۔۔ اس نے سچ میں سب سے اپنے اور میرے رشتے کی بات کر دی۔۔۔ اور

بڑی امی مان بھی گئیں۔۔۔

وہ خوشی سے بول رہی تھی جب نصرت بیگم نے اسے ٹوکا۔۔۔

وہ آیان کے لئے تمہیں مانگنا چاہتی ہیں۔۔۔

خوشی ایک لمحے میں ختم ہوئی تھی۔۔۔ چہرے پر نا سمجھی اور شکاک کے اثرات ظاہر ہوئے تھے۔۔۔

لیکن امی۔۔۔ وہ بھائی ہیں میرے۔۔۔ میں کیسے؟؟؟ اور ویسے بھی میں اذہان کو پسند کرتی ہوں۔۔۔ اور آپ

یہ بات اچھے سے جانتی ہیں۔۔۔

وہ تقریباً رو دینے کو تھی۔۔۔

میری بات دھیان سے سنو غفی۔۔۔ تمہاری بڑی امی کو تم پر بہت مان ہے۔۔۔ ان کا ماننا ہے کہ تم آیان کے لئے ہاں کہہ دو گی کیونکہ تم ان کی کوئی بات نہی ٹالتی۔۔۔ اور تم آیان کے لئے ہی ہاں کہو گی۔۔۔ مجھ سے انہوں نے ابھی بات نہیں کی۔۔۔ کیونکہ وہ پہلے تم سے بات کریں گی۔۔۔ اور اگر تم نے انہیں منع کرنے کو شش بھی تو میرا مراہو امنہ دیکھو گی۔۔۔

نصرت بیگم نے سخت لہجے میں کہا تو عفاف نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔۔۔

امی آپ تو جانتی ہیں سب۔۔۔ وہ میرے دل میں دھڑکن بن کر دھڑکتا ہے۔۔۔ محبت کا پودا ابھی تو میں بویا تھا اور آپ اسے جڑ سے اکھاڑنے کا بول رہی ہیں۔۔۔ مجھے زندہ لاش مت بنائیں۔۔۔ پلیز۔۔۔

آخری بات پر اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔۔۔ لیکن نصرت بیگم سخت دل بنی رہیں۔۔۔

تمہیں اپنے اس دماغی فتور کو یہیں ختم کرنا ہو گا۔۔۔ اور جو بھی ہے اسے ختم کر دو۔۔۔ کیونکہ میں ان کے سامنے شرمندگی نہیں اٹھا سکتی۔۔۔ اپنی بوڑھی ماں کو اس عمر میں ذلیل کرواؤ گی کیا۔۔۔؟؟؟

امی۔۔۔ وہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔ اگر میں نے اسے چھوڑ دیا تو وہ بے حس بن جائے گا۔۔۔ آپ مجھے محبت چھوڑنے کا نہیں کہہ رہیں مجھے ایک زندہ شخص کے جذبات کا قاتل بنا رہی ہیں۔۔۔

عفاف نے آخری کوشش کرنے کی کوشش کی تو نصرت بیگم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید بولنے سے روک دیا۔۔۔

بس کرو۔۔۔ اور جا کر منہ دھو کر آؤ۔۔۔ ناشتے پر سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اور ہاں اگر آپا کو انکار کیا تو سمجھ لینا تمہاری ماں تمہارے لئے مر گئی۔۔۔

یہ بول کر نصرت بیگم وہاں سے چلی گئی تھیں کیونکہ اپنی بیٹی کو نا تو وہ ٹوٹے دیکھ سکتی تھیں اور نہ ہی صباحت بیگم کا مان توڑ سکتی تھیں۔۔۔

عفاف بیڈ پر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور زار و قطار رو دی۔۔۔

کیا محبت میں جدائی شرط ہوتی ہے؟؟ کیا واقعی وہ ہجر کو کاٹنے والی تھی۔۔۔ اس کی روح اور دل دماغ دو حصوں میں بٹ گیا تھا۔۔۔

گھر میں داخل ہوئی تو اس نے شکر کیا تھا گھر کے لائونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ وہ جلدی سے سڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں آگئی تھی اور آتش بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔۔۔

آن۔۔۔ بیٹا آپ نے کسی کو نہیں بتانا کہ یہ گفٹس آپ کو ایک انکل نے لے کر دیئے ہیں۔۔۔ ورنہ سب ناراض ہو جائیں گے۔۔۔

کمرے کے دروازے کو لاک کرتے ہی اس نے آتش سے کہا۔۔۔

او کے ماما۔۔۔۔

آتش مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

عفاف ریلیکس سی آگے بڑی اور اپنی چادر اتار کر بیڈ پر رکھی۔۔۔۔

ماما وہ انکل کون تھے؟؟؟

آتش کی بات پر عفاف جو بیڈ پر بیٹھنے لگی تھی جھٹکے سے مڑی۔۔۔

عفاف اسی سوال سے تو ڈرتی تھی۔۔۔

آن ایک پراس کرو گی؟؟؟

کیسا پراس ماما؟؟؟

آتش نے نا سمجھی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔۔

وہ انکل تمہارے پاپا ہیں۔۔۔ یہ بات تم کسی کو نہیں بتاؤ گی؟؟؟

عفاف نے گویا ہار مان لی تھی حالات سے لڑتے ہوئے اس لئے سچ بول کر اپنی بیٹی کو مزید گمراہ ہونے سے

بچانے کا سوچ چکی تھی۔۔۔۔

آتش نے اپنی بھوری آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور نا۔۔۔ سمجھی سے بولی۔۔۔

لیکن آپ نے تو کہا تھا وہ ہمیں چھوڑ کر بہت دور چلے گئے ہیں جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔۔۔۔

آنش کے سوال پر عفاف کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔۔۔

آن۔۔ بیٹا پر اس کرو پہلے۔۔۔ اور کیا تم نہیں چاہتی کہ وہ تم ان سے ملو۔۔۔ جیسے تمہاری فرینڈز رہتی ہیں
۔۔۔ اپنے بابا کے پاس۔۔۔ اور آپ کے پاپا تو دوسری کنٹری میں تھے نا آج ہی آئے ہیں۔۔۔

عفاف نے اسے پچکارنے کی کوشش کی۔۔۔

تو پھر وہ گھر کیوں نہیں آئے۔۔۔ حاتم بھی مل لیتا ان سے۔۔۔۔

آنش کے سوال عفاف کو مزید مشکلات سے دوچار کر رہے تھے۔۔۔

آن۔۔۔ بیٹا پاس کو سر پر اندر دینا چاہتے ہیں۔۔۔ اس لئے تمہیں اور مجھے گھر میں کسی کو نہیں بتانا پاپا کا
سمجھی۔۔۔۔

عفاف اس بار اس کے مقابل گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس سمجھانے لگی۔۔۔

آنش نے مسکراتے ہوئے عفاف کے کندھے پر سر رکھا۔۔۔

اوکے ماما میں کسی کو نہیں بتائوں گی۔۔۔ لیکن مجھے آپکو کچھ بتانا ہے۔۔۔۔۔ ماما ہم نے انہیں بہت مس کیا

تھا۔۔۔ جب وہ یہاں نہیں تھے۔۔۔ اب جب وہ گھر آئیں گے تو ہم انہیں کہیں بھی نہیں جانے دیں

گے۔۔۔ اپنے پاس رکھیں گے۔۔۔ حاتم بھی ان کو بہت یاد کرتا ہے۔۔۔۔۔

اس کی باتیں عفاف کی آنکھیں نم کر گئی تھیں۔۔۔۔

میرا اچھا بچہ۔۔۔ جائو اور جا کر جلدی سے نانو کے کمرے میں جا کر کپڑے بدل کر آؤ۔۔۔ تب تک میں اپنی

بیٹی کے لئے کھانا لے کر آتی ہوں۔۔۔۔

عفاف کی بات پر آتش سرہلاتے ہوئے وہاں سے کمرے کا لاک کھول کر باہر بھاگی تھی جبکہ عفاف نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔۔۔۔

غاشیہ کیچن میں کھڑی عارفہ بیگم کے لئے چائے بنا رہی تھی جب ادیان کیچن میں داخل ہوا۔۔۔ سامنے ہی اسے دیکھ کر ادیان کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔۔۔ ادیان فریج کی طرف بڑھا جو دروازے کے ساتھ والی دیوار کے ساتھ رکھی تھی۔۔۔ اور پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی انڈیل کر پینے لگا۔۔۔ غاشیہ کھٹکے کی آواز پر مڑی تو سامنے ادیان کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

آپ کو کچھ چاہیے؟؟؟

جو چاہیے تھا میں نے لے لیا ہے۔۔۔ اور تم اپنے کام سے کام رکھا کرو۔۔۔ ہر کسی کی زندگی میں ٹانگ اڑانے کا شوق بھی ذرا کم کر دو۔۔۔

ادیان نے بنا لحاظ کئے اس پر لفظوں کے نشتر برسائے تھے۔۔۔

میں نے کیا کہا ہے آپ کو عادی جو آپ مجھے بے وجہ ہی سنارہے ہیں۔۔۔

غاشیہ کا لہجہ ابھی بھی نرم تھا۔۔۔

اوو۔۔۔ بی بی۔۔۔ یہ ڈرامے نہ کسی اور کے سامنے کیا کرو۔۔۔ میں بہت اچھے سے جانتا ہوں تمہیں بھی تمہاری ماں کو بھی۔۔۔ اپنے اس دماغ سے یہ فتور نکال دو کہ ادیان گردیزی کبھی تمہاری زندگی کا حصہ بھی بنے گا۔۔۔

ادیان شاید کل کی بھڑاس نکال رہا تھا۔۔۔

اس کے طنز پر غاشیہ لب بھیج گئی تھی۔۔۔ نمی نے آنکھوں سے باہر نکلنا چاہا تو وہ رخ موڑ گئی کیونکہ اس ظالم ہر جانی کے سامنے اپنے آنسوؤں کو وہ کیسے بے مول کر دیتی۔۔۔۔

ادیان نے ایک نظر اسے دیکھا اور جانے کے لئے مڑا جب غاشیہ کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔۔۔

آپ کب تک مجھ سے نفرت کریں گے؟ عادی میں نے تو کبھی آپ سے جڑے رشتوں سے بد اخلاقی نہیں کی۔۔۔ کیا میری ماں کی وجہ سے آپ مجھے ٹھکرا دیں گے۔۔۔؟؟

اس کے سوالوں نے ادیان کو رخ موڑنے پر مجبور کر دیا۔۔۔ وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کا بازو پکڑ کر اپنے مقابل کیا۔۔۔ بازو پر پکڑا اتنی سخت تھی کہ وہ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے نکلنے والے قطروں کو گالوں پر بہنے سے روک نہیں سکی۔۔۔ اس کے آنسو دیکھ کر ادیان کا شدت سے دل کیا تھا اپنی انگلیوں پر چننے کا۔۔۔ دل کی اس انوکھی خواہش پر اس نے ایک سیکنڈ سے پہلے لعنت بھیجی تھی۔۔۔ اور اسے چھوڑتے ہوئے سرد انداز میں بولا۔۔۔

میرے سامنے سوال جواب مت کیا کرو۔۔۔ مجھے تمہاری آواز، تمہارا وجود اس دنیا میں سب سے زیادہ ناقابل برداشت لگتا ہے۔۔۔ پیچھا چھوڑ دو میرا۔۔۔ کیونکہ تمہیں اپنی زندگی میں کسی صورت شامل نہیں کروں گا۔۔۔۔

ادیان یہ بول کر وہاں سے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا چلا گیا جبکہ وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی تھی۔۔۔

اپنے جذبوں کو تو اس نے خود پر بھی عیاں ہونے سے روکا تھا پھر وہ کیسے جان گیا تھا۔۔۔ تو کیا اس کے احساسات اسے رسوا کرنے والے تھے۔۔۔

بیک وقت کئی سوچیں اس کے دماغ پر حاوی ہوئی تھیں۔۔۔ چائے جلنے کی بدبو سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی تھی۔۔۔ دوسری طرف عفاف جو آتش کے لئے کھانا لینے آئی تھی وہ حیران رہ گئی تھی۔۔۔ ادیان اور غاشیہ کی گفتگو سن کر۔۔۔ کچھ سوچ کر وہ مسکرائی اور کیچن کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔

غاشیہ کیا کر رہی ہو؟؟؟

عفاف کی آواز پر غاشیہ نے جلدی چہرے جھکا کر اپنے ہاتھوں سے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا اور مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

کچھ نہیں آپ۔۔۔ امی کے لئے چائے بنا رہی تھی۔۔۔

غاشیہ جلی ہوئی چائے کے برتن کو سنیک میں دھو کر دوبارہ سے فریج میں سے دودھ نکال رہی تھی۔۔۔ اچھا۔۔۔۔۔

عفاف اتنا ہی بولی اور خاموشی سے کھانا گرم کر کے کیچن سے چلی گئی۔۔۔۔۔ جبکہ غاشیہ نے ایک لمبی سانس لے کر خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔

عادی مجھے ایک کام ہے تم سے۔۔۔ پہلے وعدہ کرو منع نہیں کرو گے۔۔۔

عفاف ادیان کو ڈھونڈتے ہوئے لائونج میں آئی جو صوفے پر نیم درازٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔ عفاف کی آواز پر اٹھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

حکم کریں آپ؟؟؟

عادی مجھے تمہارے بھائی سے ملنا ہے؟؟

عفاف انگلیاں چٹختے ہوئے بولی تو ادیان نے سر سے لے کر پیر تک عفاف کا جائزہ لیا۔۔۔

آپی دیکھنے میں تو آپ بالکل ٹھیک لگ رہی ہیں۔۔۔ پھر کہیں دماغ کا سکرو تو ڈھیلا نہیں ہو گیا؟؟ جو ان سے ملنے جانا ہے آپ نے؟؟؟

عادی کے لہجے میں شرارت واضح رقص کر رہی تھی۔۔۔

عادی مجھے اس کی کچھ چیزیں واپس کرنی ہیں پلیز چلو نا۔۔۔ بس آدھا گھنٹہ لگے گا۔۔۔

عفاف اس کے پاس بیٹھتے ہوئے متانت سے بولی۔۔۔

اوکے اوکے۔۔۔ لیکن ابو سے جوتے میں نہیں کھائو گا۔۔۔ آپ ان سے پہلے پوچھ کر آئیں۔۔۔

ادیان باپ کے غصے سے واقف تھا اس لئے عفاف سے بولا۔۔۔

عادی بڑے ابو کے آنے میں ابھی کافی وقت ہے۔۔۔ ہم ان کے آنے سے پہلے واپس آ جائیں گے۔۔۔ اور بڑی

امی کو میں نے بتا دیا ہے کہ میں ایک دوست سے ملنے جا رہی ہوں۔۔۔ اب اٹھو پلیز۔۔۔

عفاف اپنی چادر کو خود پر اچھے سے اوڑھتے ہوئے بولی تو ادیان نے ایک سرد آہ بھری۔۔۔

آپ بہت ضدی ہیں۔۔۔

ادیان کہ بڑبڑاہٹ پر عفاف نے بس اسے گھورنے پر اکتفا کیا۔۔۔

آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد وہ دونوں گردیزی والا کے سامنے تھے۔۔۔

وہ دونوں اندر جانے لگے جب چوکیدار نے انہیں روک لیا۔۔۔

جی۔۔۔ کس سے ملنا ہے آپکو؟؟؟

اذہان صاحب گھر پر ہیں کیا؟؟؟

ادیان نے چوکیدار سے پوچھا۔۔۔

جی ہیں تو گھر پر۔۔۔ لیکن آپ کون ہیں؟؟

آپ ان سے بولیں ادیان گردیزی ان سے ملنے چاہتا ہے۔۔۔ پھر وہی آپکو بتادیں گے کہ میں کون ہوں۔۔۔

ادیان کو چوکیدار کا سوال بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

چوکیدار نے انٹرکام سے کال کر کے خالد کو انفارم کیا تو اس نے اندر بھیجنے کا کہا۔۔۔

آپی آجائو۔۔۔

ادیان عفاف کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر کی جانب لے گیا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے عادی۔۔۔ شاید نیا چوکیدار تھا اس لئے ایسا پوچھ لیا؟؟ اس میں اتنا غصہ کرنے کی ضرورت

ہے؟؟ وہ تو اپنی ڈیوٹی نبھا رہا تھا۔۔۔ اور ایسا بھی کچھ نہیں کہا جو تم نے منہ پھلا لیا ہے۔۔۔

عفاف اس کے غصے سے بھرے چہرے کو دیکھ کر بولی تو ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔۔۔

جیسے ہی وہ دونوں لائونج میں داخل ہوئے ایک لمحے کو ٹھٹھک گئے۔۔۔ لائونج میں تین چار صوفہ سیٹ موجود تھے جگہ جگہ نفاست سے سیٹ گئے ڈیکوریشن پسز۔۔۔ اور ایک بڑی سی ایل ای ڈی۔۔۔ ہر چیز رائل بلیو اور سفید رنگ کے کومینیشن میں رہنے والے کے ذوق کامنہ بولتا ثبوت تھی۔۔۔

خالد سڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آیا اور ان دونوں کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

اسلام وعلیم سر۔۔۔ آپ پلیز بیٹھیں میں نے سر کو انفارم کر دیا ہے۔۔۔ وہ بس دومنٹ میں آرہے ہیں۔۔۔ آپ پلیز بیٹھیں نا۔۔۔

خالد نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ادیان اور عفاف دونوں ہی بیٹھ گئے۔۔۔

رانیہ۔۔۔ رانیہ۔۔۔

خالد نے ایک میڈ کو آواز دی۔۔۔

ایک اٹھارہ سالہ لڑکی مسکراتے ہوئے کیچن سے باہر آئی۔۔۔ گندمی رنگت، عام سے نین نقش، کالی بڑی سی آنکھیں۔ ریڈ شرٹ جو گھٹنوں سے اوپر تھی اور وائٹ کیپری پہنے اور سفید ہی ڈوپٹہ گلے میں مفلر کی طرح اوڑھے وہ مسکراتے ہوئے عفاف کو نجانے کیوں زہر سی لگی تھی۔۔۔

جی سر۔۔۔

یہ سر کے گھروالے ہیں۔۔۔ ان کے لئے کچھ ریفریشمنٹ کا انتظام کرو۔۔۔

خالد کی بات پر مسکراتے ہوئے وہ دوبارہ کیچن میں چلی گئی جبکہ عفاف کی نظروں نے کیچن تک اس کا تعاقب کیا تھا۔۔۔

اتنی جوان لڑکی کو بھلا گھر میں رکھنے کی کیا تک ہے؟؟؟ خیر مجھے کیا۔۔۔ جو مرضی کرے۔۔۔

عفاف نے دل میں سوچا۔۔۔ اس کی سوچوں کا تسلسل اذہان کی آواز نے توڑا۔۔۔

جو مسکراتے ہوئے اونچی آواز میں سلام کر رہا تھا۔۔۔

اذہان کے سلام کے جواب میں ادیان نے منہ پھیر لیا۔۔۔ جبکہ عفاف نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا۔۔۔

خیریت آج بھائی کی یاد کیسے آگئی؟؟

اذہان ان دونوں کو اس وقت اپنے سامنے دیکھ کر بہت خوش ہو رہا تھا اور اس کا اندازہ اس کا چہرے سے ہو رہا تھا۔۔۔

مجھے آپ کو یاد کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔۔۔ عفی آپ کو آپ سے کچھ کام تھا۔۔۔ اس لئے میں انہیں لے کر آگیا۔۔۔

ادیان نے حتی المقدور اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اس کے جواب پر اذہان کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔۔

تم ابھی بھی بچے ہو عادی۔۔۔

میں بچہ نہیں ہوں اور پلیز مجھے عادی صرف میرے اپنے بول سکتے ہیں آپ نہیں۔۔۔

ادیان کے سرد لہجے پر اذہان کی مسکراہٹ معدوم ہو گئی تھی۔۔۔

بولیں مسز گریزی کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟؟

اذہان کا انداز دیکھ کر عفاف نے گہری سانس لی اور بیگ سے ہزار ہزار روپے کے کچھ نوٹ نکالے۔۔۔
 بارہ ہزار روپے ہیں۔۔۔ آج جو تم نے میری بیٹی پر خرچ کئے وہی واپس کرنے آئی تھی۔۔۔ میں کسی کا
 احسان مند نہیں بننا چاہتی۔۔۔ چلو عادی۔۔۔

عفاف نے پیسے ٹیبل پر رکھے۔۔۔ اور مضبوط لہجے میں بول کر اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔۔۔ جبکہ عادی نے چور
 نظر اذہان پر ڈالی جس کا چہرہ ضبط کی گواہی دے رہا تھا۔۔۔

آپی مجھے تو بتا دیتی کہ کیا واپس کرنے والی ہو؟؟؟ ایویں بھائی کا ٹیمپرز لوز کروادیا۔۔۔

عادی نے دل میں سوچا اور جیسے ہی اٹھا اذہان کی آواز پر پھر سے بیٹھ گیا۔۔۔

بیٹھو تم۔۔۔ اور یہ پیسے اٹھا کر اپنی آپی کے بیگ میں واپس ڈالو۔۔۔

اذہان نے ادیان سے کہا۔۔۔

ادیان جانتا تھا اس کے بھائی کا غصہ بہت ہی برا ہے۔۔۔ غصہ تو وہ بھی کرتا تھا مگر اذہان غصے میں کسی کا لحاظ
 نہیں کرتا تھا۔۔۔ ادیان چپ چاپ بیٹھ گیا۔۔۔ اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرنے لگا۔۔۔

اور تم چلو میرے ساتھ۔۔۔ تمہاری ضرورت کوئی کیل ڈھیلی ہے جس کے وجہ سے اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتی رہتی
 ہو۔۔۔۔۔

اذہان اس کا بازو پکڑ کر سڑھیوں کے نیچے کمرے کے طرف چلا گیا۔۔۔

آپی کیا ضرورت تھی آپکو اس شیر کو جگانے کی؟؟؟

ادیان کی بڑبڑاہٹ پر خالد نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔۔ اور اس سے باتوں میں مشغول ہو گیا۔۔۔

کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ لاک کیا اور عفاف کو دروازے کے ساتھ لگاتے ہوئے اس کے دونوں بازو اوپر کی طرف اٹھا کر اپنے ہاتھوں کو ان پر رکھ دیا۔۔۔ اپنا چہرہ اس کے چہرے سے قریب کرتے ہوئے چند انچ کے فاصلے پر رکا۔۔

تمہیں اتنا شوق کیوں ہے؟ میرے غصے کو ہوا دینے کا؟؟ جانتی تھی نا کہ تمہاری یہ حرکت کس قدر ناگوار گزرے گی مجھ پر اس کے باوجود تم نے یہ گھٹیا حرکت کیوں کی؟؟ وہ اذہان گردیزی کی بیٹی ہے عفاف گردیزی اسے حق ہے وہ مجھ سے مانگے۔۔۔ اگر تمہاری غلطیوں کو نظر انداز کرتا ہوں تو یہ مت سمجھو کہ میں اندھا ہوں۔۔۔۔

وہ سرد آواز میں بول رہا تھا جبکہ عفاف سانسیں روک کر اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔ جو اتنا قریب تھا کہ وہ اسے چھو سکتی تھی۔۔۔ آنسو بہنے کو بے تاب ہوئے تو مقابل نے ہاتھوں پر گرفت مزید مضبوط کر دی۔۔۔

جب برداشت نہیں کر سکتی تو کیوں الجھتی ہو مجھ سے۔۔۔ مانتا ہوں کہ غلطی کی ہے میں نے۔۔۔ تم سے منہ موڑ کر لیکن کیا مجھے اپنے بچوں کے بارے میں جاننے کا حق بھی نہیں تھا۔۔۔ اتنی نفرت بھی مت جتاؤ کہ لوگوں کا محبت سے اعتبار ہی اٹھ جائے۔۔۔

آخری بات پر اس نے عفاف کے ہاتھوں کو آزادی بخشی تھی وہ روتے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ گئی تھی۔۔۔

پانچ سال تک تم ڈھونڈنے کی کوشش کی تھی گھر والوں نے۔۔ لیکن تم ایسے چھپے کہ گویا کبھی ظاہر ہی نہیں تھے۔۔۔ میں نے تو امید چھوڑ دی تھی تمہارے واپس آنے کی۔۔ لیکن ایک دن اچانک تم ہماری زندگی میں واپس آگئے ایک اداکار بن کر۔۔ بتاؤ قصور کس کا تھا؟؟؟

اذہان نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد پھیلائے اور اسے اپنے حصار میں لیا۔۔ سکون کی ایک لہر دوڑ گئی تھی اذہان کے دل میں۔۔۔ وہ کتنا ترپا تھا اس سکون کے لئے۔۔۔

تمہیں میرا انتظار کرنا چاہیے تھا؟؟؟ اپنے اذی پر اعتبار کرنا چاہیے تھا۔۔۔

اذہان نے اسے خود سے الگ کیا اور اس کے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کئے۔۔۔

کون سی امید کی ڈوری تمہا کر گئے تھے تم جو میں تمہارا انتظار کرتی؟؟؟ ایسے کون سے اعتبار کے دیپ جلا کر گئے تھے جو میں انہیں بجھنے نہ دیتی۔۔۔ یہ بے اعتباری تمہاری سوچنی گئی ہے اذہان گردیزی تو اب کیسے میں اعتبار کرنا سیکھ جاؤں؟؟؟

میرا انتظار لا حاصل تھا کیونکہ تم اپنی زندگی میں مگن ہو۔۔ مجھے بس ایک درخواست کرنی ہے۔۔ میرے بچوں کی زندگی میں واپس تب آنا جب تم انہیں چھوڑ کر نہیں جاؤ گے۔۔ کیونکہ میں اپنے بچوں کو ٹوٹے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

عفاف یہ بول کر کمرے کا لاک کھول کر جانے لگی جب اذہان نے اسے کمر سے پکڑا اور اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔۔۔ شاید یقین دلانے کا انداز تھا۔۔۔ عفاف تو اس افتاد پر حواس باختہ ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ دل جس دل سے جڑا ہوتا شاید اس کی قربت میں حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔۔۔

میرا انتظار کرنا۔۔۔

اذہان نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا۔۔۔ عفاف اپنے دھڑکتے دل کو سنبھال کر کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔

محبت کے امتحان کبھی ختم نہیں ہوتے اور یہی بات زندگی ان دونوں کو سمجھانے والی تھی۔۔۔۔

عفاف سیدھے لائونج میں ادیان کے پاس آئی تھی جو مسکراتے ہوئے خالد سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ عادی چلو۔۔۔

ادیان نے ایک نظر عفاف کے چہرے کو دیکھا جو چادر کے اندر تھا لیکن اس کی کپکپاہٹ کی وجہ سے اس نے بے ساختہ کمرے سے آتے اذہان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔۔۔

جی آپی۔۔۔

ادیان یہ بول کر اپنی جگہ سے اٹھا ہی تھا جب اذہان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔۔۔۔ آپی نہیں بھابھی۔۔۔

اذہان کی آواز کے ساتھ اس کا لہجہ بھی مسکرا رہا تھا۔۔۔

اس کی بات پر عادی نے عفاف کو دیکھا جبکہ عفاف نے اذہان کو گھورا تھا۔۔۔۔

میری آپی ہی ہیں سمجھے آپ۔۔۔

ادیان کی بات پر اذہان مسکراتے ہوئے اس کی جانب بڑھا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔۔۔

تمہارے گھر میں تو تم آپی بول سکتے ہو لیکن جب یہاں آئے گی تو تمہیں اسے بھابھی کہنا پڑے گا۔۔۔
عادی۔۔۔

اس کی بات پر ادیان نے ایک شکوہ کناں نظر اس پر ڈالی۔۔۔
بھائی قسم سے میرا دل تمہارا قتل کرنے کو کرتا ہے۔۔۔ لیکن پھر تمہارے بچوں کی وجہ سے چپ ہو جاتا
ہوں۔۔۔

ادیان دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ تو اذہان نے بے ساختہ قبضہ لگایا۔۔۔
اپنا غصہ اپنی بیوی پر نکالنا۔۔۔ میری بیوی کو صحیح سلامت گھر تک لے کر جانا۔۔۔ ورنہ میں تمہاری ہڈیاں
توڑتے وقت کسی کا لحاظ نہیں کروں گا۔۔۔
چلو عادی۔۔۔ یہ تو ہیں ہی بد معاش۔۔۔

اذہان کی طرف دیکھ کر عفاف نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ دونوں بھائیوں کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی
اس کہ بات پر۔۔۔

اپنا اور بچوں کا خیال رکھنا۔۔۔

اذہان اس سے ایسے بات کر رہا تھا جیسے دونوں میں کوئی جھگڑا کوئی شکایت کوئی مسئلہ نہ ہو۔۔۔
ادیان نے مسکرا کر عفاف کو دیکھا اور پھر اذہان کو۔۔۔ دونوں کے لئے وہ دل سے دعا کرتا تھا۔۔۔
آپی چلو۔۔۔

ادیان یہ بول کر باہر کی جانب بڑھ گیا اور عفاف بھی اذہان کو دیکھے بغیر اس کے گھر سے نکل گئی۔۔۔

خالد۔۔۔

جی سر۔۔۔

عادی کی بانیک کا پیچھا کرو۔۔ اور جیسے ہی دونوں صحیح سلامت گھر پہنچ جائیں مجھے کال کر دینا۔۔ میں تب تک شوٹ کے لئے ریڈی ہو جاتا ہوں۔۔۔

اذھان نے خالد کو حکم دیا اور وہاں سے سڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف آگیا۔۔۔

غاشیہ۔۔۔۔

رات کا ایک بج رہا تھا جب عفاف کروٹ پر کروٹ بدل رہی تھی کہ اچانک اس کے کانوں میں غاشیہ کی سسکی سنائی دی۔۔ اس نے بے ساختہ غاشیہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف کیا تھا۔۔ غاشیہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔ عفاف نے اسے گلے سے لگایا تو وہ زار و قطار رو دی۔۔۔

غاشیہ کیا ہوا ہے؟؟؟

آپی۔۔۔ وہ۔۔۔

غاشیہ کے رونے میں شدت آگئی تھی۔۔۔

غاشیہ چپ کر جانو پہلے اور پھر مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟؟؟

عفاف نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔

عفاف بیڈ سے اٹھی اور کمرے کی لائٹ آن کر کے دوبارہ اس کے پاس آئی جس کا چہرہ رونے سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھیں سوج گئی تھیں۔۔۔ نجانے وہ کب سے رو رہی تھی۔۔۔ شام کو جب وہ ادیان کے ساتھ گھر واپس آئی تھی تو اس نے غاشیہ کو کمرے میں سویا ہوا محسوس کیا تھا۔ عفاف کو اس کا چہرہ دیکھ کر بے ساختہ ترس آیا۔۔۔

اچھا یہ پانی پیو اور پر سکون ہو جائو۔۔۔

عفاف نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ میں سے گلاس میں پانی انڈیلا اور اسے دیا۔۔۔ غاشیہ نے پانی پیا اور عفاف کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔۔

عفی آپی۔۔۔ کسی ایک انسان کی غلطی کی سزا دوسرے انسان کو کیوں ملتی ہے؟؟؟

عفاف جانتی تھی اس کا اشارہ کس بات کی طرف تھا۔۔۔

غاشیہ یہ جو رشتے ہوتے ہیں نایہ اپنی قیمت و سمیت وصول کرتے ہیں۔۔۔ کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو رشتوں کی آزمائش سے بچا ہو۔۔۔ کسی کو ماں باپ کا رشتہ آزما رہا ہے تو کسی کو بہن بھائی کا، کسی کو باپ سے جڑے رشتہ آزما رہا ہے ہیں تو کسی کو ماں سے جڑے رشتہ، کسی کو اس کا شوہر آزما رہا ہے تو کسی کو ایک نامحرم کی محبت۔۔۔۔ آزمائش ہر انسان دے رہا ہوتا ہے لیکن وہ اس آزمائش میں پورا کیسا اترتا ہے یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔۔۔۔

عفاف نے اس کے کالے بالوں کو سلجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

عفی آپی مجھے آپکو کچھ بتانا ہے۔۔۔

غاشیہ اس کی گود سے سر اٹھا کر بیٹھ گئی اور بنا اس کی طرف دیکھے بولی۔۔۔

کیا بتانا ہے؟؟؟

عفاف نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔

آپی وہ میں۔۔۔ آپی وہ۔۔۔

غاشیہ انگلیاں چٹختے ہوئے جھجک رہی تھی۔۔۔

عادی سے محبت کرتی ہو؟؟؟

عفاف کی بات پر غاشیہ نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر وہ نظریں چرا گئی۔۔۔

دیکھو غاشیہ۔۔۔ محبت اگر سچی ہو تو اپنی منزل کو پا ہی لیتی ہے۔۔۔

اگر تم اس سے محبت کرتی ہو تو یوں خود کو اس کے آگے بے مول مت کرو۔۔۔ میں کیچن میں تم دونوں کی

گفتگو سن چکی تھی۔۔۔ میرا مقصد تمہیں شرمندہ کرنا نہیں ہے۔۔۔ بس یہ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔ کہ محبت کسی

خاص کو عام اور عام کو خاص کے عہدے پر ایسے پہنچاتی ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔۔۔ اب مجھے ہی دیکھ لو

جسے میں نے خاص سمجھا اس نے مجھے عام کر دیا اور جس کو میں عام سمجھتی تھی وہ مجھے خاص کر گیا۔۔۔

یہ باتیں چھوڑو اور مجھے یہ بتاؤ کہ عادی جیسے سڑیل بندے سے تمہیں محبت ہو کیسے گئی؟؟؟

عفاف نے آخری بات شرارت سے پوچھی تھی۔۔۔ اس کی بات پر وہ بے ساختہ جھینپی تھی۔۔۔

آپی۔۔۔ نہیں کریں نا۔۔۔

بھئی میں نے کیا کیا ہے؟؟؟

عفاف معصوم بنتے ہوئے بولی۔۔۔

آپی۔۔

غاشیہ نے مصنوعی خفگی سے عفاف کو دیکھا۔۔۔

اچھا۔۔ ٹھیک ہے۔۔ بھئی نہیں کہتی آپ کے ان کو سڑیل۔۔۔ لیکن مجھے لگتا ہے مجھے دادی اور بڑی امی سے بات کرنی چاہیے تم دونوں کے رشتے کی۔۔ کیا خیال ہے؟؟

آپی عادی نہیں مانیں گے؟؟

غاشیہ نے مایوسی سے کہا۔۔۔

تم اس کی فکر مت کرو میں اسے منالوں گی۔۔۔

کیا آپ میرے لئے عادی سے محبت کی بھیک مانگیں گی؟؟؟ ابھی خود ہی تو بول رہی تھیں کہ خود کو یوں بے مول نہ کرو۔۔۔ اور۔۔۔

غاشیہ نے زخمی مسکراہٹ سے عفاف کو دیکھا۔۔۔

بہن ہوں تمہاری۔۔ تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمہیں بے مول ہونے دوں گی۔۔۔ تم بس دیکھتی جاؤ اب وہ الو کا پٹھا کیسے سیدھا ہوتا ہے؟؟

عفاف کی بات پر غاشیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

آپی آپ کیا کرنے والی ہیں۔۔۔

غاشیہ کو وہ پرانی والی عفاف لگ رہی تھی۔۔۔

غاشیہ سو جائواب۔۔ اور رونامت۔۔

عفاف لائٹ آف کرتے ہوئے بولی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔ کسی کو اس کی محبت دلانے کی خوشی محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ غاشیہ پر سکون ہو گئی تھی عفاف کی بات پر۔۔۔ اور کروٹ بدل کر وہ بھی لیٹ گئی۔۔۔

.....

ماضی

نصرت غفی کہاں ہے؟؟ صبح سے دکھائی نہیں دی۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا اس کی؟؟؟

نصرت بیگم جب کلثوم بیگم کے کمرے میں ناشتے کے بعد چائے دینے آئی تھیں تب کلثوم بیگم نے عفاف کی غیر موجودگی کو نوٹ کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

اماں جی۔۔۔ وہ ٹھیک ہے۔۔ بس ہلکا سا سرد رہے۔۔ اس لئے سو گئی ہے۔۔ میں گئی تھی اٹھانے لیکن سوئی ہوئی کو دیکھ کر واپس آ گئی۔۔۔

نصرت بیگم نے اپنے اندر کی پریشانی کو چھپاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

تو کوئی دوائی دینی تھی اسے۔ میری معصوم بچی صبح سے کمرے میں ہے اور تم نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ وہ بیمار ہے۔۔۔

کلثوم بیگم غصے سے اپنے بیڈ سے چھڑی کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئے بولیں۔۔۔۔

نصرت بیگم جانتی تھیں وہ عفاف کے معاملے میں بہت حساس ہیں اس لئے چاہتے ہوئے بھی ان کو منع نہیں کر سکیں۔۔۔

کلثوم بیگم اپنے کمرے سے نکلیں تو داخلی دروازے سے آیان لائونج کے اندر داخل ہو رہا تھا۔۔۔

دادی۔۔ آپ اتنے غصے میں کہاں جا رہی ہیں؟؟

آیان ان کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بولا۔۔۔

کلثوم بیگم سنا ان سنا سڑھیاں چڑھنے لگیں۔۔۔

چھوٹی امی۔۔۔ دادی کو کیا ہوا ہے؟؟؟ یہ اتنے غصے میں اوپر کیوں جا رہی ہیں؟؟

آیان نے سرگوشی نما آواز میں نصرت بیگم کے قریب ہو کر پوچھا۔۔۔

اس گھر لاڈلی کے سر میں درد ہے۔۔۔ اور وہ صبح سے کمرے میں بند ہے۔۔ اور تمہاری دادی کو اب بتایا ہے تو

ناراض ہو گئی ہیں۔۔۔

آیان نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔۔

آیان جلدی سے کلثوم بیگم کے پیچھے آیا اور ان کو سہارا دیا۔۔ آہستہ سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولتے

ہوئے وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔

آیان نے ایک بے چین نظر کمرے کے اندر موجود وجود پر ڈالی۔۔ جبکہ کلثوم بیگم آگے بڑھ کر اس کے پاس

بیڈ پر بیٹھیں۔۔۔۔

عفی۔۔۔ عفی۔۔۔ بیٹا اٹھ جا۔۔۔ کچھ کھا کے دوا بھی کھانی ہے۔۔۔
 اس کے منہ سے کمبل ہٹاتے ہوئے وہ محبت اور پریشانی سے بولیں۔۔
 عفاف نے آہستہ سے اپنے چہرے سے کمبل ہٹایا اور آہستہ سے اپنی سرخ آنکھیں کھولیں۔۔۔
 دادی۔۔۔

عفاف کے گندمی چہرے میں گھلی سرخی اور آنکھوں کی سوجن سے انہوں نے بے ساختہ اس کی پیشانی پر
 ہاتھ رکھ کر اس کا بخار چیک کیا۔۔۔
 آگ کی طرح دہک رہا تھا اس کا جسم۔۔۔ کلثوم بیگم کو نصرت پر غصہ آیا جو اس سے لا پرواہ تھیں۔۔
 آیان بیٹا۔۔۔
 جی دادی۔۔۔

آیان جو عفاف کا چہرہ دیکھ رہا تھا دادی کی آواز پر چونکا۔۔۔
 بیٹا اسے ہسپتال لے چل اس کا بخار بہت تیز ہو رہا ہے۔۔۔
 عفاف نے ہلکا سا مسکرا کر اپنی دادی کو دیکھا۔۔
 دادی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ ابھی پیناڈول کھائوں گی تو ٹھیک ہو جائوں گی۔۔
 عفاف کی آواز میں موجود نقاہت آیان نے بھی واضح محسوس کی تھی۔۔۔
 آیان آگے بڑھا اور عفاف کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔۔

بخار تو واقعی تیز ہے۔۔ آپ اس کے پاس رکیں میں ڈاکٹر کو لے کر آتا ہوں۔۔۔
 آیان یہ بول کر باہر چلا گیا جبکہ کلثوم بیگم نے عفاف کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔۔۔
 عفی۔۔ کیا ہوا ہے؟؟؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟

کلثوم بیگم نے محبت سے پوچھا تو عفاف کی آنکھوں میں جلن کا احساس جاگا۔۔۔ نئی ایک بار پھر سے چمکی تھی
 ۔۔۔ دل میں آیا کہ سب کچھ بتا دے دادی کو۔۔۔ لیکن پھر ماں کی بات یاد کرتے ہوئے رو دی۔۔۔
 کتنا بے بس ہوتا ہے انسان جب درد سے دل پھٹ رہا ہو اور لبوں پر قفل چڑھالے صرف اس لئے کہ
 دوسرے لوگ کیا سوچتے ہیں؟؟؟
 عفاف نے دل میں سوچا اور آنسوؤں کو گویا نرم لہجے نے ہوا دے دی تھی۔۔۔ وہ ایک بار پھر رو دی تھی۔۔۔
 کلثوم بیگم تو گڑ بڑا گئی تھی۔۔۔

ارے۔۔ عفی بیٹا ہوا کیا ہے؟؟؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟؟؟

دادی مجھے ابو کی بہت یاد آرہی ہے۔۔۔

عفاف کی بات پر کلثوم بیگم کی آنکھوں کے گوشے بھی بھیگ گئے۔۔۔

دادی وہ کیوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ اتنا بڑا بوجھ تھی ان پر کہ مجھے اٹھانے سے پہلے ہی ہمت ہار گئے۔۔۔
 وہ کیوں نہیں سمجھے کہ مجھے ان کی ضرورت ہوگی؟؟؟ دادی کبھی کبھی مجھے پھپھو کی باتیں واقعی سچ لگتی ہیں۔۔۔
 میں ہوں ہی منحوس جو اپنے باپ کو پیدا ہوتے ہی کھا گئی۔۔۔ اگر ابو کی جگہ میں مر جاتی تو اس گھر کے مکین
 خوش رہتے۔۔۔

عفاف روتے ہوئے بول رہی تھی جب اس کی آخری بات اندر آتی نصرت بیگم نے کے قدم ساکت کر گئی تھی۔۔۔

وہ اتنی بد ظن ہو گئی تھی۔۔۔ اتنا تنگ آ گئی تھی زندگی سے۔۔۔

وہ اٹے قدموں واپس مڑی تھیں۔۔۔ جبکہ کلثوم بیگم اسے نم آنکھوں سے چپ کروا کر تسلی دے رہی تھیں۔۔۔

یتیسی انسان کو بہت سے مواقع پر آزماتی ہے۔۔۔ اے خدا کبھی کسی کو کسی کا محتاج نہ کرنا۔۔۔

.....
حال:۔۔۔

عادی تم یہاں اکیلے کیوں بیٹھے ہو؟؟؟ کیا شیطان کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہو۔۔۔؟؟؟

عفاف کیچن میں داخل ہوئی تو سامنے ادیان کو ٹیبل پر سر رکھے بیٹھے دیکھ کر شرارت سے بولی۔۔۔

عفی آپ۔۔۔ پھپھو کی زبان کے تیر سیدھے دل میں لگتے ہیں۔۔۔

ادیان سر اٹھا کر بیزاری سے بولا۔۔۔

کیوں کیا ہوا؟؟؟ کا کہا پھپھو نے؟؟؟

عفاف کا اس دن کے بعد پھپھو سے سامنا ہی نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ سارا دن اپنے کمرے میں رہتی تھی۔۔۔

اور عارفہ بیگم اپنی ماں کے کمرے میں ہوتی تھیں۔۔۔

آپی ایمانداری سے بتائیں۔۔۔ کیا میں آوارہ گردی کرتا رہتا ہوں۔۔۔؟؟

مجھ معصوم پر صبح صبح ہی پھپھونے وہ تقریریں کیں کہ میرے کانوں سے دھواں نکل آیا۔۔۔

ادیان سنجیدگی سے بول رہا تھا جبکہ عفاف کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی۔۔۔

اصل بات بتاؤ ڈرامے باز۔۔۔۔

عفاف نے اسے گھورا۔۔۔۔

وہ میں دادی سے پیسے لینے جا رہا تھا تو پھپھو دادی سے میرے اور غاشیہ کے رشتے کی بات کر رہی تھیں۔۔۔

اور میں سنتے ہی یہاں آگیا۔۔۔

اچھا تو یہ مسئلہ ہے۔۔ اس کا حل ہے میرے پاس۔۔۔

عفاف مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔۔

آپی جلدی بتائیں حل۔۔۔

ادیان تیزی سے اس کی بات کاٹ کر بولا۔۔۔۔

تم شادی کر لو اس سے۔۔ اس طرح پھپھو کی زبان کے نشتر رک جائیں گے۔۔۔۔

آپ مجھے گولی مار دیں یوں عمر قید کا مشورہ نہ دیں۔۔۔۔

ادیان عفاف کو گھور کر بولا۔۔۔

عادی محبت کرنے والوں کی قدر کرنا سیکھو ورنہ محبت آپ کو بے قدر بنا دیتی ہے۔۔۔

چاہنے سے زیادہ چاہے جانے کا احساس معنی رکھتا ہے۔۔۔ اس لئے تم اس کی قدر کرو۔۔۔ وہ بہت معصوم ہے صرف تمہیں چاہتی ہے۔۔۔
لیکن آپی۔۔۔

عادی لیکن ویکن کو چھوڑ دو۔۔۔ اور میری بات پر غور کرو۔۔۔ کیونکہ اگر چاہنے والے زندگی سے چلے جائیں تو سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں رہتا۔۔۔ اپنی بہن کی خوشی کی خاطر ایک بار اس کے بارے میں دل سے سوچنا۔۔۔ وہ محبت سے بھری لڑکی ہے۔۔۔ اس کی محبت کو ٹھکراؤ گے تو آئندہ محبت تمہیں ٹھکرا دے گی۔۔۔

عفاف یہ بول کر وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ سوچ میں پڑ گیا تھا۔۔۔

ادیان اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب کلثوم بیگم کے کمرے سے نکلتی غاشیہ سے ٹکڑا گیا۔۔۔۔۔ غاشیہ کا سر ادیان کے سینے سے ٹکرایا تو اسے لگا جیسے کسی پتھر سے سر ٹکرا گیا ہے۔۔۔
یا اللہ۔۔۔۔۔

غاشیہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔

ادیان نے اپنے دونوں بازو اس کے گرد حائل کر کے اسے بروقت سنبھالا تھا۔۔۔۔۔ غاشیہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ادیان تھا جو سپاٹ چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ غاشیہ جلدی سے پیچھے ہوئی۔۔۔
ایم سوری۔۔۔۔۔

یہ بول کر وہ وہاں سے جانے لگی جب ادیان نے اس کا دایاں بازو پکڑا اور اسے زبردستی اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے آیا۔۔۔

کمرے میں لا کر اس نے دروازہ بند کیا اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔

عادی دروازہ کھولیں مجھے جانا ہے۔۔۔ سوری بول تو دیا ہے میں نے۔۔۔

غاشیہ گھبراتے ہوئے بولی کیونکہ ادیان اس کے چہرے کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔۔۔

عفی آپ کو کیا کہا ہے تم نے؟؟؟

اس کی بات پر غاشیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

کس بارے میں؟؟؟

عفی آپ کو اپنی سو کالڈ محبت کے بارے میں بتا کر تم کیا سمجھتی ہو کہ تم مجھے حاصل کر لو گی؟؟؟

ادیان نے سرد انداز میں پوچھا۔۔۔

میں نے ان سے کچھ نہیں کہا۔۔۔

غاشیہ بھی اسی کے انداز میں جواب دے کر وہاں سے جانے لگی جب ادیان نے اس کا بازو پکڑ لیا۔۔۔

پلیز عادی۔۔۔

غاشیہ کا لہجہ بھاری ہو گیا تھا۔۔۔ لیکن وہ پلٹی نہیں کیونکہ اب وہ اس کے سامنے رو کر خود مزید شرمندہ نہیں

کر سکتی تھی۔۔۔

ادیان نے اس کا بازو کھینچا اور اسے اپنے مقابل کیا۔۔۔ وہ آنکھیں بند کر گئی تھی کیونکہ آنسو گالوں پر بہہ کر بے مول ہونے کو تیار تھے۔۔۔

محبت کرتی ہونا مجھ سے تو مجبور کرو مجھے خود سے محبت کے لئے۔۔۔ سامنے ہوں تمہارے۔۔۔ ہر حربہ آزمالو۔۔۔ اگر تم جیت گئی تو ادیان گر دیزی عمر بھر تمہاری غلامی کرے گا اور اگر میں جیت گیا تو تم زندگی بھر اپنا یہ چہرہ مجھے نہیں دکھائو گی۔۔۔

ادیان کے الفاظ پر غاشیہ نے آنکھیں کھولیں۔۔۔

محبت میں ذور ہوتا ہے زبردستی نہیں۔۔۔ اور ویسے بھی مجھے کوئی حربہ نہیں آزمانا کیونکہ میں جان چکی ہوں آپ کی نفرت کی حقدار شاید صرف میری ہی ذات ہے۔۔۔ تو پھر جن سے نفرت کی جائے ان کو ہر حال میں ہرایا جاتا ہے جیسے آپ مجھے ہر ادیتے ہیں بلا مقابلہ۔۔۔ آپ کو سکون ملتا ہے نا مجھے تکلیف میں دیکھ کر تو خوش ہو جائیں میں زندگی بھر اس دل کی تکلیف میں مبتلا رہوں گی۔۔۔ کیونکہ آپ کی محبت میری جیسی لڑکی کے نصیب میں کہاں؟؟؟ وعدہ کرتی ہوں آپ سے اب میری وجہ سے آپ کی زندگی متاثر نہیں ہوگی۔۔۔

غاشیہ کا دکھ حد سے سوا تھا۔۔۔ وہ مسلسل اپنے بازو کو اس کی گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ مقابل کی گرفت سخت سے سخت تر ہو گئی تھی۔۔۔

لیکن اس گھر میں جو ہمارے رشتے کی کچھڑی پک رہی ہے اس کو کون ختم کرے گا؟؟؟

ادیان اپنے چہرے کو اس کے چہرے کے نزدیک کر کے بولا۔۔۔ غاشیہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا جو چند انچ کی دوری پر اس کے دل کو بے قرار کر رہا تھا۔۔۔

میں انکار کر دوں گی۔۔۔۔

غاشیہ کا مضبوط لہجہ ادیان کو غصہ دلا گیا تھا۔۔ اس نے غاشیہ کا بازو اس کی کمر کے ساتھ لگایا اور اس کے کان کے قریب جھکتے ہوئے بولا۔۔۔

آج سے تم ادیان گردیزی کے نام لکھ دی گئی ہو۔۔۔ یہ بات ذہن نشین کر لو۔۔۔۔ اور ہاں یہ مت سمجھنا کہ تمہاری محبت جیت گئی۔۔ اب سے تم میری ضد ہو جیسے میں ہر حال میں پورا کروں گا۔۔۔

ادیان اس کے بانیں کان میں سر دانداز میں بول رہا تھا جبکہ غاشیہ اس کی قربت پر اپنی دھڑکنوں کے شور کو بلند ہوتے محسوس کر رہی تھی۔۔۔ سفید چہرہ غصے اور حیا کے ملے جلے تاثرات سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

ادیان نے چہرہ اٹھایا اور اس کے چہرے کو دیکھ کر مہبوت رہ گیا۔۔ آنسو چہرے پر لکیروں کی صورت میں جم کر رہ گئے تھے۔۔ بھیگی پلکیں لرز رہی تھیں۔۔ رنگت میں سرخی اور جسم کے لرزش مقابل کے چہرے پر ایک ہلکا سا تبسم بکھیر گئی تھی جو ایک سیکنڈ سے پہلے وہ لبوں کو آپس میں پیوست کر کے روک گیا تھا۔۔۔ یہ وار تو سیدھا دل پر لگا ہے۔۔۔

ادیان نے سوچا اور اس کا سرخ ہوتا بازو چھوڑ دیا۔۔۔۔

غاشیہ ادیان کو دیکھے بغیر اس کمرے سے بھاگ گئی تھی۔۔۔۔

اس بار ادیان نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔۔

غنی آپنی ٹھیک کہتی ہیں۔۔ محبت تو دلوں میں موجود ہوتی ہے بس پہچاننے میں وقت لگ جاتا ہے۔۔۔۔ مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ یہ محبت ہے یا نہیں لیکن اب اس کا نام اپنے نام کے ساتھ ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

ادیان خود سے بڑبڑایا اور اپنے کمرے میں موجود واش روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔

غاشیہ سیدھے عفاف کے کمرے میں آئی تھی جہاں حاتم سویا ہوا تھا۔۔۔ اور آتش اپنی باربی ڈول کے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔ غاشیہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر آتش مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔۔

خالہ۔۔۔ ادھر آئیں میں آپکو اپنے کھلونے دکھائوں۔۔۔

غاشیہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ بیڈ سے نیچے فرش پر بیٹھ گئی۔۔۔

یہ مسکراہٹ ہی تو ہوتی ہے جو انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ غاشیہ کے لب تو مسکرا رہے تھے لیکن دل کہیں رو رہا تھا ادیان کی باتوں پر۔۔۔۔۔

اے محبت۔۔۔ کاش تم انسانوں کو لا حاصل کے پیچھے ناجانے دیتی۔۔۔۔۔

.....

ماضی:

دودن بخار میں مبتلا رہ کر اب وہ صحت یاب ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

اذہان ان دودنوں میں پل پل کی اذیت سہہ رہا تھا۔۔۔ ایک تو عفاف کو بیمار دیکھ کر دوسرا اس کی بے رخی کو دیکھ کر جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھا۔۔۔۔۔

عفاف کمرے میں عشاء کی نماز پڑھ رہی تھی جب اذہان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے۔۔۔ آنسو اس کے آگے بہا کر وہ اپنا غبار نکال رہی تھی۔۔۔ جبکہ اذہان بیڈ پر بیٹھا اسے پلکیں جھپکے بغیر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اتنی محو تھی کہ اذہان کا آنا محسوس ہی نہیں کر سکی۔۔۔ شاید اللہ اور بندے کا رابطہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی دوسرے کی موجودگی کو آس پاس محسوس ہی نہیں کر سکتا۔۔۔ اللہ سے مانگو ایسے کہ وہ تمہارا ہی ہے۔۔۔ کیونکہ وہ دیتا بھی ایسے ہی ہے کہ وہ تمہارا ہی ہے۔۔۔۔۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ ایک سجدہ کر کے اٹھی اور بیڈ پر بیٹھے اذہان کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔۔۔
تم یہاں اس وقت خیریت؟؟؟؟

وہ جائے نماز کو اپنے کمرے کی الماری میں رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

تم مجھے نظر انداز کیوں کر رہی ہو؟؟؟؟
اذہان نے بنا تمہید کے بات کا آغاز کیا۔۔۔۔۔

میں تمہیں نظر انداز کیوں کروں گی؟؟؟

عفاف نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

تم میری طرف دیکھتی ہی نہیں ہو؟؟؟ نہ کوئی بات کرتی ہو؟؟؟ اگر کچھ پوچھ لوں تو ہوں ہاں میں جواب دیتی ہو۔۔۔۔۔ مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے کیا؟؟؟ دیکھو اگر ایسا ہے تو تم مجھے کوئی بھی سزا دے لو لیکن یوں خاموش رہ کر میری روح کو اذیت مت دو۔۔۔۔۔

اذہان۔۔۔۔۔ تم صرف میرے کزن ہو۔۔۔ اور میرا تم سے ایسا کوئی رشتہ نہیں ہے کہ میں تم سے ناراض ہوں۔۔۔ اور رہی بات نظر انداز کرنے کی تو نظر انداز وہاں کیا جاتا ہے جہاں نظر میں رکھا جاتا ہو۔۔۔ اب تم جاسکتے ہو آئندہ میرے کمرے میں بغیر اجازت کے مت آنا کیونکہ اب ہم بچے نہیں ہیں۔۔۔۔۔

عفاف کی سرد آواز سے زیادہ اذہان کو اس کا لہجہ برف لگ رہا تھا۔۔۔

عفی پلینز کوئی بات ہوئی ہے کیا؟؟؟ مجھے بتائو۔۔۔ تم۔۔۔

اذہان گردیزی کیا تم چاہتے ہو اس وقت تمہیں میرے کمرے دیکھ کر گھر کا کوئی فرد میرے کردار پر انگلی اٹھائے؟؟؟

عفاف نے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

عفی۔۔۔ کیا بول رہی ہو؟؟؟

اذہان کو دکھ ہوا تھا اس کے لفظوں سے زیادہ لہجے پر۔۔۔

پلینز جائو یہاں سے۔۔۔

ایم سوری تمہیں ڈسٹرب کرنے کے لئے۔۔۔

اذہان یہ بول کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔ پھر کچھ یاد آنے پر پلٹا۔۔۔

پلینز مجھے نظر انداز کر کے خود کو اذیت مت دو۔۔۔ تمہاری آنکھیں تمہارے لہجے سے خوف کھا رہی ہیں

عفی۔۔۔ کہ کہیں یہ لہجہ انہیں رونے پر مجبور نہ کر دے۔۔۔

عفاف خاموشی سے رخ بدل گئی جبکہ تھوڑی دیر پہلے رکے آنسو پھر سے آنکھوں کو دھندلا کر گئے تھے۔۔۔

عفاف نے تاسف سے اس کی پشت کو دیکھا۔ اور کمرے سے چلا گیا۔۔۔

ان آنسوؤں کو میری قسمت کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔۔۔ میں تو تمہیں خدا سے مانگتے ہوئے بھی ڈرتی ہوں

اذی۔۔۔ کہیں خدا ایک نامحرم کی محبت مانگنے سے ناراض ہی نہ ہو جائے۔۔۔۔۔ میں چاہتی ہوں مجھے

موت آجائے۔۔۔ کیونکہ محبت کے میم اور محرم کے میم میں مجھے صرف موت کا میم ہی اس سب سے بچا سکتا ہے۔۔۔۔

عفاف روتے ہوئے خود سے بولی اور وہیں فرش پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

محبت سچی ہو تو ضروری نہیں کہ وہ لاجا حاصل ہو ہاں مگر لاجا حاصل محبت ضرور سچی ہوتی ہے۔۔۔۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد عفاف اپنے کمرے میں آئی تو ادیان اس کے پیچھے کمرے میں آیا اور اسے کلثوم بیگم کے بلاوے کے بارے میں بتا کر چلا گیا۔۔۔۔

تو وہ وقت آگیا تھا جب اسے اپنی ماں کے لئے اپنی محبت ثابت کرنی تھی۔۔۔

وہ تلخی سے سوچتے ہوئے کلثوم بیگم کے بلاوے پر نیچے ان کے کمرے میں آئی جہاں صباحت اور نصرت بیگم پہلے سے ہی براجمان تھیں۔۔۔۔

دادی آپ نے بلایا۔۔۔

عفاف نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔۔۔

ہاں۔۔ ادھر آؤ میرے پاس۔۔۔

کلثوم بیگم نے اپنے پاس اسے بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو عفاف ان کے پاس بیٹھ گئی۔۔۔

عفی بیٹا۔۔ ہم سب تم سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ اور تم جانتی ہونا کہ تمہیں دیکھے بغیر تو میرا دن ہی نہیں

چڑھتا۔۔۔۔

کلوٹم بیگم نے تمہید باندھی۔۔۔ عفاف اپنے اندر کی وحشت کو کم کرنے کے کی کوشش میں مسکرائی اور بولی۔۔۔

جانتی ہوں دادی۔۔۔ اور ویسے بھی میری صبح آپ کے بغیر کب ہوتی ہے؟
 عفاف بیٹا میں تمہیں خود سے دور نہیں کر سکتی تم میرے مرحوم بچے کی آخری نشانی ہو۔۔۔ اس لئے میں نے ایک فیصلہ لیا ہے۔۔۔۔۔

عفاف نے شدت سے اس وقت دعا کی تھی کہ وہ فیصلہ اس کے حق میں ہو۔۔۔۔۔
 کک۔۔۔ کیسا فیصلہ دادی؟؟؟

زبان لڑکھڑائی تھی۔۔۔ دل کی حالت غیر ہو رہی تھی۔۔۔ دھڑکنوں کا شور مدھم ہونا شروع ہو گیا تھا۔۔۔
 بیٹا ہم سب چاہتے ہیں تمہاری شادی اس گھر کے بڑے بیٹے آیان سے ہو جائے۔۔۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔؟؟؟

تو گویا اس کے بدترین خیالات نے عملی شکل اختیار کر کے محبت کی کلیوں کو کھلنے سے پہلے ہی اکھاڑ کر پھینک دیا تھا۔۔۔۔۔

عفاف نے ایک نظر نصرت بیگم کو دیکھا جو کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھی تھیں۔۔۔ عفاف کے دیکھنے پر نظریں چراگئیں جبکہ صباحت بیگم نے امید بھری نظروں سے عفاف کو دیکھا۔۔۔ وہ زخمی سا مسکرائی۔۔۔۔۔

اگر آپ سب کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔

عفاف یہ بول کر جلدی سے وہاں سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی جہاں اذہان شاک کی کیفیت میں مبتلا تھا۔۔۔ وہ صباحت بیگم کو اپنے باپ کا پیغام دینے آیا تھا لیکن کلثوم بیگم اور عفاف کی آوازوں پر دروازے پر ہی کھڑا ہو گیا۔۔۔ عفاف اس سے نظریں چرا کر اپنے کمرے کی طرف بھاگتے ہوئے گئی تھی۔۔۔ جبکہ اذہان کی آنکھوں میں غصہ ابھر آیا تھا۔۔۔ وہ بھی جلدی سے عفاف کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ عفاف جو کمرے کے دروازے کو بند کرنے لگی تھی اذہان نے اس کی کاروائی دروازہ اندر کی طرف دھکیل کر ناکام بنا دی۔۔۔ عفاف لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔ اذہان نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور اس کی جانب بڑھا جو آہستہ سے پیچھے ہوتی جا رہی تھی۔۔۔ قدموں کو زنجیر تب پڑی جب عفاف نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ چار قدم کے فاصلے پر وہ رک گیا تھا۔۔۔

ایک کی آنکھوں میں شکوہ تھا شکایت تھی دکھ تھا تکلیف تھی۔۔۔ جبکہ مقابل کی آنکھوں میں صرف ویرانی تھی۔۔۔

تم نے بھائی سے شادی کے لئے ہاں کیوں کی؟؟ تم جانتی تھی نہ کہ میں محبت کرتا ہوں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں تم سے۔۔۔ پھر کیوں بھائی کو ہمارے درمیان لا رہی ہو؟؟؟ ابھی جا کر سب کو منع کرو کیونکہ تم صرف اذہان گردیزی کی ہو؟؟؟

اذہان کی بھوری آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو چکی تھیں شاید ضبط کے آخری مراحل تھے۔۔۔

عفاف نے جواب میں لب سی لیے اور اپنا سر نفی میں ہلایا۔۔۔ اذہان نے غصے سے اسے دیکھا اور چار قدموں کا فاصلہ طے کرتے اس تک پہنچا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو موڑ اس کی کمر کے ساتھ لگا کر اسے اپنے قریب کیا اتنا قریب کہ اس کی پیشانی اذہان کے سینے سے لگ گئی تھی۔۔۔

تم ہر صورت انکار کرو گی عفاف گردیزی ورنہ میں تمہیں کسی بھی طرح حاصل کر کے رہوں گا۔۔۔

اذہان نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔ عفاف نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

تو تم اپنی محبت کو اب سرعام رسوا کرو گے؟؟؟

اس کی بات پر اذہان کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔۔۔

تمہیں لگتا ہے میں اپنی محبت کو رسوا کروں گا میں۔۔۔

اذہان کے لہجے میں بے یقینی سے زیادہ دکھ تھا۔۔۔ اس کی بات پر عفاف نے نظریں چرائیں اور اس کی طرف سے رخ موڑ گئی۔۔۔۔

جن جذبوں کا اظہار آج تک میں نے خود سے نہیں کہا تھا وہ تمہیں سرعام رسوائی کیسے سونپ دیں گے۔۔۔

؟؟؟

عفی دیکھو مجھے سچ سچ بتاؤ بات کیا ہے؟؟ میں ہر مسئلہ حل کر لوں گا۔۔۔ لیکن پلیز مجھے سمجھو میں تمہیں اور بھائی کو ایک ساتھ سوچ بھی نہیں سکتا۔۔۔ پلیز انکار کر دو۔۔۔

اذہان کا لہجہ التجائے ہوئے تھا۔۔۔ جبکہ عفاف اس کو یوں ٹوٹے دیکھ کر خود بھی بکھر رہی تھی۔۔۔

پلیز اذہان جائو یہاں سے کیونکہ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔۔

عفاف کے آنسو اس کے لہجے کو بھی تر کر گئے تھے۔۔۔

عفی ادھر دیکھو۔۔۔ میں مر جائوں گا یا۔۔۔ پلیز سمجھو اس بات کو۔۔۔

کوئی کسی کے لئے نہیں مرتا۔۔۔ اور ویسے بھی کیا میں نے تم سے کبھی کہا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں یا تم سے شادی کروں گی؟؟؟ یہ صرف تمہارے خود ساختہ تصورات تھے۔۔۔ اب جب وہ حقیقت میں ناممکن ہیں تو سمجھو اس بات کو۔۔۔ ویسے بھی مجھے امید ہے جب تمہاری شادی ہو جائے گی تم بھول جائو گے کہ اپنی اس نادان محبت کو۔۔۔۔۔

میری محبت نادان ہے یا نہیں اب اس بات کا فیصلہ بھائی کریں گے۔۔۔ میں ان سے بات کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔ وہ اس رشتے سے انکار کر دیں گے۔۔۔۔۔

اذہان کی تکلیف آخری حدوں پر تھی۔۔۔۔۔

تم ایسا کچھ نہیں کرو گے اذی۔۔۔ تمہیں میری محبت کا واسطہ ہے۔۔۔۔۔

عفاف کے منہ سے اعتراف ہوا تو وہ بھی کس وقت جب وہ سب کچھ کھور ہاتھا۔۔۔۔۔

تم مجھ سے محبت کرتی ہو تو پھر کیوں کر رہی ہو ایسے؟؟؟ غنی پلیر نہیں کرو۔۔۔ اگر تمہیں کسی کی ناراضگی کا ڈر ہے تو میں سب کو منالوں گا۔۔۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔۔۔۔۔

اذہان۔۔۔۔۔

عفاف نے آگے بڑھ کر اس کے لبوں پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

اذہان نے ایک نظر اسے دیکھا اور ذور سے آنکھیں بند کر گیا۔۔۔ لیکن دائیں آنکھ سے ایک آنسو پھر بھی اس کے ہاتھ کی پشت پر گر گیا۔۔۔۔۔ عفاف تڑپ اٹھی اس کے آنسو دیکھ کر۔۔۔۔۔

میں واقعی مرجائوں گا غنی۔۔۔۔ مجھ سے میری سانسیں مت چھینوں۔۔۔۔ تمہیں ان کے ساتھ نہیں دیکھ سکوں گا۔۔۔ نہیں برداشت ہو گا مجھ سے۔۔۔ تمہیں ان کے قریب دیکھ کر۔۔۔ میری دھڑکنیں صرف تمہارا نام پکار رہی ہیں۔۔۔۔

اذہان بے بسی سے روتے ہوئے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔۔ جبکہ عفاف کے پاس اسے تسلی دینے کے لئے الفاظ بھی نہیں تھے۔۔۔۔ غم تو دونوں کا ایک ہی تھا۔۔۔ درد کی حدود میں گویا ضبط ہار گیا تھا۔۔۔ وہ نیچے بیٹھی اور دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھ کر اس کے آنسو اپنی انگلیوں سے صاف کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔۔ کیونکہ آنسو تو اس کی آنکھوں سے بھی بہہ رہے تھے۔۔۔۔

میں نہیں بھول سکتا تمہیں۔۔۔۔ اس لئے دعا کرو میرا دل مردہ ہو جائے۔۔۔ جس پر صرف تمہارا نام ہے۔۔۔۔ یہ تمہارے دل کو تسخیر کرنے بعد بھی خالی ہے۔۔۔۔ دعا کرنا کہ یہ بھی مر جائے۔۔۔۔ اذہان اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکا کر اپنے لئے زندہ لاش ہونے کی التجا کر رہا تھا۔۔۔۔

عفاف نے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اس کی پشت پر اپنے لرزتے لب رکھ دیئے۔۔۔ گویا زخموں کا مدا کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی گئی تھی۔۔۔۔ اذہان کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔۔۔۔ محبت کر لو گی ان سے؟؟؟

محبت سے محرم تک کا سفر مشکل ہوتا ہے لیکن محرم سے محبت کا سفر آسان ہوتا ہے۔۔۔ میں اللہ سے دعا کروں گی کہ محبت ناسہی لیکن ان کی وفادار ضرور کر دینا۔۔۔ شاید اسی وفاداری کے چلتے ان سے محبت ہو جائے۔۔۔۔

عفاف کی بات پر اذہان نے اپنا چہرہ پیچھے کیا اور بولا۔۔۔۔

فقط حاصل ہے یہ ہجر۔۔۔

لا حاصل تو تھی یہ قربتیں۔۔۔۔

تمہاری مسکراہٹ سے تو زندہ تھا۔۔۔۔

مار گئی مجھے یہ رنجشیں۔۔۔

د فنادیا ہے اپنے جذبوں کو۔۔۔

جنازہ پڑ لیا ہے چاہتوں کا۔۔۔۔

اس مخلصانہ دل کو۔۔۔۔۔

بھاری پڑ گئی ہیں یہ محبتیں۔۔

زندہ لاش بن کر رہنا ہو گا۔۔۔

دی ہیں اس بے وفانے یہ قسمیں۔۔۔۔

نبھائیں گے ایسے ان قسموں کو۔۔۔

جیسے ناپید تھی یہ چاہتیں۔۔۔۔۔

اذھان یہ بول کر وہاں سے اٹھا اور کمرے کا دروازہ کھول کر ایک آخری بار دیکھ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔ جبکہ

عفاف گھٹنوں میں سر دے کر زار و قطار رو دی تھی۔۔۔۔۔

.....حال

عفاف نیچے آئی تو ہاشم کو لاونچ میں کلثوم بیگم کے پاس بیٹھے دیکھا۔۔۔ اسے اپنا یہ چوبیس سالہ کزن بچپن سے ہی ناپسند تھا۔۔۔ کیونکہ ایک تو نالائق تھا دوسرا آوارہ گرد تیسرا حد سے زیادہ بگڑا ہوا۔ لیکن مروتا اسے سلام کرنا پڑتا تھا۔۔۔۔

اسلام و علیکم ہاشم۔۔۔ کیسے ہو تم؟؟؟

عفاف صوفے کے ساتھ کھڑی ہو کر مسکرا کر بولی۔۔۔ ہاشم جو کلثوم بیگم سے بات کر رہا تھا نے مسکرا کر عفاف کو دیکھا۔۔۔ اس کی مسکراہٹ عجیب تھی۔۔۔ عفاف کو کم از کم ایسا ہی لگا۔۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔ عفی آپ۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟؟؟

الحمد للہ میں بالکل ٹھیک تم سناؤ؟؟؟ انکل کیسے ہیں؟؟؟

وہ بھی ٹھیک ہیں۔۔۔ لیکن آپ مجھے کافی کمزور لگ رہی ہیں؟؟؟

ہاشم اسے سر سے لے کر پائوں تک دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ میں چائے لاتی ہوں تمہارے لئے۔۔۔۔

عفاف یہ بول کر جلدی سے کیچن میں چلی گئی۔۔۔ کیونکہ اسے ہاشم کی آنکھوں کا تاثر عجیب لگا تھا۔۔۔

ہاشم بار بار کیچن کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جہاں ابھی عفاف گئی تھی۔۔۔

نانی مجھے بھوک بھی بہت لگی ہے تو میں ذرا عفی آپ کو چائے کے ساتھ کچھ بنانے کا بول کر آتا ہوں۔

ہاشم یہ بول کر کیچن کی طرف چلا گیا جہاں عفاف چائے بنا رہی تھی۔۔ عفاف کی اس کی جانب پشت تھی۔۔ وہ اپنے دھیان میں چائے بنا رہی تھی جب ہاشم دبے قدموں سے اس تک پہنچا اور سرگوشیانہ انداز میں بولا۔۔۔۔

چائے کب تک بنے گی۔۔۔

عفاف جو چائے کپ میں ڈال رہی تھی اس کی آواز اتنے قریب سن کر ڈر گئی اور اس کے ہاتھ سے چائے چھلک کر دوسرے ہاتھ پر گر گئی۔۔۔

وہ سختی سے لب بھینچ گئی تھی۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟؟

عفاف پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔۔۔۔

آپ سے ملنے آیا تھا۔۔۔ نانی کی وجہ سے صحیح سے ملاقات نہیں ہو سکی اس لئے۔۔۔۔

ہاشم خباثت سے اپنی دائیں آنکھ دبا کر بولا۔۔۔۔

عفاف کو شدت سے گھر پر کلثوم بیگم کے ساتھ اکیلے ہونے کا احساس ہوا۔۔۔ صباحت اور نصرت بیگم محلے میں کسی کے گھر گئی تھیں۔۔۔ عارفہ بیگم غاشیہ کے ساتھ بازار گئی تھیں۔۔۔ حائم اور آتش سکول تھے۔۔۔ اور ادیان صبح ہی حائم اور آتش کو سکول چھوڑ کر اپنے دوستوں سے ملنے کے لئے گیا تھا۔۔۔۔

میں نے سوچا آپ اکیلے کیا کریں گی؟؟ میں آپ کے نازک ہاتھوں کو کچھ آرام دے آؤں۔۔۔۔

یہ بول کر ہاشم نے عفاف کے ہاتھ تھامنے چاہے تو عفاف جلدی سے پیچھے ہٹی اور بناتا خیر کئے کیچن سے باہر جانے لگی کیونکہ اسے ہاشم کی نیت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے وہ کیچن سے باہر جاتی ہاشم نے اس کا ایک بازو پکڑ اپنی طرف کھینچا اور دوسرا ہاتھ اس کے چیخ مارنے سے پہلے اس کے منہ پر رکھا۔۔۔۔۔

عفاف کی ڈر سے آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔ اس نے شدت سے کسی کے آنے کی دعا کی تھی۔۔۔۔۔ جانتی ہو۔۔۔ کتنی حسین ہو تم؟؟؟ پاگل کر رکھا ہے تم نے مجھے؟؟ کب سے اس موقع کی تلاش میں تھا۔۔۔ آج جب اماں نے بتایا کہ تم گھر پر اکیلی ہو تو رہا ہی نہیں گیا۔۔۔ سوچا کچھ پل تم سے ادھار لے لیے جائیں۔۔۔۔۔

ہاشم بولتے ہوئے اپنا چہرہ اس کے چہرے کے قریب کر رہا تھا جبکہ عفاف مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے خود کو چھڑانے کی کوشش کی تو شیلف پر پڑا شیشے کا گلاس نیچے گر گیا۔۔۔۔۔ ہاشم نے اسے گھورا اور دوسرے ہاتھ کو بھی کمر کے ساتھ باندھ کر اس پر جھکنے لگا جب کسی نے اسے کالر سے پکڑا اور کھینچ کر عفاف سے دور کر کے ایک مکا اس کے بائیں جبرے پر رسید کیا۔۔۔۔۔

عفاف لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی سامنے اذہان کو دیکھ کر اس نے شکر ادا کیا تھا۔۔۔ اذہان جو کل شام سے خود کو گھر والوں سے ملنے کے لئے دماغی طور پر تیار کر رہا تھا آج دوپہر کو ہمت کر کے گھر میں داخل ہوا اسے گھر میں خاموشی محسوس ہوئی۔۔۔ لائونج میں بھی کوئی نہیں تھا کلثوم بیگم بھی اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔ کیونکہ انہوں نے اپنی دوائی کھانی تھی۔۔۔۔۔ اذہان دو منٹ رک کر واپس جانے لگا جب اسے کیچن سے کچھ کرنے کی آواز آئی۔۔۔ آہستہ سے قدم اٹھاتے وہ کیچن تک آیا تو سامنے کا منظر دیکھ کر اس کا خون کھول گیا۔۔۔۔۔ وہ ہاشم کو مار رہا تھا جبکہ عفاف مسلسل رو رہی تھی۔۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری غفی کو چھونے کی بھی۔۔۔

اذہان کی دھاڑ پر عفاف کانپ کر رہ گئی تھی۔۔۔ جبکہ ہاشم کو مار مار کر اس نے نڈھال کر دیا تھا۔۔۔

اذہان۔۔ کیا کر رہے ہو چھوڑو میرے بچے کو۔۔۔

عارفہ بیگم ابھی بازار سے آئی تھیں اذہان کی آوازاں کے کانوں تک بھی پہنچ چکی تھی لیکن کیچن کا منظر دیکھ کر وہ بے ساختہ آگے بڑھیں۔۔۔ اور اذہان کا ہاتھ پکڑ کر اسے پیچھے کی طرف دھکیلا۔۔۔ اور خود ہاشم کے پاس بیٹھ گئیں۔۔۔ غاشیہ ساری صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اتنے میں صباحت اور نصرت بھی آگئیں۔۔۔ عفاف بھاگ کر نصرت بیگم کے گلے لگی اور رونا شروع کر دیا۔۔۔

سب صورتحال کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔ اذہان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ہاشم کو قتل کر دیتا

۔۔۔۔۔

نصرت بیگم عفاف کو لے کر باہر لاؤنچ میں آگئیں۔۔۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے تھے۔۔۔ اذہان نے غصے سے ہاشم کو دیکھا تھا جس کے چہرے پر جگہ جگہ سو جن ہو رہی تھی اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔۔۔۔۔

سب ابھی خاموش ہی تھے۔۔۔

جب احمد گردیزی کی آواز نے سب کو متوجہ کیا۔۔۔؟؟؟

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر داخل ہونے کی؟؟؟

احمد صاحب تو اذہان کو اپنے گھر میں دیکھ کر ہی غصے میں آگئے تھے۔۔۔ باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ تھے۔۔۔۔

میں اپنی بیوی اور بچوں کو لینے آیا ہوں۔۔۔

اذہان نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا۔۔۔۔

اس کی بات پر لائونج میں موجود جیسے ہر شخص پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔۔۔ جبکہ عفاف نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

احمد صاحب اس کے مقابل آئے اور ایک ذوردار تھپڑ اس کے بائیں گال پر مارا۔۔۔۔

میں میری بیٹی اور پوتی پوتے پر تم جیسے گھٹیا شخص کا سایہ برداشت نہ کروں اور تم انہیں ساتھ لے جانے کی بات کر رہے ہو۔۔۔ نکلو یہاں سے۔۔۔ مجھے تمہاری شکل نہیں دیکھنی۔۔۔

اذہان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔

مجھے آپ کو اپنی شکل دکھانے کا کوئی شوق نہیں ہے ابو۔۔۔ آپ میرے بیوی بچوں کو بس میرے ساتھ جانے دیں۔۔۔

اذہان کا جواب ان کو مزید غصہ دلارہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ بولتے عارفہ بیگم کی آواز لائونج میں گونجی۔۔۔۔

ارے دیکھو اس منہوس لڑکی کو۔۔۔ باپ بیٹے کے درمیان لڑائی کروا کر کیسے آرام سے بیٹھی ہے؟

ان کی بات پر اذہان کے ماتھے پر لاتعداد شکنوں کا جال بنا اور وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی آواز کو بلند ہونے سے روک نہ سکا۔۔۔۔

بس پھپھو۔۔۔ میری بیوی کے خلاف میں ایک لفظ برداشت نہیں کروں گا۔۔۔ اور میری بیوی پر انگلی اٹھانے سے پہلے ذرا اپنی اولاد پر بھی توجہ دیں جو آج گھٹیا پن کی ساری حدیں پار کر گیا ہے۔۔۔۔۔
اذھان کی بات پر ہاشم جلدی سے معصومیت کا لبادہ اوڑھتے ہوئے عارفہ بیگم کے سامنے آنسو بہانے لگا۔۔۔۔

امی۔۔۔

میں تو کیچن سے پانی پینے گیا تھا۔۔۔ جیسے ہی پانی پہنے لگا علی آپ نے مجھے پیچھے سے گلے لگا لیا۔۔۔۔۔ اور مجھ سے بولیں کہ۔۔۔۔۔

بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ ہاشم۔۔۔ میں جان سے مار دوں گا تمہیں۔۔۔۔

اذھان اس کی طرف غصے سے بڑھا تھا جب احمد صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔ عفاف پر تو گویا مرگ کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ کیسے دفاع کر پائے گی اپنے کردار کا۔۔۔۔۔
نصرت اور صباحت نے شاک کی کیفیت میں ہاشم کو دیکھا جبکہ عارفہ بیگم نے حقارت سے عفاف کو دیکھا۔۔۔۔۔

ارے میاں۔۔۔ ہیر و گری تم ڈرامے میں کرنا۔۔۔ میرا بیٹا جھوٹ نہیں بولتا۔۔۔ ارے اس کی عمر دیکھو اور اپنی بے لگام بیوی کی دیکھو۔۔۔ مر رہی ہو گی کسی مرد کو اپنے جال میں پھنسانے کے کئے۔۔۔ تمہاری بیوی تو ہے ہی بد کردار۔۔۔ ہر روز تو تمہارے بھائی کے سامنے گھومنے نکلی ہوتی ہے۔۔۔ اور پتہ نہیں دونوں کیا گل کھلا کر واپس آتے ہیں۔۔۔۔

عارفہ بیگم اپنے اندر کا زہر نکال رہی تھیں جبکہ عفاف کو اپنے دل کہ دھڑکن ساکت ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ شدت سے آج اس نے موت کی دعا مانگی تھی۔۔۔ جبکہ ادیان جو حاتم اور آتش کو سکول سے واپس لے کر آیا تھا عارفہ بیگم کے الزام پر غصے میں آگیا۔۔۔

معاف کیجیے گا پھپھو۔۔۔ لیکن میری بہن کے کردار کی گواہی ہمارے گھر کا کوئی بھی فرد آپکو نہیں دے گا۔۔۔ اور میری بہن کے خلاف بولنے والی آپ ہوتی کون ہیں۔۔۔؟؟؟
حاتم اور آتش تو اپنی ماں کو دیکھ رہے تھے جو مسلسل رو رہی تھی۔۔۔

لوجی ایک کم تھا جو دوسرا بھی آگیا۔۔۔ بھی یہ بہن بہن کے راگ نہ الا پو تم۔۔۔ جیسے میں جانتی نہیں ہوں۔۔۔ کل شام تم دونوں گھر میں سے کسی کو بغیر بتائے باہر گئے تھے یا نہیں۔۔۔؟؟؟
عارفہ بیگم کی بات پر ادیان چپ ہو گیا جبکہ اذہان نے عارفہ بیگم کو گھورا۔۔۔

اگر وہ سچ بتا دیتا تو احمد صاحب کا اعتبار اٹھ جاتا عفاف پر سے کہ وہ بغیر بتائے اذہان سے ملتی ہے اور اگر نابھتا تو اپنی بیوی کے کردار پر باتیں سنتا۔۔۔

دونوں کل شام میرے گھر آئے تھے۔۔۔ کیونکہ مجھے اپنے بچوں سے ملنا تھا اس لئے میں نے عفاف کو مجبور کیا تھا مجھ سے ملنے کے لئے۔۔۔ اور رہی بات عادی کے ساتھ باہر جانے کی تو بھائی ہے وہ اسکا ہزار دفعہ جا سکتی ہے۔۔۔ اس کے باپ اور شوہر کوئی اعتراض نہیں تو آپ تو کسی گنتی میں ہی نہیں ہیں۔۔۔
اذہان کی بات پر احمد صاحب نے ایک نظر عفاف کو دیکھا جو جھکے سر کو مزید جھکا گئی تھی۔۔۔
اور پھر اذہان کو جو سرخ آنکھوں سے ہی ہاشم کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔۔۔

عارفہ میں نہیں چاہتا کہ اس گھر میں مزید بد مزگی ہو اس لئے بہتر ہے تم ہاشم اور غاشیہ کو لے کر یہاں سے چلی جاؤ اور رہی میری بیٹی کی بات تو مجھے اس کے کردار پر یقین ہے۔۔۔ وہ حامد گردیزی کی بیٹی اور احمد گردیزی کی بہو ہے۔۔۔ اسے اپنے کردار کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

احمد صاحب یہ بول کر عفاف کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ گویا شفقت کا احساس دلایا گیا تھا۔۔۔

بڑے ابو۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ ہاشم جھوٹ بول رہا۔۔۔۔۔

عفاف روتے ہوئے بول رہی تھی جب اس کے سر میں درد کی ایک لہر اٹھی اور وہ اپنا سر تھامتے ہوئے نصرت بیگم کی گود میں بے ہوش ہو گئی۔۔۔

عفی۔۔۔۔

سب گھر والوں نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔ اذہان نے آگے بڑھ کر اس کا گال تھپتھپایا۔۔۔ لیکن وہ ہوش حواس میں کہاں تھی۔۔۔ اس کی نبض چیک کی تو وہ بہت ہی آہستہ چل رہی تھی۔۔۔ اذہان نے بنا کسی کی طرف دیکھے اسے گود میں اٹھایا اور باہر کی جانب بھاگا۔۔۔

اگر اسے کچھ ہوا تو یاد رکھیے گا میں آپ کے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا۔۔۔

جاتے ہوئے وہ عارفہ بیگم کو دھمکی دینا نہیں بھولا تھا۔۔۔

آنش اور حائم دونوں نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔۔ غاشیہ ان کی طرف بڑھنے لگی تو اذہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے دھکا دے کر پیچھے ہٹایا تھا۔۔۔

دور رہو۔۔۔

دونوں بچوں کو لے کر وہ عفاف کے کمرے کی طرف چلا گیا تھا جبکہ احمد صاحب نصرت اور صباحت کے ساتھ اذہان کے پیچھے گئے تھے۔۔۔ ہاشم موقع دیکھ کر وہاں سے باہر کی جانب چلا گیا جبکہ عارفہ بیگم سکتے میں بیٹھی تھیں کیونکہ زندگی میں پہلی دفعہ احمد صاحب نے انہیں گھر سے جانے کو کہا تھا۔۔۔ غاشیہ روتے ہوئے لائونج سے کچن میں چلی گئی تھی۔۔۔

حائم اور آتش دونوں رو رہے تھے۔۔۔ ادیان انہیں چپ کروا کر واکر ہالکاں ہو گیا تھا۔۔۔ وہ دونوں اس وقت عفاف کے پاس جانے کی ضد کر رہے تھے۔۔۔۔۔

آتش حائم دیکھو ماما ابھی آ جاتی ہیں۔۔۔

ادیان نے نرمی سے دونوں کو گود میں بٹھا کر پچکارنے کی کوشش کی۔۔۔

نہیں مجھے ماما پاس ہی جانا ہے۔۔۔

حائم ضد کر کے گود سے اتر گیا۔۔۔ اس کی کالی آنکھوں میں اس وقت صرف آنسو تھے۔۔۔

حائم پاپالے کر گئے ہیں ماما کو۔۔۔ اب دیکھنا ماما بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔ اور پہلے کی طرح سائل بھی کریں گی۔۔۔

آتش نے گود سے اتر کر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کئے جبکہ حاتم اسے حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ادیان مسکرایا تھا کیونکہ عفاف اس دن اذہان کے گھر سے واپسی پر اسے سب بتا چکی تھی۔۔۔۔۔

پاپا۔۔۔ کہاں ہیں۔۔۔ میں نے تو نہیں دیکھے۔۔۔ ویسے بھی ماما کہتی ہیں کہ وہ اتنی دور چلے گئے جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا۔۔۔۔۔

حاتم اپنی کالی آنکھوں کو مزید چھوٹا کرتے ہوئے آتش کو گھورنے لگا۔۔۔۔۔

آتش نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔۔۔

میں نے ماما سے پراس کیا تھا کسی کو نہیں بتائوں گی۔۔۔۔۔

آتش کی اس حرکت پر ادیان بھی مسکرا دیا تھا۔۔۔۔۔

حاتم نے منہ کھولے ادیان کو دیکھا۔۔۔۔۔

میرے پاپا واپس آگئے عادی چاچو۔۔۔۔۔؟؟؟

حاتم کی خوشی اور حیرانگی سے بھرپور آواز کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔۔

ادیان نے اپنا سر اثبات میں ہلایا تو وہ بھاگتے ہوئے عادی کے گلے لگ گیا۔۔۔۔۔

آتش بھی ادیان کے پاس بلانے کے اشارے پر اس کی گود میں بیٹھ گئی۔۔۔ حاتم بائیں جبکہ آتش دائیں طرف بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

ہم نے انہیں بہت مس کیا عادی چاچو۔۔۔ اب وہ کبھی واپس نہیں جائیں گے نا؟؟؟ اور میں اس عمر (حائم کا کلاس فیلو) کو بھی بتائوں گا کہ میرے پاپا واپس آ گئے ہیں۔۔۔۔۔

ضرور چاچو کی جان۔۔۔ لیکن ابھی یونیفارم بدلو اور اچھے بچوں کہ طرح نیچے آؤ۔۔۔ پھر ہم تینوں مل کر پیزا کھائیں گے۔۔۔

ادیان کی بات پر دونوں خوش ہوتے ہوئے کمرے سے بھاگ کر نیچے کی طرف گئے تھے۔۔۔ کیونکہ آنش کے کپڑے نصرت جبکہ حائم کے ادیان کے کمرے میں تھے۔۔۔

بچے کتنی جلدی بہل جاتے ہیں نا؟؟؟ کاش میرا دل بھی بچہ ہوتا تو آج میں بھی سنبھل جاتا۔۔۔

ادیان نے سوچا اور تلخی سے مسکرا کر جیسے ہی پلٹا غاشیہ کو دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا پایا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟؟ تمہاری ماں نے کوئی کسر چھوڑی ہے جواب تم پوری کرنے آ گئی ہو؟؟؟

ادیان غصے سے غاشیہ کے جھکے سر کو دیکھ کر بولا۔۔۔

میں اپنا سامان لینے آئی تھی۔۔۔ ہم لوگ واپس جا رہے ہیں نا۔۔۔ اس لئے۔۔۔

غاشیہ نے سر جھکا کر اسے بتایا جیسے کسی جرم کا اعتراف کر رہی ہو۔۔۔

ادیان نے اس کے جھکے سر کو دیکھا اور آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے قریب آیا۔۔۔

اگر میری آپنی کو کچھ بھی ہوا تو یاد رکھنا۔۔۔ تمہاری ماں سمیت تمہاری زندگی جہنم بنا دوں گا۔۔۔

ادیان یہ بول کر وہاں سے چلا گیا جبکہ غاشیہ نم آنکھوں سے اپنا قصور ہی تلاش کرتی رہ گئی۔۔۔۔۔

اذہان عفاف کو ایک پرائیویٹ ہاسپٹل لے کر گیا تھا۔۔۔ اس وقت وہ آئی سی یو میں تھی اور اذہان کارواں رواں اس کے لئے دعا گو تھا۔۔۔ وہ باہر ہی بیچ پر بیٹھا تھا۔ آنکھیں خطرناک حد تک سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔ ابھی اسے آئی سی یو میں تھوڑا ہی وقت ہوا تھا جب احمد صاحب، صباحت اور نصرت بیگم کے ساتھ وہاں آئے۔۔۔ ادیان کو اس نے ہاسپٹل کا نام میسج کر دیا تھا اور بچوں کو تنہا چھوڑنے سے سختی سے منع کیا تھا۔۔۔ احمد صاحب اذہان کی گاڑی کا پیچھا کرتے ہوئے اس تک پہنچے تھے۔۔۔ اور ریسپشن سے معلومات حاصل کر کے وہ سیدھے اذہان کے پاس پہنچے تھے۔۔۔۔

صباحت بیگم نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے جھٹک دیا۔۔۔ گویا ناراضگی کا اظہار تھا۔۔۔۔

نصرت بیگم نے نم آنکھوں سے آئی سی یو کے دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔

ایک دوسرے کو تسلی دینے کے لئے الفاظ کسی کے پاس نہیں تھے۔۔۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر آئی سی یو سے باہر آیا۔۔۔

مسٹر اذہان۔۔۔

ڈاکٹر نے اذہان جو سر جھکائے دونوں ہاتھوں سے تھام کر زمین کو گھور رہا تھا اپنے نام کی آواز پر ڈاکٹر کی

جانب دیکھا اور جلدی سے ڈاکٹر تک پہنچا۔۔۔

ڈاکٹر میری وائف کیسی ہے؟؟؟

لہجے میں بے چینی اور پریشانی واضح تھی۔۔۔

دیکھیں مسٹر اذہان۔۔۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ مینٹلی شاید وہ کافی ڈسٹرب ہوئی ہیں جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو چکی تھیں۔ اور بی پی بھی کافی حد تک شوٹ کر گیا تھا جس کی وجہ سے ان کی پلس بھی سلو ہو گئی تھی۔۔۔ پندرہ منٹ پہلے ہی انہیں ہوش آیا ہے اور ہم نے انہیں کچھ ڈرپس اور انجیکشن لگائے ہیں۔۔۔ انشاء اللہ رات تک وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں جواب دیا۔۔۔

ڈاکٹر کیا میں اس سے مل سکتا ہوں؟؟؟

اذہان کی بے چینی پر ڈاکٹر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔۔۔

انہیں تھوڑی دیر تک روم میں شفٹ کیا جائے گا تب آپ مل لیجیے گا۔۔۔

ڈاکٹر یہ بول کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

تھینکس ڈاکٹر۔۔۔

اذہان آج دن میں پہلی بار مسکرایا تھا۔۔۔۔

کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اذہان سے بات کرنے کی۔۔۔۔۔۔

وہ بالکل ٹھیک ہے آپ لوگ گھر جاسکتے ہیں رات کو چھوڑ دوں گا اسے گھر۔۔۔

اذہان کسی سے بھی نظریں ملائے بغیر بولا۔۔۔

اتنے ناراض ہو مجھ سے میرا چہرہ بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔؟؟؟؟

صباحت بیگم کے لہجے کی نرمی اذہان کو ایک پل میں موم کر گئی تھی۔۔ بھلا ماں کے آنسو کو نسا بیٹا برداشت کر سکتا ہے۔۔۔۔

اذہان نے ان کی طرف دیکھا اور انہیں گلے لگایا۔۔۔

صباحت بیگم کے آنسو اذہان کی شرٹ میں جذب ہو رہے تھے۔۔ جبکہ اذہان کے پاس تسلی کے لئے الفاظ ہی نہیں تھے۔۔۔

امی چپ کر جائیں۔۔۔ پلیز۔۔۔ تکلیف ہو رہی ہے مجھے اس طرح آپ کو دیکھ کر۔۔۔

اذہان نے ان کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

اپنی ماں سے ناراضگی ختم کر دو اذی۔۔۔ گھر واپس آ جائو۔۔۔

صباحت بیگم کی بات پر وہ بے ساختہ پیچھے ہٹا تھا۔۔۔

مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ آپ لوگ پلیز گھر جائیں۔۔۔

اذہان رخ موڑ گیا تھا۔۔۔

احمد صاحب نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔ جو بچوں کی طرح ناراض ہو رہا تھا۔۔۔

میں اپنی بیٹی کو لئے بغیر یہاں سے نہیں جائوں گا۔۔۔

احمد صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

وہ میری بیوی اور میرے بچوں کی ماں ہے۔۔۔ آپ سے زیادہ حق ہے میرا اس پر۔۔۔ اب آپ لوگ پلیز

جائیں۔۔۔

اذھان اپنے باپ کو دیکھ کر بولا۔۔۔۔

مجھے میری بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی چاہیے اذی۔۔۔ پلینز گھر واپس آ جاؤ۔۔۔

نصرت بیگم نے اس کے بائیں رخسار پر ہاتھ رکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا۔۔۔ جیسے امید تھی وہ مان جائے گا۔۔۔۔

چھوٹی امی یہ باتیں ہم گھر جا کر کریں گے ابھی نہیں۔۔۔ آپ لوگ گھر جائیں۔۔۔ میں رات تک لے آؤں گا عفی کو۔۔۔۔

تو اس بار بھی وہ بات ٹال رہا تھا۔۔۔

تینوں نے اسے بے بسی سے دیکھا اور وہاں سے گھر کے لئے واپس چلے گئے۔۔۔۔۔

اذھان نے سپاٹ چہرے سے ان تینوں کو جاتے دیکھا تھا۔۔۔۔

تقریباً دس منٹ ہوئے تھے اسے روم میں شفٹ ہوئے۔۔۔ کچھ ڈریس کی وجہ سے وہ ابھی تک یہاں تھی۔۔۔

وہ اب مکمل ہوش میں تھی۔۔۔ روم میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ اس کا دماغ عارفہ بیگم کی باتیں سوچ سوچ کر پھٹ رہا تھا۔۔۔ اذھان نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔۔۔ سامنے لیٹی دشمن جان سوچوں میں غرق تھی۔۔۔ وہ تو اس کا اندر آنا محسوس ہی نہ کر سکی۔۔۔ معلوم تو اسے تب ہوا جب وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

اس نے چونک کر اذہان کو دیکھا۔۔۔ اس کی بھوری آنکھوں میں سرخی تھی۔۔۔ بال پیشانی پر بکھر کر رہ گئے تھے۔۔۔ وائیٹ شرٹ کے کف کھول کر کہنی تک موڑا گئے تھے۔ عنابی لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔۔۔

کیسی ہو؟؟؟

اذہان نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑا جس پر نیڈل لگی ہوئی تھی۔۔۔
زندہ ہوں۔۔۔۔۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی خود کو تلخ ہونے سے روک نہ سکی۔۔۔۔

میں ڈرتا ہوں تمہیں کھونے سے غفی۔۔۔۔ اور یہ ڈر جان لیوا ہے۔۔۔۔

وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو آہستہ سے انگوٹھے سے سہلار ہاتھا۔۔۔۔

عفاف کی آنکھوں میں آنسو نمی بن کر چمکے تھے۔۔۔۔

لیکن تم مجھے آٹھ سال پہلے ہی کھو چکے ہو۔۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی شکوہ لبوں سے نکلا تھا۔۔۔۔

معافی مانگنا چاہتا ہوں لیکن الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو چکا ہے۔۔۔ وہ احساسات جو مجھے تمہارا مجرم بنا گئے ہیں وہ اب

ناپید ہو چکے ہیں۔۔۔۔

میری تم سے دوری مجھے شرمندگی کے گہرے کنویں میں دھکیل دیتی ہے۔۔۔ اور اس سب کا قصور وار صرف میں ہوں۔۔۔ میں تو اتنا بد نصیب ہوں کہ آج تک اپنے بچوں کو اپنی آغوش میں لے کر انہیں محسوس نہیں کر سکا۔۔۔

آنسو گالوں سے پھسل کر فرش پر گر رہے تھے۔۔۔

اگر وہ گنہگار تھا تو خطا کار تو وہ بھی تھی۔۔۔ اگر اس نے اسے چھوڑا تھا تو بدلے میں اس نے بھی اس کے بچوں کو اس سے دور رکھا تھا۔۔۔ پھر معافی وہ تنہا کیوں مانگ رہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ عفاف گردیزی کو کسی صورت جھکنے نہیں دے سکتا تھا۔ وہ اس کی محبت نہیں تھی۔ اس کا عشق بن چکی تھی۔ وہ کیسے اسے خود کے سامنے ہارنے دیتا۔۔۔۔۔

عفاف نے دوسرے ہاتھ سے اس کا بازو پکڑا۔۔۔

اذی۔۔۔

ایک عرصے بعد محبت بھرے لہجے میں پکارا گیا تھا۔۔۔ اس پکار کو سننے کے لئے کتنا ترسا تھا وہ۔۔۔ اذہان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا نم آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔۔۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔ بھیگی پلکوں پر ٹھہرے آنسو موتیوں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔۔۔ وہ بے خود ہو کر آگے بڑھا اور اپنی انگلی کی پور سے ان موتیوں کو چنا تھا۔۔۔

یہ دھوپ چھائوں سا منظر واقعی جان لیوا ہے۔۔۔

وہ جھکا تھا اور اس کی پیشانی پر اپنے لرزتے لب رکھ کر اسے پرسکون کر گیا تھا۔۔۔ عفاف کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔۔۔ چہرے پر سرخی چھا گئی تھی۔۔۔ پلکیں لرزنے لگی تھیں۔۔۔ دل کی دھڑکن نئے سروں پر رقص کرنے لگی تھی۔۔۔

اذہان پیچھے ہٹا اور مسکرا کر رہ گیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اس کے جذبوں کو بے لگام کر رہی تھی۔۔۔ وہ مسکرا کر اٹھ گیا تھا۔۔۔ کیونکہ مزید وہ کوئی گستاخی کرنے سے خود کو روکے رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ ابھی وہ عفاف کے یقین کو جیتنا چاہتا تھا۔۔۔

تم آرام کرو میں ایک کال کر کے آتا ہوں۔۔۔

اذہان یہ بول کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔ جبکہ عفاف نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ ایک طویل انتظار کے بعد آج اسے منزل قریب لگی تھی۔۔۔

.....ماضی

سب گھر والے رات کا کھانا کھا رہے تھے جب کلثوم بیگم نے سب کو متوجہ کیا۔۔۔

مجھے سب گھر والوں کو کچھ بتانا ہے۔۔۔

عفاف کے گلے میں یک دم آنسوؤں کا گولا بنا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی کلثوم بیگم کیا سب کو بتانے جا رہی ہیں۔۔۔ اذہان نے پانی کے گلاس پر گرفت مضبوط کی۔۔۔

میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آیان کی شادی عفاف سے کر دی جائے۔۔۔ آیان اور عفاف دونوں ہی اس سلسلے میں اپنی رضامندی دے چکے ہیں۔۔۔ اور چونکہ آیان صرف اسی ہفتے تک یہاں ہے تو میں چاہتی ہوں اسی جمعے کو دونوں کا نکاح کر دیا جائے۔۔۔۔۔

سب گھروالوں کے چہروں پر خوشی تھی۔۔۔ سوائے اذہان اور عفاف کے۔۔۔

اذہان نے ایک نظر عفاف کو دیکھا جو بالکل ساکت بیٹھی سر جھکا گئی تھی۔۔۔

احمد صاحب نے اپنی جگہ سے اٹھ کر عفاف کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

سدا خوش رہو۔۔۔ اللہ تم دونوں کے نصیب اچھے کرے۔۔۔ آمین۔۔۔

یہ بول کر وہ آیان سے بغلیں ہوئے جو خوشی سے پھولے نہیں سمارہا تھا۔۔۔

خیال رکھنا ہے میری بیٹی کا آیان۔۔۔ ذرا سی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔۔

احمد ایک باپ کی طرح تنبیہ کرنا نہیں بھولے تھے۔۔۔

جی ابو۔۔۔

وہ عفاف کے جھکے سر کو دیکھ کر فرمانبرداری سے بولا۔۔۔

کلثوم بیگم نے دونوں کو خوش رہنے کی دعا دی اور اپنے کمرے میں چلی گئیں۔۔۔ صباحت اور نصرت نے بھی

دونوں کو مبارکباد دی اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔۔۔ احمد صاحب بھی گھر سے باہر چہل قدمی کے

لئے نکل گئے۔۔۔

مبارک ہو بھائی۔۔۔

ادیان نے مسکرا کر اپنے بڑے بھائی کو مبارک دی اور پھر عفاف کی طرف مڑا۔۔۔

عفیٰ آپ۔۔ مبارک ہو۔۔ بھئی ایک فوجی کو شادی جیسی قربانی دینے کے لئے تیار کر لیا آپ نے۔۔۔

ادیان نے شرارت سے کہا۔۔ عفاف بمشکل مسکرائی تھی۔۔۔

اذی بھائی آپ نے مبارکباد نہیں دی بھائی اور آپ کو؟؟؟

ادیان اذہان کی طرف مڑا جو سرخ آنکھوں کو زمین پر گاڑھے کھڑا تھا۔۔۔ ادیان کی بات پر اس نے سر اٹھایا اور بمشکل مسکرا کر آیان کی طرف مڑا۔۔۔

مبارک ہو بھائی۔۔۔

یہ بول کر وہ آیان کے گلے لگ گیا تھا جبکہ آیان کو اس کی مسکراہٹ نقلی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اذی تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟؟؟

آیان کی بات پر عفاف نے اسے دیکھا جو بھوری آنکھوں کی سرخی پر چاہ کر بھی پردہ نا ڈال سکا۔۔۔

بھائی وہ ہلکا سا سر درد ہے۔۔ ابھی ڈیسپرین لیتا ہوں آرام آجائے گا۔۔

اذہان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

اچھا۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ اور۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتا اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔۔۔۔

میں آتا ہوں۔۔۔

آیان یہ بول کر وہاں سے چلا گیا جبکہ ادیان لائونج میں ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔

مبارک ہو۔۔۔

اذہان کی آواز پر عفاف نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

وہ جواب میں کچھ نہیں بولی۔۔۔

کم از کم بندہ خیر مبارک ہی بول دیتا ہے۔۔۔

اذہان زخمی سا مسکرایا تھا۔۔۔

عفاف نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو کیوں دے رہے ہو خود کو اذیت؟؟؟

خیر مبارک۔۔۔

عفاف یہ بول کر وہاں سے جانے لگی جب اذہان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔ عفاف جلدی سے واپس

مڑی۔۔۔

تم سے محبت کرنے۔۔۔

کا خطا کار ہوں۔۔۔

اپنے پاک جذبوں کو۔۔۔

تم پر لوٹانے کا سزاوار ہوں۔۔۔

کیا اتنی ہی سزا کافی نہیں؟؟

یا اب میں تمہارا گنہگار ہوں۔۔۔

کبخت دل کو سمجھا رہا ہوں۔۔۔

!!!! لیکن وہ کہتا ہے

میں تو اب بھی تمہارا طلبگار ہوں۔۔۔

اذہان سرگوشی نما آواز میں یہ بول کر اسے وہاں چھوڑ گیا تھا۔۔۔

ادیان جو بظاہر ٹی وی کی طرف متوجہ تھا چونک گیا تھا ان دونوں کو ایسے دیکھ کر۔۔۔

کیا اذی بھائی عفی آپ کو پسند کرتے ہیں؟؟؟

ادیان نے سوچا۔۔۔ اور پھر اپنی ہی سوچ پر لعنت بھیج کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گیا۔۔۔ جبکہ عفاف روتے

ہوئے سڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔۔

دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر منہ پر ہاتھ رکھے وہ رو رہی تھی۔۔۔

خدا راہ اذہان مت کرو خود میرے لئے برباد۔۔۔ میں چاہ کر بھی تمہیں چاہ نہیں سکتی۔۔۔ مجھے معاف

کر دو۔۔۔ محبت میں یہی تو برائی ہے جب شدت اختیار کرتی ہے تو جدائی امتحان لینے پہنچ جاتی ہے۔۔۔۔

اذہان جائے نماز پر بیٹھا رو رہا تھا۔۔۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ وہ کیا مانگے؟؟؟

عفاف کو مانگتا تو شاید اس گھر کی خوشیاں ختم کر دیتا۔ اس لئے وہ اپنے لئے سکون مانگ رہا تھا۔۔۔ اپنے ٹوٹے

وجود کو سمیٹنے کی دعا مانگ رہا تھا۔۔۔ وہ سمیٹ لیتا ہے لیکن انسان کو وقت دیتا ہے یہ سمجھنے کے لئے کہ دیکھو

انسان کی محبت سچی ہے یا خدا کی۔۔۔ اور بے شک خدا کی محبت کا کوئی ثانی نہیں۔۔۔۔۔ وہ تو ستر مانوں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔۔۔ وہ جانتا ہے ہمارے لئے کیا بہتر ہے۔۔۔ وہ بندے کو صبر کا مفہوم سکھا دیتا ہے۔۔۔ اور صبر یہ نہیں ہوتا کہ خدا سے شکوہ کرتے جائو اور بولو کہ صبر کیا ہے بلکہ صبر تو یہ ہے کہ انسان سب سے قیمتی چیز کے دور ہونے پر بھی اس ذات سے شکوہ نہ کرے۔۔۔

وہ آدھے گھنٹے بعد اٹھا تھا۔۔۔ جائے نماز کو اس کی جگہ پر رکھ کر وہ واش روم کی طرف چلا گیا۔۔۔ وہ منہ دھو کر باہر آیا تو اپنے کمرے کے بیڈ پر آیان کو لیٹے دیکھا۔۔۔۔۔

ایک زخمی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی تھی۔۔۔

بھائی آپ یہاں اس وقت؟؟؟ خیریت ہے نا؟؟؟

وہ بیڈ پر بائیں سائیڈ پر لیٹ کر پوچھنے لگا۔۔۔

آیان جو کہ دائیں سائیڈ پر لیٹا تھا۔۔۔ اس کی جانب مڑا۔۔۔

تمہارا سر درد کیسا ہے؟؟؟

آیان کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بھائی۔۔۔ ابھی سو جائوں گا تو جو تھکاوٹ ہے وہ بھی اتر جائے گی۔۔۔۔۔

اذہان نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔۔۔

اذی تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو کیا؟؟؟

آیان نے اس کے نظریں چرانے پر چوٹ کی۔۔۔۔۔

نہیں۔۔ بھائی میں آپ سے کیا چھپائوں گا۔ ہاں۔۔ بس زلٹ کی ٹینشن ہے۔۔۔۔
 اذہان کے جواب پر آیان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔
 مجھے یقین نہیں آرہا ہمارے گھر کا سب سے لائق بچہ ڈر رہا ہے بی اے کے زلٹ سے؟؟؟
 انسان ہوں بھائی۔۔۔ ڈر سکتا ہوں۔۔۔ ہو سکتا ہے جو چیز پہلے نہ ہوئی ہو وہ اب ہو جائے۔۔۔۔
 اذہان کی بات پر آیان کے چہرے پر موجود مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔۔
 میں جانتا ہوں میرا بھائی اس بار بھی فرسٹ ڈویژن سے پاس ہو گا۔۔۔
 اس لئے کسی چیز ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ اور اگر کوئی اور بات ہے تو تم مجھے بتا سکتے ہو۔۔۔۔
 آیان نے مسکرا کر اس کے بائیں بازو پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا۔۔۔
 اذہان کا دل چیخنے لگا تھا کہ آیان کو اپنے دل کا حال بتا دے لیکن دماغ سرزنش کر رہا تھا۔۔۔
 دل و دماغ کی جنگ میں دماغ جیت گیا تھا۔۔۔
 نہیں بھائی کچھ نہیں۔۔۔
 اذہان بمشکل مسکرا کر کروٹ بدل گیا۔۔۔ آیان نے سنجیدگی سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔۔۔
 بھائی ایک بات پوچھوں؟؟؟
 ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے جب اذہان کی آواز کمرے کی خاموشی کو توڑنے کا سبب بنی تھی۔۔۔۔
 ہاں پوچھو۔۔۔۔

آیان نے مسکرا کر اسے اجازت دی۔۔۔

عفی سے محبت کرتے ہیں آپ؟؟؟

اذہان کے الفاظ آیان کے لبوں پر مسکراہٹ لے آئے تھے۔۔۔ جبکہ اذہان سوچ رہا تھا کہ اگر آیان کا جواب نہ میں ہوا تو وہ اسے سب کچھ بتا دے گا۔۔۔

ہاں۔۔۔ بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔۔۔ معلوم نہیں کب سے؟؟ اس کی باتیں اس کی مسکراہٹ اس کی آنکھوں کی چمک دیوانہ کر گئی ہے مجھے۔۔۔

آیان کے الفاظ اذہان کے دل پر نشتر برسا رہے تھے۔۔۔ اس نے دائیں ہاتھ سے مضبوطی سے سرہانے کو تھام لیا تھا۔۔۔ مطلب وہ محبت کی جنگ ہار گیا تھا۔۔۔
اسے خوش رکھیے گا۔۔۔

اذہان یہ بول کر کروٹ بدل گیا جبکہ آیان نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔

محبت عورت کرے تو وفا کی ساری حدیں پار کر دیتی ہے لیکن جب یہی محبت کوئی مرد کرتا ہے تو اسے مقابل کی بے اعتنائی ہی مار دیتی ہے۔۔۔ عورتوں کا دل نرم ہوتا ہے۔۔۔ وہ اپنے محرم سے محبت آسانی سے کر لیتی ہیں۔۔۔ لیکن مردوں کی محبت آخر تک ہوتی ہے۔۔۔ بشرطیکہ وہ محبت ہو۔۔۔۔۔ ناکہ صرف ضرورت۔۔۔۔۔

.....حال

اذہان عفاف کا ہاتھ تھامے گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی لائونج میں سب موجود تھے۔ عارفہ بیگم غاشیہ کو لے کر واپس جا چکی تھیں۔۔۔ آنش اور حاتم بھاگ کر عفاف کے پاس پہنچ کر اس کے ساتھ لیٹ گئے۔۔۔ گھر کے سب افراد مسکرا دیئے۔۔۔ اذہان کی آنکھیں پل میں نم ہوئی تھیں۔۔۔ بظاہر وہ مسکرا رہا تھا لیکن آنکھوں میں نمی چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔۔۔

ماما۔۔۔ آپ ٹھیک ہیں نا؟؟؟

حاتم کے لہجے پر عفاف نے مسکرا کر اسے دیکھا اور جھک کر اس کے دونوں رخسار اپنے لبوں سے چھو لئے۔۔۔

ماما کی جان۔۔۔ ماما بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔

عفاف نے آنش اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔۔۔ اذہان وہیں کھڑا رہا۔۔۔ دادا ابو۔۔۔ ماما بالکل ٹھیک ہو گئی ہیں۔۔۔ اب آپ نے بالکل پریشان نہیں ہونا۔۔۔ اور اب بڑی دادی کو بھی ہم کچھ نہیں بتائیں گے۔۔۔ ہیں نا آن۔۔۔

حاتم مسکراتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی بات پر لائونج میں موجود سب لوگ مسکرا دیئے۔۔۔

شاید میں ان مسکراہٹوں کا حصہ کبھی نہ بن سکوں۔۔۔

اذہان نے سوچا اور وہاں سے جانے کے لئے مڑا۔۔۔

پاپا۔۔۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟؟؟

حائم اور آتش نے اذہان کو بیک وقت پکارا تھا۔۔۔ لاؤنج میں موجود ہر شخص مسکرایا تھا۔۔۔

اذہان نے پلٹ کر دونوں کو دیکھا جو اس کے پیچھے کھڑے تھے۔۔۔

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور ایک ہاتھ حائم کے دائیں جبکہ دوسرا ہاتھ آتش کے بائیں رخسار پر رکھ کر نم آنکھوں سے بولا۔۔۔

کیا بولا ابھی آپ نے؟؟؟

یہی کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟؟؟

آتش نے اپنی بھوری آنکھوں کو مٹکاتے ہوئے معصومیت سے بتایا۔۔

نہیں اس سے پہلے کیا بولا؟؟

اذہان مسکرا رہا تھا۔۔ اس کی خوشی اس کے چہرے سے واضح ہو رہی تھی۔۔۔

پاپا بولا ہے۔۔ ہم نے۔۔ اور آپ ہمارے پاپا ہی ہیں نا؟؟ عادی چاچو نے یہی بتایا تھا کہ آپ ہمارے پاپا ہیں۔۔۔

حائم نے ادیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اذہان کو بتایا۔۔

اذہان نے دونوں کو گلے لگا لیا۔۔ خوشی اور تشکر کے آنسو اس کی آنکھوں سے نکلے تھے۔۔ سب افراد نم آنکھوں سے مسکرا دیئے تھے۔۔ اذہان کی گرفت بچوں پر اتنی مضبوط تھی جیسے چھوڑے گا تو وہ پھر سے اس سے دور ہو جائیں گے۔۔۔

پاپا کی جان۔۔۔ ایم سوری۔۔۔

اذہان دونوں کے چہروں پر دیوانہ وار بوسہ دے رہا تھا۔۔۔ حاتم نے مدد طلب نظروں سے ادیان کو دیکھا۔۔ جسے کہہ رہا ہو چاچو پاپا تو ہمیں کھا جائیں گے۔۔۔

ادیان مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔۔

بھائی بچوں کو کھانے کا ارادہ ہے کیا؟؟؟

اذہان کی جذباتیت پر وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

اذہان مسکرا کر پیچھے ہوا۔۔۔ لیکن دل کر رہا تھا کہ بس اپنے بچوں کو اپنی آغوش میں ہی رکھے۔۔۔ پہلی دفعہ تو انہیں وہ محسوس کر رہا تھا۔۔۔

ماما۔۔۔ پاپا اب ہمارے ساتھ رہیں گے نا؟؟؟

آنش نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔۔۔

عفاف نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب اذہان بولا۔۔۔

نہیں بیٹا میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔۔۔ لیکن آئی پر امس کہ میں اپنے بچوں کے پاس روز آؤں گا۔۔۔ ان کو گھمانے بھی لے کر جائوں گا۔۔۔ ان کو کھلونے بھی دلاؤں گا۔۔۔ اور جو وہ بولیں گے میں انہیں لے کر دوں گا۔۔۔

اذہان کے جواب پر عفاف نے غصے سے اسے دیکھا اور وہاں سے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔ جبکہ صباحت بیگم نے خفگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اب تم ضد کر رہے ہو اذی۔۔۔

صباحت بیگم کی آواز پر اس نے انہیں دیکھا۔۔۔

میں کہاں ضد کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ بس جوابو کے الفاظ ہیں ان کی پاسداری کر رہا ہوں۔۔۔ گواہ ہیں آپ سب بھی۔۔۔

اذہان کے جواب پر احمد صاحب نے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا جس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

بھائی اب آپ زیادتی کر رہے ہیں غنی آپ کے ساتھ۔۔۔

ادیان بھی اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے جانا ہے۔۔۔ میرا گھر اور میرا کام میرا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔

وہ احمد صاحب کو دیکھ کر چلا گیا جبکہ دونوں بچے ان سب کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

ایک نمبر کا ڈھیٹ انسان ہے۔۔۔ لیکن میں اپنی بیٹی کو اس کے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔۔۔

احمد بھی یہ بول کر وہاں سے چلے گئے جبکہ صباحت بیگم نصرت بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔

ان دونوں باپ بیٹے کا کچھ نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ ضد کے پکے ہیں۔۔۔۔

صباحت بیگم نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔۔

حائم اور آنش نیچے لائونج بیٹھے ہوم ورک کر رہے تھے۔۔ اور ادیان پاس بیٹھا بار بار سڑھیوں کی طرف دیکھ

رہا تھا جہاں عفاف رات سے بند تھی۔۔۔ ناشتہ بھی نصرت بیگم نے اسے کمرے میں دیا تھا۔۔۔۔

یار غصہ ایک انسان پر ہے لیکن نکالنا تو سب پر فرض ہو جیسے ان پر۔۔۔

ادیان نے کڑھ کر سوچا۔۔۔

ادیان اپنی ہی سوچوں میں غرق تھا جب اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔۔۔

اس نے ٹیبل سے موبائل اٹھایا تو خالد کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔ جو اس نے اس دن اس سے لے کر سیو کیا تھا اور

اپنا بھی اسے دیا تھا۔۔۔

ادیان نے کال ریسیو کی اور بولا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔

و علیکم اسلام اپنی عفی آپ کو فون دو۔۔۔

جواب میں اذہان کی آواز سن کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔ اس نے کان سے موبائل ہٹا کر دیکھا تو خالد کا ہی

نمبر تھا۔۔۔ اچانک اسے شرارت سوچی۔۔۔

خالد تمہیں عفی آپ سے کیا کام ہے؟؟ اور کیوں دوں میں ان کو فون؟؟؟

عادی اس سے پہلے میں وہاں آکر تمہاری ٹانگیں توڑ دوں شرافت سے جا کر اسے فون دو۔۔۔

اذہان کے جواب پر ادیان نے بمشکل اپنا قہقہہ روکا۔۔۔ اور جان بوجھ کر موبائل کان سے دور کرتے ہوئے

بولا۔۔۔

چھوٹی امی۔۔۔ آپ نے کل رات سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔ آپ انہیں زبردستی کھانا کھلا دیتیں۔۔۔ جانتی ہیں

کل رات ہی ہاسپٹل سے واپس آئی ہیں۔۔۔

ادیان کی بات پر حائم اور آتش اسے دیکھنے لگے جبکہ اذہان کا تو مانو پارہ ہائی ہو گیا تھا ادیان کی بات سن کر
 --- اس نے غصے سے کال ڈراپ کر دی۔۔۔

ادیان نے موبائل دیکھا اور ہنسنے لگا۔۔

چلو بچوں جلدی سے ہوم ورک کرو پایا آنے لگے ہیں۔۔۔۔

ادیان یہ بول کر وہاں سے باہر چلا گیا کیونکہ یہ تو طے تھا کہ وہ اس کا موڈ نارمل ہونے تک گھر واپس نہیں
 آئے گا۔۔۔

خالد گاڑی نکالو یار۔۔۔۔

اذہان موبائل اس کو دے کر جلدی سے کمرے کی طرف بڑھا اور اپنا موبائل ہاتھ میں لئے اس کی طرف
 واپس آیا۔۔۔

چلو۔۔۔۔

سر آپ اس حلیے میں باہر جائیں گے؟؟؟

خالد نے اس کی بلیو شرٹ جس کے ہاف بازو تھے، گرے ٹرائوز جن کے نیچے چپل پہنی تھی اور بال بھی
 پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ خالد نے کبھی اس طرح اسے گھر سے باہر جاتے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اس
 لئے اس کی حیرانگی حد سے سوا تھی۔۔۔

بھابھی تمہاری کل رات سے بھوکی ہے۔۔۔ اگر مزید لیٹ ہو گیا تو شام تک بھوکی رہے گی اور میڈیسن بھی
 نہیں کھائے گی۔۔۔۔

اذہان کے چہرے پر اس وقت صرف پریشانی تھی۔۔۔ جسے خالد بغور دیکھ رہا تھا۔۔۔

اب جلدی چلو۔۔۔۔

اذہان خالد کی طرف دیکھ کر بولا تو وہ سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے ہی باہر نکل گیا۔۔۔۔

اذہان گاڑی سے نکل کر اندر کی جانب بڑھ گیا جبکہ خالد گاڑی میں ہی بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

اذہان گھر کے اندر داخل ہوا تو لائونج میں کوئی نہیں تھا۔۔۔ وہ سیڑھیوں کی طرف تیزی سے بڑھا اور عفاف کے کمرے کے دروازے کے آگے رک گیا۔۔۔

کتنے سالوں بعد وہ حق سے جا رہا تھا اس کمرے میں۔۔۔ اس نے دستک دینے کے لئے دروازے کو ہاتھ لگایا دروازہ تھوڑا سا اندر کی طرف چلا گیا۔۔۔ مطلب دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔

وہ آہستہ سے قدم اٹھاتے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔ اندر کمرے میں اندھیرا تھا۔۔۔ کھڑکیوں پر پردے گرائے ہوئے تھے تاکہ باہر کی روشنی اندر نہ آ سکے۔۔۔ اس نے سب سے پہلے کمرے کے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر لائٹ آن کی۔۔۔ جیسے ہی نظر بیڈ کی طرف گئی۔۔۔ وہ مہسوت ہو گیا تھا۔۔۔

عفاف بائیں طرف سرہانے پر سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔ کالی آنکھوں کو پلکوں کے پردوں سے چھپایا گیا تھا۔۔۔ گھنگریالے بال سرہانے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ ڈوپٹہ دوسرے سرہانے پر پڑا تھا اور گردن تک کمبل اوڑھے وہ اس کے جذبات کا امتحان لے رہی تھی۔۔۔ وہ بے خودی میں آگے بڑھا تھا۔۔۔ کچھ بال جو اس کے رخسار کو چھو رہے تھے۔۔۔ انہیں اس نے خفگی سے دیکھا تھا۔۔۔

جیسے ان کا چھونا پسند نہیں آیا تھا اذہان کو۔۔۔ وہ آہستہ سے اس کے اوپر جھکا اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے نرمی سے اس کے بال چہرے سے ہٹائے تھے۔۔۔ ایک مسکراہٹ نے لبوں پر ایک دم بسیرا کیا تھا۔۔۔ اس کی انگلیوں کی پوریں اس کے چہرے کے نقوش چھونے کے گستاخی بنا تردد کے کر رہی تھیں۔۔۔ عفاف نیند میں تھی۔۔۔ اچانک اپنے چہرے پر جانا پہچانا لمس محسوس کر کے وہ اپنی آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھی شخصیت کو دیکھنے لگی جو اس کے چہرے کو حفظ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

عفاف اٹھنا چاہتی تھی لیکن خود پر جھکے وجود کو دیکھ کر وہ یہ نہ کر سکی۔۔۔ اذہان کا ایک ہاتھ بیڈ پر تھا جبکہ دوسرا اس کے چہرے کو محسوس کرنے مصروف تھا۔۔۔

ت۔۔۔ تم۔۔۔ یہاں۔۔۔ کک۔ کیا کر رہے ہو۔۔۔

عفاف گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کی کالی آنکھیں اس کی انگلی کی حرکت پر آگے پیچھے ہو رہی تھیں اور یہ منظر اذہان گردیزی کے جذبات واضح طور پر اس کی آنکھوں میں عیاں کر گیا تھا۔۔۔ وہ جھکا تھا اور اپنے لبوں کو اس پلکوں پر باری باری رکھ کر اوپر ہوا۔۔۔ عفاف کی سانسیں اٹک گئی تھیں اذہان کی اس قدر قربت پر۔۔۔ پلکوں کی لرزش۔۔۔ لبوں کی کپکپاہٹ اور چہرے کی سرخی اس کی گھبراہٹ کو صاف ظاہر کر رہی تھیں۔۔۔۔

تم مجھے مجبور مت کیا کرو غفی۔۔۔ ورنہ جان تمہاری ہی مشکل میں آئے گی۔۔۔

اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے اس کے کان کی لو کو لبوں سے چھو کر مقابل کی جان گلے میں اٹکا گیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کی معنی خیز بات پر عفاف نے ذور سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔

پیچھے ہٹو چھپو رہے انسان۔۔۔

عفاف اپنی خفت مٹانے کے لئے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کر کے اٹھی اور جلدی سے اپنا ڈوپٹہ اوڑھنے لگی۔۔۔ لیکن اذہان نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

عفاف نے اسے گھورا تو وہ مسکرا دیا۔۔۔

تم نے کل رات سے کھانا کیوں نہیں کھایا؟؟؟

اذہان اس کے بائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑ کر اس پر اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے لکیریں کھینچنے لگا۔۔۔

تم سے کس نے کہا کہ میں نے کھانا نہیں کھایا؟؟؟ اور مجھے کونسے روگ لگے ہیں جو میں کھانا نہ کھاتی۔۔۔۔

عفاف نے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا تو مقابل کی گرفت مضبوط ہو گئی۔۔۔

تو کیا عادی مجھ سے جھوٹ بولے گا؟؟؟

اذہان نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

یہ تم عادی سے پوچھو۔۔۔ اب میری جان چھوڑو۔۔۔ خوا مخواہ آکر نیند خراب کر دی۔۔۔

عفاف دانت پیس کر بول رہی تھی جب اذہان نے مسکرا کر اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔۔

تم بولتے ہوئے بہت پیاری لگتی ہو۔۔۔ اور اس وقت تو میرا ضبط بالکل مت آزمانا۔۔۔ کیونکہ میں ہار جاؤں گا اور اگر میں ہار گیا تو۔۔۔

اس کی معنی خیز بات پر عفاف نے اس کی پیٹھ پر اپنے ناخن چبوائے۔۔۔

تم بہت بڑے لوفرانسان ہو۔۔۔

عفاف کی آواز میں بھی گھبراہٹ تھی۔۔۔

اذہان نے اسے خود سے الگ کیا تو وہ واقعی شرمناک تھی۔۔۔

بچے کہاں ہیں؟؟؟

اذہان نے خود ہی بات بدل دی کیونکہ وہ عفاف کو ذہنی طور پر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔ جیسے پہلے کر گیا تھا۔۔۔

مجھے نہیں معلوم۔۔۔

عفاف نظریں ملائے بغیر بولی۔۔۔

اذہان وہاں سے اٹھ گیا تھا کیونکہ عفاف باقاعدہ کانپ رہی تھی۔۔۔ گھبراہٹ سے۔۔۔

میں دیکھ لیتا ہوں۔۔۔ ویسے میڈیسن کھا چکی ہونا؟؟؟

وہ دروازے سے پلٹ کر بولا۔۔۔

کھا چکی ہوں۔۔۔ اب کیا ساری اکھٹی ہی کھالوں؟؟؟؟

عفاف نے غصے سے اذہان کو گھورتے ہوئے کہا تو وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

جبکہ عفاف کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔

ہائے یہ تمہاری ادائیں مار ڈالیں گی کسی دن۔۔۔

اس کی مسکراہٹ پر وہ جو باہر جا کر اندر آیا تھا دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔ عفاف جھینپ کر رہ گئی تھی۔۔۔

بچے شاید دادی کے کمرے میں ہیں۔۔ کیونکہ لائونج سے آواز تو نہیں آرہی۔ اور مجھے ایک شوٹ کے لئے لیٹ ہو رہا ہے۔۔ تم ایسا کرو مجھے اپنا موبائل نمبر دو۔۔ تاکہ بچوں سے بات کر سکوں۔۔۔ فری ہو کر اور شام کو چکر لگائوں گا۔۔ تب تک ان کو بالکل نہیں بتانا کہ میں آیا تھا۔۔۔

اذہان اس کا موبائل پکڑ کر اپنا نمبر وہاں سیو کر کے اپنے موبائل پر مسڈ کال دے کر اسے واپس پکڑاتے ہوئے تاکید کر رہا تھا۔۔۔

عفاف نے اپنا سر اثبات میں ہلایا۔۔ لیکن اس کی طرف دیکھنے سے مکمل گریز کیا۔۔۔ اپنا خیال رکھا کرو میرے لئے۔۔ اگر تمہیں کانٹا بھی چھبتا ہے تو یہاں درد ہوتا ہے۔۔۔ اذہان اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

عفاف ہنوز خاموش رہی۔۔۔

اذہان نے ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھا اور پھر اس کے گھنگریالے بالوں پر اپنے لب رکھ کر اسے معتبر کرتے ہوئے وہاں سے جانے لگا جب عفاف نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

وہ مڑا اس کا ہاتھ عفاف کے ہاتھ میں تھا جس کا سرا بھی بھی جھکا ہوا تھا۔۔۔

تم یہ سب چھوڑ دو پلیز۔۔۔

عفاف کے لہجے میں التجا سے زیادہ ڈر تھا۔۔۔ شاید اسے کھونے کا ڈر۔۔۔

اذہان نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اپنا ہاتھ آرام سے اس کے ہاتھ سے نکالا۔۔۔

اس بارے میں ہم پھر بات کریں گے۔۔۔ بچوں کا خیال رکھنا۔۔۔

اذہان یہ بول کر وہاں سے چلا گیا جبکہ عفاف کی ساری خوشی اب آنکھوں میں سے آنسو بن کر بہنے لگی تھی۔۔۔

تم کیوں اپنی ضد نہیں چھوڑ دیتے۔۔۔؟؟؟

محبت میں ضد نہیں حق ہوتا ہے۔۔۔ اس میں انا نہیں مان ہوتا ہے۔۔۔ اس میں دماغ کی مضبوطی نہیں دل کی نرمی ہوتی ہے۔۔۔ اور یہی نرمی مقابل کے فیصلے کو بدلتی ہے۔۔۔ بس استحکام ضروری ہے۔۔۔۔۔

عفاف اپنے بستر کی چادر ٹھیک کر رہی تھی جب عادی اس کے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

عفی آپ۔۔۔ بھائی چلے گئے کیا؟؟؟

ادیان کی آواز پر وہ مڑی اور اسے گھورنے لگی۔۔۔ کمر پر دونوں بازو ٹکا کر آنکھیں چھوٹی کئے وہ اسے گھور رہی تھی۔۔۔۔

نظر آ رہا تمہیں کہیں پر تمہارا بھائی جو پوچھ رہے ہو چلے گئے ہیں کیا؟؟؟ کل کا واپس ہی کب آیا ہے؟؟؟ اور تم مجھے یہ بتاؤ تم نے کیا کہا تھا اس جلاد سے جو وہ کل صبح ہی یہاں نازل ہو گیا تھا؟؟

زیادہ تو کچھ نہیں کہا تھا بس ایک چھوٹا سا مذاق کیا تھا۔۔۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ واقعی آجائیں گے۔۔۔

ادیان معصوم بنتے ہوئے بولا۔۔۔ اور اس کی معصومیت عفاف کو زہر لگ رہی تھی۔۔۔۔

عادی سدھر جائو۔۔۔ ورنہ میں بہت ہی برے طریقے سے تم سے پیش آؤں گی۔۔۔۔

عفاف یہ بول کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف گئی اور وہاں بکھری چیزوں کو سمیٹنے لگی۔۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔ جوک آف داڈے۔۔۔ کہ عفی آپنی بری ہیں۔۔۔

ادیان ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

اچھا تو پھر تمہاری نظر میں برا کون ہے؟؟؟

عارفہ پھپھو۔۔۔۔۔

ادیان بے ساختہ بولا۔۔۔۔۔

عادی بری بات ہے۔۔۔ تمہیں یہ سب نہیں کہنا چاہیے۔۔۔ وہ بڑی ہیں ہماری۔۔۔۔۔

عفاف نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

آپنی کچھ لوگ صرف نام کے بڑے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

عادی شرم کرو۔۔۔۔۔

عفاف نے تاسف سے سر ہلایا تھا۔۔۔

اس سے پہلے عادی کچھ بولتا دروازے کی دستک نے دونوں کو متوجہ کیا۔۔۔۔۔

دونوں نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا جہاں غاشیہ سے جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔ ادیان کا جڑا تن

گیا تھا غاشیہ کو دیکھ کر۔۔۔۔۔ عفاف خوش ہوتے ہوئے آگے بڑھی۔۔۔۔۔

ارے غاشیہ۔۔۔ تم کب آئی۔۔۔ کیسی ہو؟؟؟

عفاف اسے گلے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

عفی آپ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ ابو کے ساتھ آئی ہوں۔۔۔ میری کچھ چیزیں یہاں رہ گئی تھیں۔۔۔ وہی لینے آئی ہوں۔۔۔

غاشیہ سر جھکائے ایسے بول رہی تھی جیسے کسی جرم کا اعتراف کر رہی ہو۔۔۔

ہاں آج چیزیں سمیٹتے ہوئے تمہارا لاکٹ بھی بیڈ کے نیچے سے ملا تھا مجھے میں نے الماری میں دوسرے خانے میں جو کپڑے ہیں ان کے اوپر رکھا ہے لے لو جا کر۔۔۔ تب تک میں انکل سے مل کر آتی ہوں۔۔۔

عفاف مسکراتے ہوئے باہر نکل گئی اور غاشیہ بنا ادیان کی طرف دیکھے الماری کی طرف بڑھی اور اس کا دروازہ کھول کر عفاف کی بتائی ہوئی جگہ سے لاکٹ نکال کر مڑی تو ڈر کر پیچھے ہوئی کیونکہ ادیان اس کے بالکل قریب کھڑا تھا۔۔۔۔ غاشیہ نے دائیں طرف سے نکلنا چاہا تو ادیان نے ادھر اپنا بازو رکھ دیا

غاشیہ نے بائیں طرف سے نکلنے کی کوشش کی تو اس نے وہاں بھی اپنا بازو رکھ کر اس کے فرار کی تمام راہیں مسدود کر دیں۔۔۔۔

غاشیہ نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

کون تھا وہ لڑکا؟؟؟

ادیان کی غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔

کل جب وہ اذہان سے بچنے کے لئے گھر سے بائیک لے کر نکلا تھا تب وہ ایک ریسٹورنٹ میں پہنچا اور اپنے ایک دوست کو کال کر کے اسے وہاں پہنچنے کا کہا۔۔۔ ابھی اسے تھوڑی دیر ہوئی تھی جب اس کی نظر دو ٹیبل دور غاشیہ پر پڑی جو ایک لڑکے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ ادیان کو پہلے اپنا وہم لگا لیکن جب اس نے

غور سے دیکھا تو وہ غاشیہ تھی اور ساتھ ایک لڑکا تھا۔۔۔ دور سے دیکھنے پر ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں باتوں میں مصروف ہوں۔۔۔۔۔

ادیان غصے سے دونوں کو دیکھ کر وہاں سے نکل گیا۔۔۔ وہ جانتا کہ غاشیہ ایسی لڑکی نہیں ہے جو ہو ٹلنگ کرے لڑکوں کے ساتھ۔۔۔ لیکن پھر بھی اسے غصہ آرہا تھا سب اپنی آنکھوں سے دیکھ کر۔۔۔۔ اور یہ غصہ اسے کیوں آرہا تھا یہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔
کون لڑکا؟؟؟

غاشیہ نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔
میرے سامنے جھوٹ بولنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔ اور سیدھے طریقے سے بتاؤ کہ وہ لڑکا کون تھا جس کے ساتھ تم کل ریسٹورنٹ میں بیٹھی اپنے ماں باپ کی عزت کی دھجیاں اڑا رہی تھی۔۔۔۔۔
ادیان کی آنکھیں غصہ ضبط کرنے کے چکر میں کافی حد تک سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔۔ جبکہ غاشیہ نے بے یقینی سے ادیان کو دیکھا۔۔۔۔۔

وہ میرا ہونے والا شوہر ہے۔۔۔ یہی سننا تھا نا۔۔۔ سن لیا۔۔۔ اب ہٹیں پیچھے۔۔۔۔۔
غاشیہ اس کی بے اعتباری پر آنکھوں میں نمی لئے بولی۔۔۔۔۔

محبت میں محبوب کی بے وفائی نہیں بلکہ بے اعتباری انسان کو توڑتی ہے۔۔۔۔ غاشیہ کو بھی وہ انسان توڑ رہا تھا۔۔۔۔ ادیان کو اس کے الفاظ طیش دلا گئے تھے۔۔۔۔ ادیان نے غصے سے اسے دیکھا اور دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

غاشیہ یوسف تم صرف ادیان گردیزی کی ہو۔۔۔

غاشیہ نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔

کیا تھا یہ شخص اگر یہ اس کی محبت تھی تو ناقابل یقین احساس تھا غاشیہ کے لئے۔۔۔ اور اگر ضد تھی تو اب وہ اس کی جنون سے ڈرنے لگی تھی۔۔۔

میری شادی ہوگی تو صرف عمر فہم سے۔۔۔ میں اسے ہاں کر چکی ہوں۔۔۔ اور اب آپ بھی دیکھیں گے غاشیہ یوسف اپنی زبان کی کتنی پکی ہے۔۔۔

غاشیہ نے دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھ کر اسے خود سے دور دھکیلنے کی ناکام کوشش کی تھی۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ ادیان کی گرفت میں آگئے تھے۔۔۔ اور ادیان اسے خود سے قریب کرتے ہوئے سرد انداز میں بولا۔۔۔۔

تمہارے لبوں پر صرف ادیان گردیزی کا نام ہونا چاہیے۔۔۔ تمہارے دماغ میں صرف ادیان گردیزی کو خیال اور دل میں صرف ادیان گردیزی کے لئے محبت ہونی چاہیے۔۔۔ نہیں برداشت کر سکتا تمہیں کسی اور کے ساتھ کیونکہ تم ادیان گردیزی کی ملکیت ہو۔۔۔ جس پر اب مہر لگانے کا وقت آگیا ہے۔۔۔

ادیان یہ بول کر اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر ان پر اپنے دھکتے لب رکھ چکا تھا۔۔۔

اسے محبت مت سمجھنا۔۔۔ کیونکہ محبت میں تم جیسی لڑکی کو نہیں اپنی اصل بیوی کو دوں گا۔۔۔ جو بہت جلد میری دسترس میں ہوگی۔۔۔

آپ یہ سب اپنی بیوی کو بتائیں مجھے نہیں سننا کچھ بھی۔۔۔

غاشیہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

لرزش آنسوؤں کی تھی۔۔۔۔

لہجہ بھیگا ہوا تھا۔۔۔۔

پھر بھی منکر ہیں وہ اس عشق سے۔۔۔۔

جو ہم نے ان سے سیکھا ہوا تھا۔۔۔۔

ادیان اسے الجھا کر باہر نکل گیا۔۔۔ اس کا سرخ چہرہ کمرے میں داخل ہوتی عفاف نے بھی دیکھا تھا۔۔۔۔

عفاف نے کمرے میں داخل ہو کر غاشیہ کو دیکھا جو زمین پر بیٹھی رو رہی تھی۔۔۔۔

غاشیہ کیا ہوا ہے؟؟؟ کیا کہا ہے اس بد تمیز نے؟؟؟

عفاف اسے خود سے لگا کر نرمی سے استفسار کرنے لگی۔۔۔۔

آپی وہ مجھ پر شک کرتے ہیں۔ کل میں اپنی دوست رمشا کے ساتھ اس کے شوہر سے ملنے گئی تھی۔۔ اس کا

صرف نکاح ہوا ہے۔۔ اس نے رخصتی سے پہلے کچھ بات کرنی تھی اس لئے وہ مجھے ساتھ لے گئی۔ رمشا

تھوڑی دیر کے واش روم گئی تھی اور اس وقت شاید عادی نے مجھے اس کے شوہر کے ساتھ دیکھ لیا تھا۔۔۔

آج اسی بات کو لے کر مجھے اتنا سنا کر گئے ہیں۔۔۔۔

غاشیہ روتے ہوئے بول رہی تھی جبکہ عفاف کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔ جسے وہ چھپا گئی تھی۔۔

اور اس کے پوچھنے پر تم نے کیا بتایا اسے؟؟؟

عفاف نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

میں نے کہا کہ میرا ہونے والا شوہر ہے۔۔۔ یہی سنا تھا انہوں نے۔۔۔ بتا دیا میں نے انہیں۔۔۔ اب جائیں جس سے مرضی کریں شادی۔۔۔ میری جان چھوڑ دیں۔۔۔ مجھے کیوں ضد بنا کر برباد کرنا چاہتے ہیں؟؟؟؟ جو انسان غصے میں بھی حق جتائے غاشیہ وہ انسان مخلص ہوتا ہے جذبوں میں۔۔۔ وہ محبت کرتا ہے تم سے لیکن اتنا بیوقوف ہے کہ خود بھی نہیں جانتا۔۔۔ تمہیں کسی کے ساتھ برداشت بھی نہیں کر سکتا لیکن تمہارے لئے دنیا سے لڑ سکتا ہے۔۔۔

میں جانتی ہوں محبت اعتبار مانگتی ہے لیکن اعتبار کرنے کے لئے محبت ضروری تو نہیں ہوتی۔۔۔ اسے وقت دو۔۔۔ وہ تمہیں خود سے دور نہیں جانے دے گا۔۔۔ کیونکہ اس کی بچپن کی عادت ہے جو چیز اسے پسند نہیں اسے دیکھتا تک نہیں اور جو پسند ہے اسے کسی کو بھی دیکھنے نہیں دیتا۔۔۔ اب جلدی سے اٹھو اور منہ دھوؤ جا کر میں نے انکل سے بات کر لی ہے۔۔۔ کل تمہیں بڑے ابو چھوڑ آئیں گے۔ میں تمہارے لئے اچھی سی چائے بنا کر لاتی ہوں۔۔۔

عفاف اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تو غاشیہ سر ہلا کر مسکرائی۔۔۔۔۔

میں بچوں کو دیکھ کر آتی ہوں۔۔۔

عفاف یہ بول کر کمرے سے باہر نکل آئی اور سڑھیاں اترتے ہی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے ناراضگی کے لبادے میں اوڑھ کر وہ چھپا گئی تھی۔۔۔ سامنے لائونج میں اذہان صوفے پر لیٹا تھا آنش اور حاتم دونوں اس کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔ نصرت اور صباحت دوسرے صوفے پر بیٹھیں سبزی بنا رہی تھیں جبکہ کلثوم بیگم اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں۔۔۔

عفاف اسے نظر انداز کرتے ہوئے کیچن کی جانب بڑھی تو پیچھے سے حاتم اور آتش اسے آوازیں دینا شروع ہو گئے۔۔۔۔

ماما۔۔۔۔ ماما۔۔۔۔ دیکھیں پاپا آئے ہیں۔۔۔۔

دونوں کی خوشی بھری آوازیں اس کے کانوں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔۔

عفاف نے مڑ کر انہیں دیکھا اور چہرے پر سنجیدگی لاتے ہوئے بولی۔۔۔

دیکھ لیا ہے میں نے۔۔۔ آپ کے پاپا کو۔۔۔ اب میں جائوں کیچن میں۔۔۔ مجھے غاشیہ پھپھو کے لئے چائے بنانی ہے۔۔۔۔

عفاف یہ بول کر کیچن کے اندر چلی گئی۔۔۔ لبوں پر مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک۔۔۔ دل سجدہ

تشکر کرنے کو کہہ رہا تو دماغ بے ساختہ اللہ کی رحمتوں پر ایمان کو مضبوط کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں غرق تھی جب کسی نے اسے پیچھے سے حصار میں لیا۔۔۔۔

عفاف اس کی خوشبو سے اسے پہچان گئی تھی۔۔۔ اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائے وہ مسکرا رہا تھا جبکہ عفاف

اسے خود سے دور کرنے کی تگ و دو کر رہی تھی۔۔۔

MBKM..... کو شش بیکار ہے

اذھان نہیں کرو۔۔۔ اور یہ کیا بول رہے ہو؟؟؟

میں کہہ رہا ہوں کو شش بیکار ہے میرے بچوں کی ماں۔۔۔۔

اذھان اس کے بالوں پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔۔۔

دیکھو کیچن ہے یہ کوئی بھی آسکتا ہے یہاں۔۔۔ تم خوا مخواہ مجھے شرمندہ کرواؤ گے سب کے سامنے۔۔۔ خود
تو چلے جاؤ گے۔۔۔

عفاف نے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کر کے آخری بات سنجیدگی سے کہی۔۔۔
تو روک لو مجھے۔۔۔

اذہان مسکرا کر بولا۔۔۔

میرے کہنے سے تم نہیں رکو گے۔۔۔

عفاف کی سنجیدگی برقرار تھی۔۔۔

تم جو چاہتی وہ میرے لئے مشکل ہے عفی۔۔۔ میں انڈسٹری نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔

اذہان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

تو پھر مجھے چھوڑ دو۔۔۔

عفاف کی بات پر اذہان کے ماتھے پر لاتعداد شکنوں نے اس کے غصے کو ظاہر کیا تھا۔۔۔

فضول گفتگو سے پرہیز کیا کرو۔۔۔

اذہان نے حتی المقدور اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

تم ہر بار ایسے کرتے ہو۔۔۔ لیکن اب تم سوچ لو کہ تمہیں تمہارا نام چاہیے یا تمہاری محبت۔۔۔؟؟؟

ان دونوں میں سے مجھے میرے بچوں کی ماں چاہیے۔۔۔

اذہان مسکرا کر بات بدل گیا۔۔۔ تو عفاف بنا اسکی طرف دیکھے کیچن سے نکل گئی جبکہ چائے چولہے پر رہ گئی تھی۔۔۔۔

یار عفی۔۔۔ نہیں ضد کرو پلینز۔۔۔ میں نہیں چھوڑ سکتا اس دنیا کو۔۔۔۔ یہ میری ضد نہیں میرا خواب ہے۔۔۔ جسے میں ادھورا چھوڑ نہیں سکتا۔۔۔۔

اذہان خود سے بڑبڑایا اور چولہے سے چائے اتار کر کپ میں ڈال کر باہر لے گیا۔۔۔۔

"ماضی"

آج آیان اور عفاف کا نکاح تھا۔۔۔ صرف گھر کے لوگ اور عارفہ بیگم کی فیملی کو مدعو کیا گیا تھا۔۔۔۔ عفاف کو پار لروالی تیار کر کے گئی تھی۔۔۔ اذہان دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک آخری بار اسے دیکھنے آیا تھا۔۔۔۔ دروازہ کھول کر وہ اندر آیا۔۔۔۔

سفید ریشمی شلوار قمیض پر سرخ ڈوپٹہ لئے، ہلکا سا میک اپ کئے، اور کسی بھی قسم کی جیولری سے پاک وہ اذہان گردیزی کو شدت سے اس کے ہونے والے نقصان کا احساس دلارہی تھی۔۔۔ عفاف نے بمشکل لبوں پر مسکراہٹ لا کر اسے دیکھا۔۔۔۔

اذہان چلتے ہوئے اس کے پاس آیا۔۔۔۔

کالے رنگ کی شلوار قمیض پہنے بالوں کو اچھے سے جیل سے سیٹ کئے وہ بہت ہی ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔۔۔

آنکھوں میں نمی بے ساختہ آئی تھی لیکن لبوں پر مسکراہٹ درد کی وضاحت چیخ چیخ کر رہی تھی۔۔۔۔

لفظوں نے گویا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اچھی لگ رہی ہو۔۔۔

اذہان کے الفاظ پر عفاف نے اسے دیکھا۔۔۔ جس کی آنکھیں سرخ ہونا شروع ہو گئی تھیں۔۔۔

جانتی ہوں۔۔۔

عفاف نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

آخری بار تمہیں دیکھنا چاہتا تھا شاید اس کے بعد تمہیں دیکھنے کی ہمت نہ کر سکوں۔۔۔

لہجے کی لرزش مقابل کو رونے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔

عفاف خاموش رہی۔۔۔

عفی ایک آخری بار تم سے اپنی محبت کی بھیک مانگتا ہوں۔۔۔ مجھے خالی دامن مت لوٹاؤ۔۔۔

وہ ہار گیا تھا محبت کے آگے۔۔۔ وہ جھک گیا تھا اس بے وفا کے آگے لیکن مقابل شاید رحم کی بھیک بھی دینے کو تیار نہ تھا۔۔۔

مجھے کمزور مت کرو اذی۔۔۔۔۔

عفاف نے التجائیہ انداز میں کہا۔۔۔

اس سے پہلے اذہان کچھ کہتا اذیان اندر داخل ہوا۔۔۔

بھائی آپ یہاں ہیں۔۔۔ میں کب سے آپکو ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔

ادیان مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

کیوں ڈھونڈ رہے تھے مجھے؟؟؟

اذہان نے اس کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

وہ مولوی صاحب کا پوچھنا تھا کہ کب تک آئیں گے۔۔۔؟؟؟

میں کرتا ہوں کال ان کو۔۔۔

اذہان اس کی طرف دیکھے بغیر کمرے سے نکل گیا جبکہ ادیان نے عفاف کو دیکھا جو نم آنکھوں سے اس کی

پشت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

عفی آپ آپی آپ ٹھیک ہیں؟؟؟

ادیان کی آواز پر اس کی نظروں کا ارتکاڑ ٹوٹا۔۔۔۔۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔

عفاف یہ بول کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔

ادیان کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

آدھے گھنٹے بعد عفاف کو آیان کے پہلو میں لائونج کے صوفے پر بٹھایا گیا تھا۔۔۔۔۔

مولوی صاحب نے نکاح کے کلمات پڑھنے شروع کئے تو اذہان کو اپنی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہونے

لگیں تھیں۔۔۔۔۔

عفاف حامد ولد حامد گردیزی آپ کا نکاح آیان احمد ولد احمد گردیزی کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر سکہ رائج الوقت طے پاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

اذہان کی سرخ آنکھیں مزید سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔ وہ عفاف کے بالکل سامنے والے صوفے کی پشت پر کھڑا تھا۔۔۔ عفاف نے نم آنکھیں اٹھائیں اور اذہان کو دیکھا۔۔۔ دونوں کی محبت کا جنازہ پڑھنا شروع کیا جا چکا تھا۔۔۔ وہ نکاح کے کلمات نہیں بالکل اذہان گردیزی کی محبت پر پڑنے والے پتھر تھے جو اس کی محبت کو سنگسار کر رہے تھے۔۔۔ اذہان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا اور گردن خود بخود نفی میں ہلی۔۔۔ سب گھر والے عفاف کی خاموشی پر اس کی طرف دیکھنے لگے تو نصرت بیگم نے اس کے کندھے پر اپنے ہاتھ سے دباؤ دیا۔۔۔

حق۔۔۔ قبول۔۔۔ ہے۔۔۔

عفاف لرزتے لہجے میں اذہان کی محبت کو دفن کر گئی تھی۔۔۔۔۔ اذہان کی آنکھوں سے نمی گالوں پر بہہ نکلی تھی جسے وہ سر جھکا کر سب سے چھپا گیا تھا۔۔۔ لیکن ادیان سے اس کی حالت چھپی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔ عفاف حامد ولد حامد گردیزی آپ کا نکاح آیان احمد ولد احمد گردیزی کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر سکہ رائج الوقت طے پاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

قبول ہے۔۔۔

عفاف کی آنکھوں سے اذہان کی محبت آنسو بن کر نکلی تھی۔۔۔ نفرت تو نام کی ہی بدنام ہے۔۔۔

برباد تو کچھ کم محبت بھی نہیں کرتی۔۔۔۔

امتحان ہو رہا تھا برداشت کا۔۔۔ وہ محسوس کر رہا تھا اس تکلیف جو روح نکلتے وقت انسان محسوس کرتا ہے۔۔۔
دل شدت ضبط سے پھٹنے کو بے تاب تھا۔۔۔

یا اللہ موت دے دے مجھے۔۔۔

اذہان نے بے ساختہ دل سے دعا مانگی تھی۔۔۔ وہ موت مانگ رہا تھا۔۔۔ حالانکہ موت کی دعا کرنا بھی حرام
تھا لیکن اس کا محبوب کسی اور کی دسترس میں جا رہا تھا۔۔۔ دل درد سے بند ہو رہا تو دماغ لفظوں سے سن ہو گیا
تھا۔۔۔۔

تیسری بار کے ایجاب و قبولیت کی آواز اسے سنائی ہی نہیں دی۔۔۔

پھر وہ نہیں جانتا کب نکاح ختم کو اور کب مبارکباد کا سلسلہ جاری ہوا۔۔۔ وہ تو پتھر ہو چکا تھا۔۔۔ ایسا پتھر جو
اب ذرا سی ٹھوکر پر ٹوٹ جاتا۔۔۔ وہ مڑا اور کسی بھی طرف دیکھے بغیر گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔ سڑک پر
تیز تیز چلنے لگا۔۔۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔۔۔ دماغ میں اس کی قبولیت کے الفاظ گونج رہے
تھے اور دل ابھی بھی اس کی خواہش کئے بیٹھا تھا۔۔۔

ایک سنسان سی سڑک پر پہنچ کر وہ زور سے چیخا تھا۔۔۔ شاید اپنے اندر کا غبار نکال رہا تھا۔۔۔ درد کو کم
کرنے کے چکر میں وہ مزید خود کو اذیت دے رہا تھا۔۔۔

وہ بیس سال لڑکا اونچی آواز میں رو رہا تھا۔۔۔

اے عشق!!!!!!

تیرا شکریہ-----

مجھے موم ہونا تھا۔۔

تو نے پتھر بنا دیا۔۔۔

مجھے اسے دیکھ کر ہنسنا تھا۔۔

تو نے اس سے دور کر کے رولا دیا۔۔

مجھے وقت سے پہلے مرنا تھا۔۔

تو نے زندہ لاش بنا دیا۔۔

مجھے اسے محسوس کرنا تھا۔۔

تو نے بے حس بنا دیا۔۔۔

مجھے خود سے آشنا کروا کے۔۔

ایک ادنیٰ سا جوگی بنا دیا۔۔

وہ جذبے جو خود سے۔

بھی چھپائے تھے میں نے۔۔۔۔۔

تو نے انہیں سرعام دفن دیا۔۔۔۔

اے عشق۔۔۔۔۔

تیرا شکریہ۔۔۔

(کرن رفیق)۔۔

اذہان وہیں سڑک پر ایک طرف کنارے پر بیٹھا تھا جب ادیان اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں پہنچا۔۔۔ کیونکہ وہ اس کے گھر سے نکلتے ہی اس کے پیچھے آیا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔

ادیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

اذہان نے سرخ آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ آنسو چہرے پر لکیریں کھینچ کر مقابل کو اس کی شکستہ حالت کا پتہ صاف دے رہے تھے۔۔۔۔

تم یہاں کیوں آئے ہو؟؟؟

اذہان رخ موڑ گیا تھا۔۔۔

آپ کو دیکھنے آیا تھا۔۔۔ آپ جس طرح گھر سے نکلے تھے سب پریشان ہو گئے تھے۔۔۔ پھر میں نے کہا

آپ کے ایک دوست کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور اسے آپ کی ضرورت ہے۔۔۔ اس لئے آپ ایسے آ

گئے۔۔۔۔

ادیان نے سنجیدگی سے اسے جواب دیا۔۔۔۔

عادی پلیر مجھے تنہا رہنا ہے۔۔۔۔

اذہان کی آواز میں ابھی بھی لرزش تھی۔۔۔۔

آپ پہلے کب تنہا بیٹھے تھے بھائی جواب تنہا ہونے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔ عفی آپ کے خیالات تھے آپ کے ساتھ۔۔۔۔

اس کی بات پر اذہان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔ جو جذبے اس نے سب سے چھپائے تھے کیا وہ سب کے سامنے اسے رسوا کرنے والے تھے۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ اور تم جانو یہاں سے۔۔۔۔

اذہان کی بات پر ادیان مسکرایا تھا۔۔۔۔

عشق وہ آتش ہے غالب۔۔۔۔

جو لگائے نہ لگے۔ بجھائے نہ بجھے۔۔۔۔۔

ادیان کے شاعرانہ انداز پر اذہان بھی ناچاہتے ہوئے مسکرا دیا۔۔۔۔

محبت میں رقیب بھی جب وہ انسان ہو جس سے آپ سب سے زیادہ قریب ہوں تو دردِ حدوں کو چھو جاتا ہے۔۔۔۔ میری قسمت دیکھو میں نے عفی سے محبت کی تو اس نے میرے بھائی کو ہی رقیب چن لیا۔۔۔۔ میں تو اس رقیب سے نفرت بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔

عادی کیا تم میرے دکھ کا اندازہ کر سکتے ہو؟؟؟ جسے خود سے بڑھ کر چاہا جائے جب وہ آپ کے سامنے کسی اور کا ہو جائے۔۔۔۔۔

اذھان بولتے ہوئے رو دیا تھا۔۔۔ اٹھارہ سالہ ادیان نے اسے گلے سے لگایا تو وہ بچوں کی طرح زار و قطار رو دیا۔۔۔۔

بھائی پلیز سنبھالیں خود کو۔۔۔ وہ آپکا نصیب نہیں تھی۔۔۔ اب آپ کو دونوں کو خوش رہنے کی دعا دینے چاہیے۔۔۔

ادیان کی خود کی آنکھیں بھی نم تھیں۔۔۔

محبت کی یہی تو اچھائی ہے جب اس میں وصل کی نوید سنائی جاتی ہے تو پھر ہجر کی تمام اذیتیں بھول جاتی ہیں لیکن اس کی برائی بھی یہی ہے جب محبوب کی رقابت رقیب سے ہو جائے اور وہ اسے وصل عطا کر دے تو ہجر میں معمولی سی چھن بھی پہاڑوں کے برابر درد کی طرح محسوس ہوتی ہے۔۔۔۔

میرے لبوں سے دعائیں نکل رہی ہیں عادی لیکن دل اور دماغ خالی ہو چکے ہیں۔۔۔ اگر میرے لفظوں سے انہیں خوشیاں مل جائیں تو مجھے اور کیا چاہیے۔۔۔ لیکن میں ڈرتا ہوں عادی میرا دل بین کر رہا ہے دماغ اسے بے وفا کو جھنجھوڑنے کا کہہ رہا ہے۔۔۔ میں ہار رہا ہوں عادی۔۔۔ اس دل و دماغ کی جنگ میں۔۔۔ دعا کرو میں اس جنگ میں جیت جائوں ورنہ میری آہیں انہیں خوش رہنے نہیں دیں گی۔۔۔۔

اذھان ہجانی انداز میں چلایا تھا۔۔۔۔

بھائی سنبھالیں خود کو۔۔۔

ادیان نے نم آنکھیں اس کے چہرے پر گاڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اذہان اسی حالت میں مسکرایا تھا۔۔۔ اور یہ مسکراہٹ وحشت سے بھرپور تھی۔۔۔ آہستہ سے یہ مسکراہٹ قہقوں کی شکل اختیار کر گئی تھی۔۔۔ اور یہ قہقے مقابل کے دل کو خوف میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔۔۔ سنسان سڑک کی خاموشی کو صرف اذہان گردیزی کی آوازیں توڑ رہی تھیں۔۔۔۔۔

کیوں دنیا رونے نہیں دیتی؟؟؟ انسان ہوں میں درد ہوتا ہے مجھے بھی۔۔۔۔۔ مجھے میرے اندر کی وحشت کو کم کرنا ہے۔۔۔۔۔ عادی پلیز جائو۔۔۔۔۔

اذہان چیختے ہوئے بول رہا تھا جبکہ عادی نے ایک بار پھر اسے گلے لگایا۔۔۔۔۔ گھر چلیں پلیز۔۔۔۔۔

عادی خدا کے لئے بس آج کی رات مجھے میری محبت کا سوگ منالینے دو۔۔۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے مجھے میرے غم کو ہلکا کرنے دو۔۔۔۔۔ ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔۔۔۔۔

اذہان کے الفاظ ادیان کو لب بھینچے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔۔۔

ادیان پیچھے ہوا اور اپنا سراسر اثبات میں ہلاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

اس شرط پر کہ آپ خود کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔۔۔۔۔

اذہان نے اپنا سراسر اثبات میں ہلایا تو ادیان وہاں سے گھر کہ جانب چلا گیا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسے صرف اس وقت تنہائی نارمل کر سکتی کوئی دوسرا انسان نہیں۔۔۔۔۔ نہ ہی اس کی تسلی۔۔۔۔۔ وہ چلا گیا تھا اور اذہان وہیں سڑک کے کنارے پر بیٹھ کر اپنی محبت کا سوگ منانا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اگلی صبح جب وہ گھر واپس آیا تو پانچ بجے کا وقت تھا۔۔۔ وہ گھر کے لائونج سے گزرتا ہوا سڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا تو سامنے ہی دشمن جان کھڑی منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

عفاف تھوڑی دیر بعد کچھ سوچتے ہوئے اس کے پیچھے آئی اور دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی۔۔۔ وہ کمرے میں کہیں نہیں تھا۔۔۔ واش روم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔ وہ کمرے میں موجود بیڈ پر بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ٹرائوز اور ہاف سلیوز شرٹ پہنے۔۔۔ گیلے بالوں کو رگڑتے باہر نکلا سامنے ہی عفاف کو دیکھ کر اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔۔۔

اذہان نے اسے مکمل نظر انداز کیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔۔

کہاں تھے تم ساری رات؟؟؟

عفاف کے لہجے کی پریشانی صاف ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔

کس حشیت سے تم یہ سوال مجھ سے کر رہی ہو؟؟؟ کہ میں کہاں تھا؟؟

اذہان نے لب بھینچ کر اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر عفاف نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور پھر اپنے لہجے کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

تمہارے بڑے بھائی کی بیوی ہوں۔۔۔ بھابھی ہوں تمہاری۔۔۔۔

اذہان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

میرے بڑے بھائی کی بیوی ہو میری نہیں۔۔۔ لہذا یہ سوال تم اپنے شوہر سے کرنا مجھ سے نہیں اب دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

اذہان نے بازو سے پکڑ کر اسے اپنے کمرے سے نکالا تھا اور وارننگ دینے والے انداز میں بولا۔۔۔۔۔
آئندہ میرے کمرے میں یا میری زندگی میں دخل اندازی کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔۔۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔

اذہان نے یہ بول کر دروازہ بند کر لیا تھا جبکہ عفاف کی آنکھوں سے آنسو گالوں سے بہہ کر فرش پر گرنے لگے تھے۔۔۔۔۔ وہ بھاگتے ہوئے وہاں سے اپنے کمرے کی طرف گئی تھی۔۔۔۔۔ اور صباحت بیگم جو اذہان کو دیکھنے آئی تھی اس کا عفاف کے ساتھ رویہ دیکھ کر سڑھیوں سے ہی واپس چلی گئی تھیں۔۔۔۔۔

:::: حال

عفیٰ آپي ايک کپ چائے بناديس پليز۔۔۔ سر ميں بہت درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔

اديان کيچن کے دروازے سے ہی آواز لگا کر واپس چلا گیا تھا جبکہ کيچن ميں چائے بناتی غاشیہ جس کی ادیان کی طرف پیٹھ تھی اذہان کو دیکھنے لگی۔۔۔ لیکن وہ اس کے پلٹنے سے پہلے ہی جا چکا تھا۔۔۔۔۔ جب اس کا دھیان اپنے کپڑوں کی طرف گیا تو سمجھ گئی کہ ادیان کو غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔۔

رات کو اس نے عفاف کے کپڑے زیب تن کئے تھے کیونکہ اس کے کپڑوں پر حائِم سے سالن گر گیا تھا اور وہ اس نے دھونے کے لئے رکھ دیئے تھے۔۔۔۔ غاشیہ نے چائے بنائی اور لائونج میں آئی جہاں ادیان صوفے پر نیم دراز ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا۔۔۔۔

غاشیہ آہستہ سے چلتے ہوئے وہاں آئی اور چائے کو اس کے نزدیک ٹیبل پر رکھ کر جانے لگی جب اس کا ہاتھ ادیان کی گرفت میں آگیا۔۔۔۔ غاشیہ کا سانس رک گیا تھا اس کی حرکت پر۔۔۔۔ اگر اس وقت کوئی لائونج میں آجاتا تو شاید ایک ہنگامہ کھڑا ہو جاتا لیکن مقابل کو پرواہ کب تھی۔۔۔۔

غاشیہ نے مڑ کر دیکھا تو اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔۔۔۔ یہ انسان اسے کبھی چین کی سانس لینے نہیں دے گا۔۔۔۔ یہ تو طے تھا۔۔۔۔ غاشیہ نے مزاحمت کی ہاتھ چھڑوانے کی تو مقابل کہ گرفت سخت ہو گئی تھی۔۔۔۔

کوشش بیکار ہے ڈیر کزن۔۔۔۔۔

ادیان کی بات پر اس نے اسے گھورا جس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ تھی۔۔۔۔

اور وہ غاشیہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ہاتھ چھوڑیں پلیز۔۔۔۔۔

غاشیہ منمنائی تھی۔۔۔۔

بیٹھو ادھر۔۔۔۔

ادیان نے اپنے پہلو میں اشارہ کرتے ہوئے گویا اس حکم سنایا تھا۔۔۔۔

غاشیہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔۔۔ اور سامنے ٹی وی دیکھنے لگی۔۔۔ لیکن تمام حسیات ادیان کی طرف تھیں۔۔۔ جو چائے پیتے ہوئے مسلسل اسے نگاہوں کے حصار میں لئے ہوئے تھا۔۔۔
تم گھر کیوں نہیں گئی؟؟؟

کل چلی جانوں گی۔۔۔ ماموں کے ساتھ۔۔۔

غاشیہ نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا۔۔۔

میں نے دادی سے بات کر کی ہمارے رشتے کی اور عنقریب وہ امی اور ابو کو تمہارے گھر بھیجیں گے اور مجھے جواب ہر حال میں ہاں میں چاہیے۔۔۔

ادیان نے چائے کا خالی کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

غاشیہ نے اس کی طرف ناقابل یقین نظروں سے دیکھا۔۔۔

آپ میرا تماشا بنانا چاہتے ہیں؟؟ میں آپ سے شادی۔۔۔۔۔

شششش۔۔۔۔۔

غاشیہ کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ادیان نے اس کے لبوں پر شہادت کی انگلی رکھی تھی۔۔۔۔

بالکل چپ یار۔۔۔ بہت بولتی ہو تم۔۔۔ میں نے پہلے بھی سمجھایا تھا تمہیں نہ کرنے کا حق بھی نہیں ہے۔۔۔ اگر ایسا کرنے کا سوچا بھی تو میں تمہارے ساتھ وہ کروں گا جو تم سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔۔۔

ادیان کا لہجہ کسی بھی جذبے سے عاری تھا۔۔۔ غاشیہ نے اسے گھورا تھا۔۔۔

آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔

غاشیہ یہ بول کر اٹھ گئی۔۔۔ دل مطمئن ہو گیا تھا۔۔۔ ادیان کے لفظوں پر۔۔۔ دماغ لبیک کہہ رہا تھا عفاف کے لفظوں پر۔۔۔ وہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔۔۔ جبکہ ادیان نے اسے گھورا تھا۔۔۔
تم ڈھیٹ ترین لڑکی ہو۔۔۔ لیکن ادیان گردیزی بھی تمہیں حاصل کر کے رہے گا۔۔۔
ادیان یہ بول کر وہاں سے چلا گیا جبکہ غاشیہ کھل کر مسکرائی تھی۔۔۔

تو میری محبت نے واقعی جیت لیا آپکو ادیان گردیزی۔۔۔ اب اس محبت کی غلامی اور نیلامی دونوں آپ کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ لیکن میں پھر بھی خوش ہوں کہ آپ کا دل تو میری طرف متوجہ ہوا۔۔۔
غاشیہ سوچتے ہوئے مسکرائی اور وہاں سے عفاف کے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔

خالد شوٹ کی ٹائمنگ مجھے میسج کر دینا اور عالیہ کا نمبر بھی میں خود اس سے کل کے شوٹ کے لئے معذرت کر لوں گا۔۔۔

اذہان بلیک جینز پر وائیٹ شرٹ پہنے۔ بالوں کو نفاست سے سیٹ کئے سڑھیاں اتر رہا تھا اور خالد بھی اس کے پیچھے تھا۔۔۔

او کے سر۔۔۔

خالد نے مودب انداز میں جواب دیا۔۔۔

اور ہاں آج جاتے شوٹ سے واپس آتے ہوئے ایک کیک اور بکے لے آنا۔۔۔

سر کیک اور بکے کہاں لے کر آنا ہے؟؟؟

خالد کے پوچھنے پر اذہان مسکرایا اور بولا۔۔۔

میرے بچوں کی ماں کے گھر۔۔۔۔

آج اس کی برتھ ڈے ہے۔۔۔ جسے ہر بار کی طرح وہ بھول گئی ہوگی۔۔۔

یہ بولتے ہوئے وہ لائونج کا دروازہ پار کر گیا تھا جبکہ خالد نے مسکرا کر اس کی تقلید کی تھی۔۔۔۔

حائم اور آتش اب مار کھائو گے مجھ سے۔۔۔ میں بتا رہی ہوں اگر اب میرا موبائل تم لوگوں نے واپس نہ کیا تو

تم دونوں کی جوتوں سے پٹائی کروں گی۔۔۔۔

عفاف جو کمرے میں آتش اور حائم کو پڑھنے بٹھا کر گئی تھی۔۔ اور وہ دونوں عفاف کے موبائل پر گیم کھیلنے

میں مصروف ہو گئے تھے جو چار جنگ پر لگا تھا۔۔ عفاف کمرے میں واپس آئی تو دونوں موبائل کے ساتھ

مصروف تھے۔۔ عفاف نے ان سے موبائل لینا چاہا تو دونوں آگے لگ کر بھاگنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔

عفاف ان کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ ساتھ انہیں دھمکا بھی رہی تھی۔۔۔۔

وہ دونوں لائونج میں آگئے تھے اور صوفے کے ارد گرد بھاگ رہے تھے۔۔۔۔ جہاں کلثوم۔ صباحت اور

نصرت بیٹھی تھیں۔۔۔ ان کو ہنستے دیکھ کر وہ بھی مسکرا رہی تھیں۔۔۔۔

عفی بیٹا بیٹھ جائو۔۔۔ تھک جاؤ گی۔۔۔۔

نصرت بیگم کی آواز پر وہ رکی اور انہیں دیکھنے لگی۔۔۔۔

امی یہ دونوں مجھے تنگ کرنا شروع ہو گئے ہیں۔۔۔ یقیناً ان کے باپ نے کہا ہو گا۔۔۔ کہ ماں کو تنگ کرنا۔۔۔

بالکل باپ پر گئے ہیں۔۔۔ دونوں ہی بد تمیز ہیں۔۔۔ ذرا جو انہیں ماں کا خیال ہو۔۔۔۔

وہ رو دینے والے انداز میں بولی تھی۔۔۔ اور وہیں ان کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

عفی بیٹا۔۔۔ یہ دونوں ہی تو اس گھر کی رونق ہیں۔۔۔ نہ ڈانٹا کرو انہیں۔۔۔۔

صباحت بیگم نے پیار سے کہا۔۔۔

بڑی امی۔۔۔ آپ خود دیکھ رہی ہیں۔۔۔ جب سے ان کے باپ نے ان کے لاڈ اٹھانے شروع کئے ہیں ماں کو

تو یہ بھول ہی گئے ہیں۔۔۔۔

اس کے شکوے پر سب مسکرا دیئے جبکہ لائونج میں داخل ہوتا اذہان مسکرا کر اندر آیا۔۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔

اس کی بلند آواز پر سب نے اسے دیکھا۔۔۔ وہ سیدھے کلثوم بیگم کے پاس آیا۔۔۔ ان کی پیشانی پر بوسہ

دے کر صباحت اور نصرت سے ملا اور پھر حاتم اور آتش کو دیکھا جو بس اس کے اشارے کے منتظر تھے۔۔۔۔

اذہان نے اپنے بازو کھولے تو دونوں بھاگ کر اس سے لپٹ گئے۔۔۔۔

عفاف نے مصنوعی خفگی سے انہیں دیکھا اور وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔۔

ذرا جو میرا احساس ہو اس بندے کو۔۔۔۔

عفاف سڑھیاں چڑھتے ہوئے سوچ رہی تھی جب غاشیہ مسکراتے ہوئے نیچے اتر رہی تھی۔۔۔

غاشیہ تم کہاں جا رہی ہو؟؟؟

عفاف نے اسے چادر میں لپیٹے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

عفی آپي ابو باهر كھڑے ہیں۔۔ تھوڑی جلدی میں ہیں اور ویسے بھی امی کی كال آئی ہے بول رہی ہیں جلدی گھر آؤ۔۔۔

سب ٹھیک ہے نا؟؟؟

عفاف نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔۔ اللہ کرے سب ٹھیک ہو۔۔ اچھا میں چلتی ہوں۔۔ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔

غاشیہ یہ بول کر سڑھیاں اتر گئی اور پھر سب سے ملتے باہر کی جانب چلی گئی۔۔۔

عفاف اپنے کمرے میں موجود چیزوں کو سمیٹ رہی تھی جب اذہان اندر داخل ہوا۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو یار؟؟ کبھی مجھے بھی وقت دے دیا کرو۔۔۔۔

تمہیں میرے وقت کی ضرورت نہیں ہے۔۔ تمہارے لئے تمہارے بچے کافی ہیں۔۔۔

عفاف کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا۔۔۔ اور اسے شانوں سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔۔

اپنے بچوں سے جیلس ہو رہی ہو؟؟؟

اذہان نے جان بوجھ کر اسے تنگ کیا۔۔ عفاف نے اسے گھورا۔۔۔

میں اپنے بچوں سے کیوں جیلس ہوں گی؟؟ دماغ خراب ہے تمہارا بس۔۔۔۔

عفاف نظریں ملائے بغیر بولی۔۔۔۔

اذہان نے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

میری زندگی کا حاصل ہو تم یار۔۔۔ اللہ کی طرف سے عطا کی گئی نعمت ہو۔۔۔ میری زندگی اور دل پر صرف تمہاری حکمرانی ہے۔۔۔ اس طرح ہر بات کو دل پر مت لگا لیا کرو۔۔۔۔

تم مجھے سب کے سامنے نظر انداز مت کیا کرو نا۔۔۔ مجھے پھر غصہ آ جاتا ہے۔۔۔ اور مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا بول جاتی ہوں۔۔۔۔

اذہان کی نرمی پر وہ بالکل پگھل گئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا آنش کی چیخ نما آواز ان دونوں کے کانوں تک پہنچی تھی۔۔۔ وہ دونوں بھاگ کر کمرے سے نکلے تھے۔۔۔ نیچے کا منظر دیکھ کر دونوں اپنی جگہ ساکت رہ گئے تھے۔۔۔۔

سامنے لائونج میں حائم خون میں لت پت گرا ہوا تھا۔۔۔ صباحت اور نصرت بیگم اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔۔ جبکہ آنش رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ اذہان لمحے کی تاخیر کئے بنا نیچے کی طرف بھاگا تھا۔۔۔ عفاف بھی اس پیچھے تھی۔۔۔

اذہان نے جلدی سے جا کر اسے اٹھایا۔۔۔

حائم۔۔۔ بیٹا اوپن یور آئیز۔۔۔۔

اذہان اسے گود میں اٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔ عفاف کے آنسو بھی آنکھوں سے نکلنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔
 اذہان نے جلدی سے اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹایا۔۔۔ عفاف نے پیچھے بیٹھ کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ
 لیا۔۔۔

صبحات بیگم فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئیں جبکہ اذہان نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کر دی۔۔۔
 بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ہاسپٹل میں تھے۔۔۔ حاتم کو خون میں بے ہوش دیکھ کر ڈاکٹر اسے
 ایمر جنسی وارڈ میں لے گئے تھے۔۔۔

امی۔۔۔ حاتم کو چوٹ کیسے لگی؟؟؟

اذہان نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

آنش اور حاتم دونوں ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ رہے تھے۔۔۔ حاتم سڑھیوں پر بھاگ کر چڑھ رہا تھا
 جب اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گیا۔۔۔

صبحات بیگم روتے ہوئے بولیں۔۔۔

اذہان نے عفاف کو دیکھا جو سر جھکائے بیچ پر بیٹھی تھی۔۔۔

اذہان نے صبحات بیگم کو دوسرے بیچ پر بٹھایا اور خود عفاف کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گا؟؟؟

عفاف کی بھرائی آواز سن کر اس نے بیچ پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔ حاتم کا خون دیکھ کر تو اس کا دل
 بھی بند ہو رہا تھا۔۔۔ لیکن مرد تھانا مضبوط بننا تھا۔۔۔ ورنہ ایک عورت ایک ماں ٹوٹ جاتی۔۔۔

وہ ٹھیک ہو جائے گا عفی۔۔۔

اذہان نے بمشکل اپنے دل کو سخت کرتے ہوئے عفاف کو تسلی دی تھی۔۔۔

میں منہوس ہوں اذی۔۔۔ دیکھو ابھی تو خوشیوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تھا اور ابھی سے یہ سب ہو گیا۔۔۔

عفاف کی آواز پر اذہان نے اس کی گود میں رکھے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

اسے کچھ نہیں ہو گا عفی۔۔۔ وہ اذہان گردیزی کا بیٹا ہے مضبوط اور باہمت۔۔۔ اور خبردار آئندہ اپنے لئے منہوس کا لفظ استعمال کیا۔۔۔ میرے لئے تم سے بڑھ کر کوئی خوشی نہیں ہے۔۔۔ تم ہو تو میں ہوں۔۔۔ تم نے اتنے پیارے بچے دیئے ہیں مجھے۔۔۔ پھر تم کیسے منہوس کہہ سکتی ہو خود کو؟؟؟ تمہارا کوئی نعم البدل نہیں ہے عفی۔۔۔

اذہان کے الفاظ اسے سر اٹھانے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔ نم آنکھوں سے اس نے اذہان کو دیکھا تھا۔۔۔ اذہان نے پلکوں کو خم دے کر اسے تسلی دی تھی۔۔۔ کہ وہ واقعی اس کے لئے معتبر ہستی ہے۔۔۔ دس منٹ بعد ایک ڈاکٹر باہر آیا تو اذہان جلدی سے اس کی طرف بڑھا۔۔۔

ڈاکٹر میرا بیٹا کیسا ہے اب؟؟؟

اذہان کے سوال پر ڈاکٹر نے اسے دیکھا۔۔۔

فحال تو وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی سکون آورا انجیکشن دیا ہے اسے لیکن سر کے پچھلے حصے کی طرف کافی بڑی چوٹ آئی ہے۔۔۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ چوٹ گہری نہیں ہے۔ تقریباً پانچ سٹیجز لگے ہیں۔۔۔ اس کے ہوش میں آتے ہی میں اسے چیک کر کے آپکو بتا دوں گا کہ اسے یہاں رکھنا ہے یا ڈسچارج کرنا ہے۔۔۔

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں تفصیل سے جواب دیا۔۔۔۔۔

اذہان نے گویا سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔ صباحت بیگم نے بھی بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔ عفاف نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کئے اور بولی۔۔۔

ڈاکٹر کیا میں اپنے بچے سے مل سکتی ہوں۔۔۔۔۔ پلیز۔۔۔

عفاف کی بات پر ڈاکٹر نے اذہان کی طرف دیکھا۔۔۔

ڈاکٹر میرے بچوں کی ماں جذباتی ہے ذرا۔۔۔ آپ اسے روم میں شفٹ کر دیں۔۔۔ ہم اسے ہوش میں آنے پر ہی ملیں گے۔۔۔۔۔

اذہان نے مسکرا کر ڈاکٹر کو جواب دیا۔۔۔ تو ڈاکٹر نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔

تم نے مجھے میرے بیٹے سے ملنے کیوں نہیں دیا؟؟؟

عفاف نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بیوی یہ ایک پرائیویٹ ہاسپٹل ہے۔۔۔ یہاں کے کچھ رولز ہیں۔۔۔ مریض کے مکمل چیک اپ کے بعد ہی

ڈاکٹر اسے اس کے گھر والوں سے ملنے کی اجازت دیتے ہیں۔۔۔ جب تک انہیں تسلی نہیں ہوتی وہ کسی کو

بھی مریض سے ملنے کی اجازت نہیں دیتے۔۔۔

اذہان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے نرمی سے سمجھایا۔۔۔ عفاف نے خفگی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں سے

چھڑوا لیا۔۔۔۔۔

امی اس کے پاس بیٹھیں میں ذرا ایک کال کر کے آتا ہوں۔۔۔۔۔

اذہان یہ بول کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔ جبکہ عفاف نے مسکرا کر صباحت بیگم کے کندھے پر اپنا سر رکھا تھا۔۔۔۔۔

.....ماضی

ایک مہینہ ہو گیا تھا آیان اور عفاف کے نکاح کو۔۔۔ آیان تو نکاح کے اگلے دن ہی واپس چلا گیا تھا۔۔۔ اور عفاف ہر وقت اپنے کمرے میں رہتی تھی۔۔۔ اس دوران اذہان کو بی اے کارزلٹ آیا تھا جس میں اس نے بہت اچھے نمبروں سے کامیابی حاصل کی تھی۔۔۔ سب نے اسے مبارکباد دی تھی جسے وہ بظاہر تو ہنس کر قبول کر رہا تھا لیکن باطنی طور پر اندر سے خالی ہو چکا تھا۔۔۔ ایک جذبات سے عاری انسان بن چکا تھا۔۔۔ احمد صاحب نے اذہان سے اس کے اگلے لائحہ عمل کے بارے میں پوچھا تو اس نے آگے پڑھنے سے صاف انکار کر دیا اور بولا کہ وہ اکیٹنگ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ احمد صاحب اور اس کی اس بات پر کافی بحث ہوئی لیکن دونوں ہی اپنی اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے۔۔۔ گھر میں عجیب سی پریشانی کا ماحول بن گیا تھا۔۔۔

آیان تقریباً چار دن بعد گھر پر کال کرتا تھا اور سب سے بات کرتا تھا۔۔۔ عفاف سے بھی اس کی بات ہوتی تھی جو صرف حال چال پر منحصر ہوتی تھی۔۔۔ سب گھر والے رات کا کھانا کھا کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے سوائے اذہان اور ادیان کے جو لائونج میں بیٹھے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ اس دوران لائونج میں موجود ٹیلی فون کی آواز ان دونوں تک پہنچی۔۔۔ ادیان نے جاکر ریسپور اٹھایا۔۔۔ تو آیان کی کال تھی۔۔۔ وہ

مسکرا کر حال چال پوچھنے لگا۔۔۔ پھر اس نے اذہان کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور ریسپور اسے پکڑا کر عفاف کے کمرے کی طرف چلا گیا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ اذی کیسے ہو؟؟

و علیکم اسلام بھائی۔۔۔ الحمد للہ میں بالکل ٹھیک آپ سنائیں۔۔۔

اذہان نے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

میں بھی ٹھیک ہوں۔۔۔ آج ایک آپریشن کے لئے جا رہا ہوں تو سوچا گھر والوں سے بات کر لوں۔۔۔

آیان کی آواز پر اذہان مسکرایا تھا۔۔۔

اللہ پاک آپکو ہر آپریشن میں کامیاب کرے بھائی۔۔۔

آمین۔۔۔ بس ایک ہی مقصد ہے میرا کہ اللہ اس بار مجھے اپنے خوش نصیب بندوں میں جگہ دے کر شہادت جیسی بلندی سے نواز دے۔۔۔

آیان کے آواز میں حسرت تھی جبکہ اذہان کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

بھائی پلیز ایسی باتیں نہ کیا کریں۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔ یار تم تو اچھے خاص جوان مرد ہو۔۔۔ پھر بھی اتنا ڈرتے ہو۔۔۔

آیان نے مسکرا کر کہا۔۔۔

بھائی اپنوں سے کچھڑنے سے کون نہیں ڈرتا۔۔۔؟؟؟

اذہان نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

اس سے پہلے آیان کوئی جواب دیتا عفاف پر نظر پڑتے ہی اذہان نے اسے ریسپور پکڑا دیا۔۔۔ اور دوبارہ سے جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔

عفاف کی آواز پر آیان کی ساری تھکن ایک پل میں ختم ہوئی تھی۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔ کیسی ہو؟؟

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسے ہیں؟؟

عفاف کو محسوس ہو رہا تھا جیسے مسلسل وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے۔۔۔ اس لئے گھبراہٹ بھی اس پر طاری ہو رہی تھی۔۔۔ اذہان کے سامنے آیان سے بات کرنا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

تمہارے بغیر کیسا ہو سکتا ہوں؟؟؟

آیان کی جذبوں سے بھرپور آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔

عفاف نے دونوں لب سختی سے آپس میں پیوست کر لئے تھے۔۔۔

دونوں طرف خاموشی تھی۔۔۔ جسے ایک بار پھر آیان کی آواز نے توڑا تھا۔۔۔

عفی نظر انداز ہونا۔۔۔ بہت اذیت ناک ہوتا ہے۔۔۔ اور پتہ ہے سب سے بڑی اذیت کیا ہے؟؟ جب آپ کسی کے لئے تڑپ رہے ہوں اور وہ آپکو سرے سے ہی نظر انداز کر دے۔۔۔

اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ۔۔۔۔

آیان کے لفظوں پر ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔۔۔ وہ ریسپور کو وہیں فون پر رکھ کر تیزی سے سڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف گئی تھی۔۔۔۔۔

اذہان کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔

دودن بعد

صبح کا وقت تھا جب سب ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔ کسی نے باہر والے دروازے پر ذور ذور سے دستک دی۔۔۔

عادی جائو دیکھو ذرا کون آیا ہے؟؟؟

احمد صاحب نے ادیان سے کہا۔۔۔ ادیان اپنی کرسی سے اٹھا اور باہر کے دروازے کو کھولا۔۔۔ سامنے ہی تین آرمی آفیسرز کھڑے تھے۔۔۔ اور تھوڑی دور ان کی جیب کھڑی تھی۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ کیا یہ کیپٹن آیان احمد گردیزی کا گھر ہے؟؟؟

ایک آرمی والے نے پوچھا۔۔

جی انہی کو گھر ہے۔۔۔ لیکن سب خیریت ہے نا؟؟

ادیان کی آواز میں تشویش تھی۔۔۔ اس سے پہلے آرمی والوں میں سے کوئی جواب دیتا احمد گردیزی خود باہر آگئے۔۔۔

سب ٹھیک ہے نا آفیسرز؟؟؟

کیپٹن آیان گردیزی۔۔۔ کل رات۔۔۔ باڈر پر اپنے فرض کو نبھاتے ہوئے جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔۔۔
اللہ نے انکا مقام ہم سب سے بلند کر دیا ہے۔۔۔

آرمی والے کے لفظوں پر احمد صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے جبکہ ادیان نے اپنا سر باقاعدہ نفی میں ہلایا تھا۔۔۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟ ابھی پرسوں تو میری بھائی سے بات ہوئی تھی۔۔ وہ بالکل ٹھیک تھے۔۔۔ میرے بھائی ایسے نہیں جاسکتے۔۔۔

ادیان چیتے ہوئے اپنے قدم پیچھے لے کر جا رہا تھا جب اذہان کے سینے سے اس کی پشت ٹکرائی۔۔۔ اذہان کی آنکھیں بھی نم تھیں۔۔۔

وہ مڑا اور اذھان کے ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔۔۔۔

ازدی بھائی آیان بھائی۔۔۔ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔ وہ۔۔۔

عادی

ادیان بات کرتے کرتے بے ہوش ہو گیا تھا۔۔۔ اذہان نے بروقت اسے سنبھالا تھا۔۔۔

سریہ انکا کچھ سامان اور یہ ان کا یونیفارم ہے۔۔۔۔۔

ایک آرمی والے نے احمد گردیزی کو کیپٹن آیان گردیزی کے نام کا یونیفارم اور کیپ دی۔۔۔ ساتھ ایک چھوٹا سا بیگ بھی تھا۔۔۔ احمد صاحب نے اپنے کانپتے ہاتھوں کو آہستہ سے آگے کیا۔۔۔ ہاتھوں کی لرزش بتا رہی تھی کہ ایک اور باپ نے وطن کے لئے اپنا بیٹا قربان کر دیا۔۔۔۔ دکھ کے ساتھ فخر بھی تھا۔۔۔

لرزتے ہاتھوں سے وہ یونیفارم پکڑا تھا۔۔۔ باقی دو آرمی والوں نے جھنڈے میں لپٹے آیان کے خاموش وجود والے تابوت کو گھر کے اندر رکھا تھا۔۔۔ احمد صاحب یونیفارم کو آنکھوں سے لگاتے ہوئے زار و قطار رو دیئے تھے۔۔۔ اور روتے روتے زمیں پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔ ایک آرمی والے نے آگے بڑھ کر انہیں تھاما تھا۔۔۔ اولاد کا دکھ بہت بڑا ہوتا ہے۔۔۔ صبر جمیل کی مثال قائم کرنی پڑتی ہے۔۔۔

اذہان ادیان کو اٹھا کر لائونج میں لایا جہاں گھر کی سب عورتیں بیٹھی تھیں۔۔۔ اس کو دیکھ کر سب ہی اپنی جگہ سے پریشانی سے اٹھ کر اس کے گرد جمع ہو گئی تھیں۔۔۔

اذی کیا ہوا ہے اسے؟؟؟

صباحت بیگم نے اذہان کو دیکھ کر پوچھا جس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل نکل رہے تھے اور لفظ لبوں سے نکلنے سے انکاری تھے۔۔۔

اذی ہوا کیا ہے؟؟؟

صباحت بیگم نے اسے جھنجھوڑ کر پوچھا۔۔۔

امی۔۔۔ آیان۔۔۔ بھائی۔۔۔ شہید۔۔۔ ہو گئے۔۔۔ ہیں۔۔۔

بالآخر لرزتے لہجے میں وہ ایک ماں کے دل پر وار کر گیا تھا۔۔۔ صباحت بیگم وہیں زمین پر بیٹھ گئیں۔۔۔ اور رونا شروع ہو گئیں۔۔۔ ایک ماہ پہلے جہاں خوشیاں تھیں اب وہ گھرماتم میں تبدیل ہو گیا تھا۔۔۔

اذہان باہر گیا اور جا کر احمد صاحب کے گلے لگ کر بچوں کی طرح رو دیا۔۔۔ احمد صاحب نے تابوت میں لپٹے وجود کو دیکھا اور ان کے آنسو مزید تیز ہو گئے تھے۔۔۔ جو ان بیٹے کی شہادت ہوئی تھی۔۔۔ معمولی بات تو نہیں تھی۔۔۔

ہمسائیوں میں سے کسی نے عارفہ بیگم کو اطلاع کر دی تھی۔۔۔۔

شام کی نماز کے بعد جنازہ رکھا گیا تھا۔۔۔ ادیان کو تو ہوش ہی نہیں تھا۔۔۔ وہ جب بھی ہوش میں آتا تھا بس آیان بھائی بول کر پھر سے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جاتا تھا۔۔۔ گھر کی سب عورتیں رو رہی تھیں۔۔۔ محلے کی ہر آنکھ اشکبار تھی۔۔۔ عفاف مسلسل آیان کے چہرے کو دیکھ کر آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ الفاظ تو گویا وہ چھین کر ساتھ کے گیا تھا۔۔۔

اذہان احمد صاحب کو سنبھال رہا تھا۔۔۔ ادیان کے پاس ہاشم تھا۔۔۔

آخر کار وہ وقت بھی آ گیا جب اسے لے جایا جانا تھا اس کی آخری آرام گاہ کی طرف۔۔۔ جیسے ہی محلے کے کچھ لوگ یوسف صاحب اور اذہان کے ہمراہ تابوت کو اٹھانے آئے صباحت بیگم نے تابوت کو پکڑ لیا۔۔۔ اذی۔۔۔ مت لے کر جائو میرے بیٹے کو۔۔۔ وہ سو رہا ہے۔۔۔ اس کی نیند خراب ہو جائے گی۔۔۔ تمہیں معلوم ہے نا اس کہ نیند خراب ہو جائے تو وہ گھر سر پر اٹھالیتا ہے۔۔۔

صباحت بیگم کی بات پر اذہان جو کب سے خود کو سنبھال رہا تھا پھر سے رو دیا تھا۔۔۔ صباحت بیگم کو اپنی آغوش میں لے کر وہ روتے ہوئے بولا۔۔۔۔

امی جنازے کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔ بھائی کو جانے دیں۔۔۔۔۔

اس کی بات پر صباحت بیگم نے اپنی گرفت تابوت پر مضبوط کرنی چاہی تو اذہان نے ان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی آغوش میں لے لیا۔۔۔۔

عفی امی کو سنبھالو۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔

جیسے ہی تابوت کو اٹھا کر گھر سے باہر لے جایا گیا اذہان نے سرخ آنکھوں سے عفاف سے کہا جو رو رو کر نڈھال ہو چکی تھی۔۔۔۔

تم آیان کو قبر میں اتارتے وقت اس کی پیشانی پر بوسہ ضرور دینا اذی۔۔۔۔ اور اسے کہنا عفاف اس سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔ بہت محبت کرتی ہے۔۔۔۔

عفاف کی بات پر اذہان نے اپنا سر اثبات میں ہلایا اور وہاں سے باہر چلا گیا۔۔۔۔ ہر آنکھ اس ماں کے لئے رو رہی تھی جس نے اپنا جوان بیٹا وطن کے لئے قربان کیا تھا۔۔۔۔ ہر کوئی اس باپ کو سلام کر رہا تھا جس نے بیٹے کی شہادت پر بمشکل خود کو سنبھالا ہوا تھا۔۔۔۔

پتہ نہیں کتنی مائیں ہر روز صبر کرتی ہیں کتنے باپ ضبط کرتے ہوئے جوان بیٹوں کو منوں مٹی تلے دفناتے ہیں۔۔۔۔ کتنی بہنیں ہیں جو اپنے بھائیوں کو یاد کر کے روتی ہیں۔۔۔۔ کتنی بیویاں ہیں جو بیوہ ہوتی ہیں۔۔۔۔ کتنے بچے ہیں جو یتیم ہوتے ہیں۔۔۔۔ صرف اس لئے کہ دوسری مائوں کی گودا جڑنے سے بچ جائے۔۔۔۔ دوسری بہنوں کے محافظ سلامت رہیں۔۔۔۔ دوسروں کے بچے یتیم نہ ہوں۔۔۔۔ اللہ پاک ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے جن لوگوں نے اپنے بیٹے وطن پر قربان کئے۔۔۔۔

خدا سلامت رکھے ہمارے محافظوں کو جو ہماری حفاظت سرحدوں پر کر رہے ہیں۔۔۔۔ آمین۔۔۔۔

پانچ دن ہو گئے تھے آیان کی شہادت کو۔۔۔ سب گھروالے جیسے زندگی گزارنے کا طریقہ بھول بیٹھے تھے۔۔۔ احمد صاحب نے خود کو کمرے تک محدود کر لیا تھا۔۔۔ صباحت بیگم کو نصرت بیگم سنبھال رہی تھیں۔۔۔ کلثوم بیگم کے پاس عارفہ بیگم ہوتی تھیں۔۔۔ غاشیہ عفاف کے پاس ہوتی تھی۔۔۔ اذہان صبح گھر سے نکلتا تھا اور رات گئے تک لوٹتا تھا۔۔۔ ادیان بھی کبھی گھر سے باہر نکل جاتا اور کبھی خود کو کمرے میں بند کر لیتا۔۔۔ گویا زندگی گزارنا مشکل ہو گیا تھا سب کے لئے۔۔۔ کسی ایک چلے جانے سے زندگی تو نہیں رکی تھی ہاں جینے کا انداز بدل گیا تھا۔۔۔۔

عفاف کے سر میں درد ہو رہا تھا تو وہ چائے بنانے کی غرض سے کیچن میں آئی۔۔۔ ابھی وہ چائے بنا کر لائونج میں آئی ہی تھی کہ کلثوم بیگم کے کمرے سے نکلتی عارفہ بیگم سے ٹکرا گئی۔۔۔ گرم گرم چائے عارفہ بیگم کے ہاتھوں پر گر گئی۔۔۔ عفاف نے حواس باختہ ہو کر انہیں دیکھا تھا۔۔۔

ایم سوری پھپھو وہ غلطی۔۔۔۔۔۔۔۔

چٹا خان۔۔۔

ابھی عفاف کے الفاظ منہ میں تھے جب عارفہ بیگم نے اس کے بائیں گال پر تھپڑ رسید کیا۔۔۔ تھپڑ کی شدت اتنی تھی کہ عفاف کو اپنے رخسار سے دھواں نکلتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔ سرخ گال پر ہاتھ رکھ کر وہ نم آنکھوں سے عارفہ بیگم کو دیکھنے لگی۔۔۔

اندھی ہو؟؟ نظر نہیں آتا کیا؟؟

عارفہ بیگم چلاتے ہوئے بولیں۔۔۔

عفاف نے کچھ بولنے کے لئے لبوں کو جنبش دی لیکن آواز تو جیسے کہیں دب سی گئی تھی۔۔۔

نصرت بیگم جو صباحت بیگم کے لئے پانی لینے کمرے سے باہر نکلی تھیں سامنے کا منظر دیکھ کر وہ ساکت رہ گئی تھیں۔۔۔

منہوس۔۔۔ پتہ نہیں زندہ کیوں ہو تم؟؟؟ تم مریکوں نہیں جاتی۔۔۔؟؟ تمہاری وجہ سے میں نے اپنا بھائی کھویا۔۔۔ اور آج تمہاری وجہ سے اپنا بھتیجا بھی کھو دیا۔۔۔ تم اس گھر کی خوشیوں کو کھانے والی ڈائن ہو۔۔۔ تمہارا منہوس سایہ اس گھر کے مکینوں کو کبھی خوش نہیں رہنے دے گا۔۔۔۔۔

عارفہ بیگم چیختے ہوئے بول رہی تھی جبکہ عفاف بے یقینی سے انہیں سن رہی تھی۔۔۔ اتنی نفرت کیوں؟؟ نصرت بیگم تو جیسے اپنی جگہ پر جم سی گئی تھیں۔۔۔ لفظوں نے ان کے قدموں کو جیسے زنجیر پہنا دی تھی۔۔۔ ادیان جو اپنے کمرے میں تھا عارفہ بیگم کے چلانے کی آواز سن کر باہر آیا۔۔۔ سامنے عفاف کو بائیں رخسار پر ہاتھ رکھے دیکھ کر وہ آگے آیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے؟؟؟ غنی آپ آپی آپ ٹھیک ہو؟؟؟ اور پھپھو آپ کیوں چلا رہی ہیں؟؟؟

ادیان نے ان کے سرخ چہرے کو دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

یہ تو اس کلمو ہی سے پوچھو۔۔۔ جب سے اس گھر میں پیدا ہوئی ہے۔۔۔ اس گھر کی خوشیوں کو جیسے گرہن لگ گیا ہے۔۔۔ میں نے کہا بھی تھا اماں سے کہ اس لڑکی کو دفع کریں اس گھر سے لیکن نہیں جوڑ دیا میرے آیان کے ساتھ۔۔۔ اس کی وجہ سے آیان ہم سب کو چھوڑ کر چلا گیا ہے۔۔۔۔۔

بس کریں آپا۔۔۔ کیا بولے جارہی ہیں۔۔۔؟ میری بیٹی کے بارے میں اس طرح کے الفاظ مت استعمال کریں۔۔۔ جس پر بعد میں آپ کو بھی کچھتاوا ہو۔۔۔۔۔

نصرت بیگم آخر کار مزید برداشت نہ کر سکیں اس لئے اونچی آواز میں بولیں۔۔۔

یہاں تو سچ کوئی سننا ہی نہیں چاہتا۔۔۔ لکھ کر رکھ لو میری بات یہ لڑکی ساری زندگی تم لوگوں کے سروں پر بیٹھ کر تم لوگوں کی خوشیوں کو گرہن لگاتی رہے گی۔۔۔

عارفہ بیگم یہ بول کر کلثوم بیگم کے کمرے کی طرف چلی گئیں۔۔۔

آپی۔۔۔

عادی نے اسے پکارا تو اس نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

م۔۔۔ مم۔۔۔ میں منہوس ہوں۔۔۔۔

عفاف لرزتے لہجے میں بولی اور تقریباً بھاگ کر وہاں سے سڑھیاں چڑھتے ہوئے اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔۔۔۔

عادی نے لب بھینچ کر اس کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

زندگی بعض دفعہ بہت بڑے امتحان لیتی ہے۔۔۔ اور اپنوں کا ساتھ اس امتحانات کو برداشت کرنے کی ہمت دیتا ہے۔۔۔ لیکن جہاں اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی انسان تنہا محسوس کرے وہاں برداشت کی مثال قائم کرنی پڑتی ہے۔۔۔۔۔

افضان رات کو گھر آیا اور دروازہ لاک کر کے اپنے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے ٹھٹکا۔۔۔۔ بیڈ پر

ادیان لیٹا ہوا تھا۔۔۔۔ آیان کی شہادت کے بعد آج وہ اس کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

افضان نے دروازہ بند کیا اور آہستہ سے چلتے ہوئے بیڈ کی جانب آیا۔۔۔

موبائل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر وہ لیٹ گیا۔۔۔ ابھی اسے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی لیٹے ہوئے جب ادیان کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔۔

آپ سارا دن قبرستان میں کیوں رہتے ہیں بھائی؟؟؟

اذہان جو آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹا تھا۔ بازو ہٹا کر ادیان کو دیکھنے لگا جو اذہان کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

بھائی کے پاس سے واپس آنے کو دل ہی نہیں کرتا۔۔۔

اذہان کی آنکھیں ایک لمحے میں نم ہوئی تھیں۔۔۔

بھائی تو جا چکے ہیں ان کی وجہ سے جو زندہ ہیں ان کو نظر انداز مت کریں۔۔۔ ابو کو آپکو ضرورت ہے۔۔۔ وہ کمرے سے باہر نہیں نکلتے، امی کا بلڈ پریشر لو رہتا ہے۔۔۔ چھوٹی امی چھپ چھپ کر روتی ہیں۔۔۔ اور غفی آپ۔۔۔۔۔ ان کی تو جیسے دنیا ہی ختم ہو گئی ہے۔۔۔

ادیان کا بولتے ہوئے لہجہ بھرا گیا تھا۔۔۔

اذہان نے عفاف کے نام پر بے ساختہ نظریں چرائی تھیں۔۔۔

آپ جانتے ہیں آج پھپھو نے کیا کیا ہے؟؟؟

ادیان نے اذہان کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔ اذہان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

کیا؟؟؟

جواب میں ادیان نے اذہان کو ساری بات بتادی۔۔۔ اذہان نے لب بھیج لئے۔۔۔

اور کروٹ بدل لی۔۔۔

سو جائو عادی۔۔۔۔

اذہان نے تھوڑی دیر بعد ادیان سے کہا جو اس کی پشت کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

بھائی عفیٰ آپ کی ضرورت ہے۔۔۔

ادیان کا غصہ بھرالہجہ اذہان کو طیش دلا گیا تھا۔۔۔۔

اسے کسی کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے لیکن اذہان گردیزی کی بالکل نہیں۔۔۔ سمجھے تم۔۔۔۔

اب سو جائو چپ کر کے۔۔۔۔

آپ اپنی محبت کو یوں تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔۔؟؟

ادیان نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی جانب اسے کروٹ بدلنے پر مجبور کر دیا۔۔۔۔

مرچکی ہے وہ محبت آیان بھائی کی شہادت کے ساتھ۔۔۔ دفن کر آیا ہوں انہیں اس مٹی کے نیچے۔۔۔۔

جہاں وہ ابدی نیند سو رہے ہیں۔۔۔۔

اذہان نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا۔۔۔۔

تو پھر انہی کی محبت کی خاطر آپ ان کو دنیا کے طعنوں سے بچالیں۔۔

عادی۔۔۔ پلیر چپ کر جائو۔۔۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔

اذہان کی بات پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

غم کے سروں پر جاناں۔۔۔۔

محبت رقص کرتی ہے۔۔۔۔

یادوں کے گھنگرو ٹوٹ

بھی جائیں تو۔۔۔۔۔

شدت تکلیف ساتھ چلتی ہے۔۔۔۔

اس بے وفائی کی محفل میں۔۔۔۔

وفا بے موت مرتی ہے۔۔۔۔

مسکراہٹوں کا لبادہ اوڑھ کر۔۔۔۔

راتوں کی تنہائی بڑھتی ہے۔۔۔۔

اختتام محفل بھی یہاں

خوب ہے۔۔۔۔

انا اور ضد بھی جلتی ہے۔۔۔۔

غم کے سروں پر جاناں۔۔۔۔

محبت رقص کرتی ہے۔۔۔۔

۔ (کرن رفیق)۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

.....:حال

حائم کے ہوش میں آتے ہی ڈاکٹر نے اس کا چیک اپ کیا گیا تھا۔۔۔ چیک اپ کے بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔۔۔ اذہان عفاف اور صباحت بیگم کے ساتھ وہیں تھا۔۔۔

ڈسچارج ہوتے ہی وہ حائم کو لے کر گھر آ گیا تھا۔۔۔ اسے عفاف کے کمرے میں سلا کر وہ واپس آیا تھا۔۔۔ جہاں سب لائونج میں موجود تھے سوائے کلثوم بیگم کے جو حائم سے ملنے کے بعد اب سونے کے لئے جا چکی تھیں۔۔۔

امی میں چلتا ہوں۔۔۔ کسی بھی چیز کی ضرورت ہوئی تو مجھے کال کر دیجیئے گا۔۔۔ میں صبح آؤں گا۔۔۔ اذہان یہ بول کر وہاں سے جانے کے لئے مڑا جب احمد صاحب کی آواز سن کر وہ رک گیا۔۔۔ ذمے داریوں سے بھاگنا تو تمہاری شروع سے عادت رہی ہے۔۔۔ اب کیا بچوں کے معاملے میں بھی لا پرواہی برتو گے۔۔۔؟؟؟

ٹھیک کہا آپ نے غیر ذمہ دار تو میں شروع سے رہا ہوں۔۔۔ لیکن اپنے بچوں کے معاملے میں لا پرواہ بالکل نہیں ہوں۔۔۔

اذہان نے پلٹ کر سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

اچھا تو پھر جا کہاں رہے ہو؟؟ کیا اتنی جلدی بچوں سے محبت کا بھوت اتر گیا۔۔۔؟؟؟

احمد صاحب کا طنز اسے غصہ دلا گیا تھا۔۔۔

میرے اور میرے بچوں کے معاملے میں کسی کو بولنے کا کوئی حق نہیں ہے۔۔۔ اور نہ ہی مجھے کسی کے سامنے اپنی محبت کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔

اذہان نے سپاٹ چہرے سے جواب دیا۔۔۔ ادیان کبھی باپ کو دیکھ رہا تھا تو کبھی بھائی کو۔۔۔ دونوں میں سے کوئی بھی اپنی ضد سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ جبکہ باقی گھر والے خاموشی سے سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

ٹھیک ہے مت کرو ثابت۔۔۔۔ جائو اور دوبارہ میرے گھر میں داخل ہونے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔۔ احمد صاحب نے اسے گھورا تھا۔۔۔

اس گھر میں تو میں ہر صورت آؤں گا۔۔۔ میں بھی دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے۔۔۔۔۔ اذہان کے جواب پر احمد صاحب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی جسے وہ بروقت چھپا گئے تھے۔۔۔ ان کا مقصد اذہان کو اس گھر میں واپس دیکھنا تھا۔۔۔ لیکن ہائے یہ انا جو دونوں کے درمیان کھڑی تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں صباحت یہ اتنا ڈھیٹ کس پر چلا گیا ہے؟؟؟

احمد صاحب نے مصنوعی تاسف سے کہا۔۔۔

اپنے باپ پر گیا ہوں۔۔۔ آپ کو کوئی اعتراض؟؟؟

اذہان دل جلانے والی مسکراہٹ کے ساتھ بول کر باہر کی جانب بھاگا تھا کیونکہ احمد صاحب اسے اب واقعی غصے سے گھور رہے تھے۔۔۔۔

سب گھروالوں کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔۔ ایک دم نہ سہی لیکن آہستہ آہستہ ان دونوں کے درمیان
میں کھڑی خود ساختہ دیوار اب ٹوٹ رہی تھی۔۔۔

رشتے بگاڑتے ہوئے وقت نہیں لگتا لیکن سنوارتے ہوئے بعض دفعہ ساری زندگی بھی کم پڑ جاتی
ہے۔۔۔۔

عفاف حاتم کے ساتھ ابھی بیڈ پر سونے کے لئے لیٹی ہی تھی جب اس کا موبائل رنگ کرنے لگا۔ اس نے
چونک کر موبائل کو دیکھا جہاں اذہان کالنگ جگمگا رہا تھا۔۔۔ لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔
اس نے کال ریسیو کی لیکن بولی کچھ نہیں۔۔۔۔

حاتم کیسا ہے؟؟؟

اذہان کی فکر مند آواز اس کے کانوں میں پڑی تو مسکراہٹ اور بھی گہری ہو گئی۔۔۔
ابھی اٹھا تھا تھوڑی دیر پہلے درد کی وجہ سے۔۔۔ میں نے پین کلردی ہے۔۔۔ جسے کھا کر وہ سو گیا ہے۔۔۔
رو تو نہیں رہا تھا؟؟؟؟

نہیں۔۔۔

ایک لفظی جواب پر مقابل پر سکون ہوا تھا۔۔۔

ڈٹس آر یلیف۔۔۔۔۔

تم کیسی ہو؟؟؟

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ ابھی دو گھنٹے پہلے ہی تو دیکھ کر گئے تھے تم۔۔۔
 عفاف کے جواب پر وہ مسکرایا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر اطمینان آیا تھا۔۔۔
 تم مجھے آپ کب کہو گی؟؟

جب تم پر صرف میرا حق ہو گا۔۔۔

عفاف کے جواب پر وہ لیٹے سے اٹھ بیٹھا تھا۔۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟؟ مجھ پر تمہارا ہی حق ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔ جب تمہاری مسکراہٹ، تمہارے الفاظ، تمہاری نظریں، تمہارا ہر عمل صرف میرے لئے
 ہو گا۔۔۔ دنیا کے لئے کچھ بھی نہیں۔۔۔

عفاف نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔

عفی یار تم پلیز مجھے اسی دنیا کے ساتھ ایکسیپٹ کر لو۔۔۔ کیونکہ میرے لئے انتخاب کا مرحلہ کبھی بھی آسان
 نہیں رہا۔۔۔

مجھے ڈر لگتا ہے کہ تم مجھے اس دنیا میں تنہا چھوڑ دو گے کیونکہ اس ڈرامائی دنیا کی رونقیں اچھے اچھوں کا ایمان
 ڈگمگاتی ہیں۔۔۔

عفاف نے بالآخر اپنا خدشہ ظاہر کیا۔۔۔

اس کی بات پر اذہان کھل کر مسکرایا تھا۔۔۔

اتنے سال ہو گئے ہیں مجھے انڈسٹری میں۔۔۔ کیا تم میرے دل سے نکل سکی؟؟ نہیں نا۔۔۔ تو پھر آگے بھی یقین رکھو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ یہ بس تمہارے خدشے ہیں۔۔۔ اور ویسے بھی میرا دل تمہارے معاملے میں پکا مومن ہے جو چاہ کر بھی قبلہ نہیں بدل سکتا۔۔۔۔۔
تو ٹھیک ہے۔۔۔ بڑے ابو سے مانگ لیں واپس اپنی امانت۔۔۔۔۔

عفاف نے شرارت سے کہا تو اذہان نے موبائل کو سامنے کر کے گھورا جیسے وہ سامنے نظر آرہی ہو۔۔۔ وہ خود لوٹائیں مجھے۔۔۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ اب ان کی بیٹی کو کما کر کھلانے کے قابل ہو چکا ہوں میں۔۔۔۔۔

اذہان کی خفگی بھری آواز پر وہ کھکھلا کر ہنسی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیے۔۔۔ کیا میرے لئے اتنا نہیں کر سکتے؟؟؟

تو تم مجھے ابو کے سامنے ذلیل ہوتے دیکھنا چاہتی ہو؟؟؟

اذہان کے لہجے سے لگ رہا تھا وہ مان گیا ہے اس کی بات۔۔۔۔۔

بالکل۔۔۔۔۔

عفاف مسکراتے ہوئے جواب میں بولی۔۔۔

تو اس سب کا حساب میں تم سے لوں گا۔۔۔ یاد رکھنا وہ بھی سود سمیت۔۔۔۔۔

اذہان کی ذومعنی بات پر عفاف کے ہاتھوں میں موجود موبائل کانپا تھا۔۔۔ چہرے کی رنگت میں سرخیاں چاند کی روشنی میں نمایاں ہونے لگی تھیں۔۔۔ لبوں پر شرمیلی سے مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ دل کی دھڑکن کی آواز کمرے کی خاموشی کو توڑنے لگی تو وہ کال بند کر گئی تھی۔۔۔

چھپھورا انسان۔۔۔۔

عفاف نے سوچا۔۔۔ اور موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھنے لگی جب اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی۔۔۔۔۔ اپنا خیال رکھنا اور بچوں کا بھی۔۔۔ صبح تک۔۔۔ کیونکہ صبح کے بعد یہ کام میں خود سرانجام دوں گا۔۔۔ عفاف نے مسکرا کر موبائل کو سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔ اور اسی مسکراہٹ سے آنکھیں موند گئی۔۔۔۔۔

.....ماضی

دوماہ ہو گئے تھے آیان کی شہادت کو اور سب گھر والے آہستہ سے اپنی زندگی میں واپس آرہے تھے۔۔۔ کہتے ہیں وقت سے بڑا کوئی مرہم نہیں ہوتا۔۔۔ دل پر لگے زخموں کو وقت ہی ختم کرتا ہے۔۔۔

آج احمد صاحب دوکان سے واپس گھر آئے تو عفاف کو باہر لائونج میں بیٹھے دیکھا۔۔۔ جس کے ہاتھ میں بظاہر تو کتابیں تھیں لیکن دھیان کہیں اور تھا۔۔۔ انہیں بے ساختہ اس کی مسکراہٹ یاد آئی تھی۔۔۔ جو آیان کی شہادت کے بعد کہیں کھوسی گئی تھی۔۔۔۔ وہ اندر آئے تو عفاف نے انہیں دیکھ کر سلام کیا اور ان کے لئے کیچن سے پانی لینے چلی گئی۔۔۔۔ پانی کا گلاس احمد صاحب کو دے کر وہ اپنی کتابیں لے کر سڑھیوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔۔۔۔۔

دودن مسلسل عفاف کے بارے میں سوچتے ہوئے وہ ایک فیصلے پر پہنچے تھے۔۔۔ اور اسی فیصلے پر عمل کرنے کے لئے وہ کلثوم بیگم سے مشورہ کر کے صباحت اور نصرت بیگم کو آگاہ کر چکے تھے۔۔۔ صباحت بیگم تو جیسے پھر سے جی اٹھی تھیں۔۔۔ وہ عفاف کے چھوٹی عمر میں بیوہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھیں۔۔۔ اور اب ان کی پریشانی جیسے ختم ہونے والی تھی۔۔۔۔ نصرت بیگم تو خاموش سی ہو گئی تھیں۔۔۔ احمد صاحب کے فیصلے سے۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ عفاف کسی طرح بھی رضامندی ظاہر نہیں کرے گی۔۔۔۔

عفی بیٹا کیا کر رہی ہو؟؟؟

نصرت بیگم نے عفاف کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے محبت سے پوچھا تو عفاف زخمی سا مسکرائی۔۔۔۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہی ہوں خدا سے۔۔۔ شوہر سے بے اعتنائی جو برتنی رہی ہوں۔۔۔ خیر مجھے معافی ملتی بھی ہے یا نہیں یہ تو اللہ ہی جانتا ہے۔۔۔ آپ یہ بتائیں آپ کو کوئی کام تھا مجھ سے؟؟؟ عفاف کی بات پر نصرت بیگم کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا لیکن اب کیا کیا جاسکتا تھا سوائے پچھتانے کے۔۔۔۔

احمد بھائی نے مجھ سے تم سے بات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔۔۔۔

نصرت بیگم کی بات پر وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

امی ایسی بھی کیا بات تھی جو بڑے ابو کو آپ کا سہارا لینا پڑا۔۔۔۔۔

عفی۔۔۔ احمد بھائی چاہتے ہیں کہ تمہاری اور اذہان کی شادی۔۔۔۔

بس امی۔۔۔

عفاف نے انہیں سختی سے ٹوک دیا تھا۔۔۔ اور بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔۔۔

انسان ہوں میں۔۔۔ کوئی بے جان چیز نہیں ہوں جس کے احساسات کو بار بار آپ لوگ کچل دیں گے تو میں اف بھی نہیں کروں گی۔۔۔ امی مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ درد ہوتا ہے۔۔۔ آپ کیوں ہر بار مجھے ایک ایسی آزمائش دینے کے لئے کہتی ہیں جو میری ہمت میری برداشت کو ختم کر دیتی ہے۔۔۔ میں کسی صورت اذہان سے شادی نہیں کروں گی۔۔۔۔۔

عفاف نے دو ٹوک انداز میں بات ختم کی۔۔۔

ادھر اذہان جو اپنے کمرے سے نکل کر نیچے جا رہا تھا۔۔۔ عفاف کے کمرے کے آدھ کھلے دروازے سے اپنا نام سن کر رک گیا۔۔۔

وہ تو شکوہ ہی رہ گیا تھا عفاف کے منہ سے اپنے اور اس کے رشتے کی بات سن کر۔۔۔ قدموں میں جیسے آگے بڑھنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔۔۔

عفی تمہارے بڑے ابو کو جواب ہاں میں چاہیے۔۔۔

نصرت بیگم نے بے بسی سے کہا تھا۔۔۔

امی کبھی کبھی حیرت ہوتی ہے اس بات پر کہ میں واقعی آپ کی سگی بیٹی ہوں نا؟؟؟ امی آپ نے کہا تھا۔۔۔ اذہان کے لئے اپنے جذبات کو دفنا دو۔۔۔ امی میں نے دفنا دیئے۔۔۔ بنا کسی سوال کے۔۔۔ آپ نے کہا آیان سے نکاح کر لو۔۔۔ میں نے کر لیا۔۔۔

اب آپ چاہتی ہیں کہ میں اس محبت کا سوگ بھی نہ منائوں جو مجھے آیان سے نکاح کے بعد ہونا شروع ہوئی تھی۔۔۔ میں نے اپنے دل کو پھر سے مار دیا تھا اور اب آپ لوگ پھر سے مجھے زندہ لاش بنانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ کیوں امی کیوں؟؟؟؟

عفی بس کرو۔۔۔ مجھے معلوم ہے کتنی محبت کرتی تھی تم آیان سے۔۔۔۔۔ سیدھے منہ کبھی اس سے بات تک نہیں کی تم نے اور اب تم محبت کی بات کر رہی ہو۔۔۔۔۔

نصرت بیگم کے سر دلچے پر عفاف نے شک کی کیفیت میں انہیں دیکھا۔۔۔۔۔

امی۔۔۔ مائیں تو اپنی اولاد کی خاموشی کو بھی سمجھ جاتیں ہیں تو پھر آپ مجھے کیوں نہیں سمجھ پائیں؟؟؟ ٹھیک کہا آپ نے سیدھے منہ تو کبھی میں نے آیان سے بات تک نہیں کی۔۔۔۔۔ کیوں کرتی تھی میں ایسے؟؟؟ تو سنیں مجھے ڈر لگتا ہے اب خود سے جڑے رشتوں سے۔۔۔ کیونکہ مجھے محبت راس نہیں آتی۔۔۔۔۔ خدا گواہ ہے کہ نکاح کے بعد سے میری سوچ میں بھی صرف آیان تھے۔۔۔ میں کیوں حلال رشتے کی پاسداری نہ کرتی امی؟؟

خیر مجھے آپ کو کچھ نہیں سمجھانا۔۔۔ بڑے ابو کو آپ خود منع کر دیں۔۔۔ اگر نہیں کر سکتیں تو میں خود انہیں جا کر منع کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔

عفاف نم آنکھوں سے بولتے ہوئے رخ موڑ گئی تھی۔۔۔ اس کی پشت کو دیکھ کر نصرت بیگم کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھیں۔۔۔۔۔

اذھان کے لئے سننا مزید مشکل ہوا تو وہ وہاں سے واپس اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔

صحیح کہا تم نے۔۔۔ میں اچھی ماں کبھی نہیں بن سکی۔۔۔ کیونکہ تمہارے باپ کے بعد میں خود سے بھی بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔ صباحت آپا نے تمہیں پالا۔۔۔ احمد بھائی نے تمہیں باپ کا پیار دیا۔۔۔

جب تک میں نے خود کو سنبھالا تمہیں میری ضرورت ہی نہیں رہی تھی۔۔۔ احمد بھائی اور صباحت بیگم کے احسانات کا بدلہ میں مر کر بھی نہیں لوٹا سکتی۔۔۔ میں کبھی اچھی ماں نہیں بن سکی جب بھی تمہیں میری ضرورت تھی میں نے تم پر دوسروں کو فوقیت دی۔۔۔ مجھے معاف کر دو عفی۔۔۔ میں بہت بری ماں ہوں۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔

امی پلیز ایسے نہیں بولیں۔۔۔

عفاف تڑپ کر نصرت بیگم کے پاس آئی تھی۔۔۔ اور ان کی گود میں سر رکھ کر زمین پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے امی۔۔۔ آپ بہت اچھی ہیں۔۔۔

عفی میری آخری دفعہ بات مان لو۔۔۔ تاکہ میں سکون سے تمہارے باپ کے پاس جاسکوں۔۔۔ نصرت بیگم نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑنے چاہے تو عفاف نے ان کے ہاتھ پکڑ کر اپنا سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔۔۔

امی۔۔۔ آپ جیسا چاہیں گی ویسے ہی ہو گا لیکن آپ پلیز کبھی ابو کے پاس جانے کی بات نہیں کریں گی۔۔۔۔۔ عفاف لرزتے لہجے میں بول کر زار و قطار رو دی تھی۔۔۔ نصرت بیگم نے بے ساختہ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا تھا۔۔۔۔۔

فیصلہ تو تقدیر کرتی ہے انسان تو صرف اس کے ہاتھ کی کھپتلی ہوتا ہے جو چاہ کر بھی تقدیر سے لڑ نہیں سکتا۔۔۔ جو ازل سے طے پایا ہے اسے بدلنے کا اختیار بھلا انسان کے پاس کب ہوتا ہے۔۔۔ واقعی جو اللہ جانتا ہے وہ بندہ کبھی نہیں جان سکتا۔۔۔ کیونکہ انسان کی سوچ جہاں ختم ہو جاتی ہے وہاں آواز آتی ہے۔۔۔۔ کہ "بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔۔۔

اذھان رات کو گھر آیا تو ادیان نے اسے احمد صاحب کا پیغام دیا۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کیا بات کرنے والے ہیں۔۔۔ ایک فیصلہ احمد صاحب نے لیا تھا تو ایک فیصلہ اذھان بھی لے چکا تھا۔۔۔ وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے احمد صاحب کے کمرے کے دروازے پر دستک دینے لگا۔۔۔ آجاؤ۔۔۔

احمد صاحب کی بھاری آواز پر وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ احمد صاحب سامنے ہی صوفے پر بیٹھے چائے پی رہے تھے جبکہ صباحت بیگم بیڈ کرائون سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھیں۔۔۔۔۔ ابو۔۔۔ عادی بول رہا تھا آپ بلا رہے ہیں؟؟؟

اذھان نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

ہاں آؤ بیٹھو۔۔۔ مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔

احمد صاحب نے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ اسی سنجیدگی کے ساتھ ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

آیان کے جانے کے بعد اس گھر سے جیسے مسکراہٹوں نے منہ موڑ لیا ہے۔۔۔ مجھے اس گھر کی خاموشی سے وحشت ہو رہی ہے۔۔۔ اسی وحشت کو ختم کرنے کے لئے میں نے ایک فیصلہ کیا ہے اور امید کرتا ہوں تم بھی اس فیصلے میں میرا ساتھ دو گے۔۔۔۔

احمد صاحب نے تمہید باندھ کر بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔

کیسا فیصلہ؟؟؟

اذہان میں نے تمہاری اور عفاف کی شادی کا فیصلہ کیا ہے۔۔۔ اور۔۔۔

معذرت ابو لیکن میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔۔۔

اذہان نے احمد صاحب کو دیکھے بغیر جواب دیا۔۔۔ احمد صاحب نے غصے سے ایک بار اپنی بیوی کو دیکھا اور

پھر اپنے بیٹے کو دیکھا جو سر جھکائے بیٹھا تھا۔۔۔

کیا وجہ جان سکتا ہوں میں تمہارے انکار کی؟؟؟

کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے کہ وہ آیان بھائی کی بیوی ہے۔۔۔۔۔

اذہان نے احمد صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔

وہ آیان کی بیوی نہیں منکوحہ تھی اور اب اس کی بیوہ۔۔۔۔ اور تمہاری یہ چھوٹی سی وجہ کوئی معنی نہیں

رکھتی۔۔۔۔

احمد صاحب سے پہلے ہی صباحت بیگم نے اسے دیکھ کر کہا۔۔۔

امی۔۔۔ وہ ان کی منکوحہ تھی۔۔۔ تو ظاہر سی بات ہے ان کے لئے اس کے دل میں جذبات بھی ہوں گے۔۔۔ اور۔۔۔۔

ایک لڑکی کے لئے شادی کے بعد سارے جذبات خود بخود صرف اس کے شوہر کے ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیونکہ نکاح کی طاقت کو تم تب تک نہیں جان سکتے جب تک تم خود شادی نہ کر لو۔۔۔۔ اب اور کوئی وجہ۔۔۔۔۔

صبحات بیگم کی بات پر احمد صاحب کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی جسے وہ بروقت چھپا گئے تھے۔۔۔ امی میں پھر بھی یہ شادی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

اذہان دو ٹوک انداز میں بات ختم کر کے اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔۔۔۔ لیکن اذی۔۔۔۔

رہنے دو صباح۔۔۔ اگر یہ انکار کر رہا تو کرنے دو۔۔۔ میری بیٹی کو رکھوں گا تو میں پھر بھی اسی گھر میں۔۔۔ وہ بھی اپنی بہو بنا کر۔۔۔ تم عادی سے بات کرو اور مجھے اس کا جواب ہاں میں چاہیے۔۔۔۔

صبحات بیگم کی بات کو ٹوک کر احمد صاحب غصے سے دھاڑے تھے۔۔۔ اذہان بے ساختہ مڑا تھا۔۔۔ صباحت بیگم نے بے یقینی سے اپنے شوہر کو دیکھا تھا۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟؟

صبحات تم عادی سے بات کر رہی ہو یا میں خود اس سے بات کروں؟؟؟

احمد صاحب نے غصے سے صباحت بیگم کو دیکھ کر پوچھا اور اذہان کو تو وہ سرے سے ہی نظر انداز کر گئے تھے۔۔۔۔

ابو۔۔۔۔ یہ غلط ہے۔۔۔۔

اذہان بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

کیا غلط ہے کیا سہی تم مجھے مت سکھائو اور ویسے بھی تم مجھے انکار کر چکے ہو اب تمہاری بلا سے میں عفی کی شادی عادی سے کروں یا کسی سے بھی۔۔۔۔

احمد صاحب کی بات پر وہ بے بسی سے لب کچل کر رہ گیا تھا۔۔۔

مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔۔۔

دس منٹ خاموشی کے بعد وہ کسی نتیجے پر پہنچتے ہوئے سرد انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

کیسی شرط؟؟؟

صباحت بیگم نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

میرے خواب میں کوئی انسان رکاوٹ نہیں بنے گا۔۔۔

سب جانتے تھے کہ پچھلے کچھ مہینوں سے وہ ایکٹرن بننے کا خواب دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور اسے وہ ہر حال میں

حقیقت بنا کر رہے گا۔۔۔

اس کی بات پر احمد صاحب نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب صباحت بیگم کی آواز نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں اور جاؤ اب تم رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔

اذہان ایک نظر اپنے باپ کو دیکھا اور مسکرا کر باہر چلا گیا۔۔۔

تم جانتی ہو صباحت وہ ایک نمبر کا ڈھیٹ انسان ہے۔۔۔ وہ جو کہتا ہے پورا کرتا ہے۔۔۔ پھر بھی تم نے اس کی اوٹ پٹانگ فرمائش کو پورا کرنے کی حامی بھر لی ہے۔۔۔

وہ شادی کے بعد سب بھول جائے گا احمد صاحب۔۔۔ بیوی بچوں میں کسے اپنا آپ یاد رہتا ہے؟؟

صباحت بیگم نے انہیں تسلی دی۔۔۔ تو احمد صاحب خاموش ہو گئے لیکن وہ شاید نہیں جانتے تھے۔۔۔ صباحت بیگم کی تسلی صرف ان کی خام خیالی ثابت ہونے والی تھی۔۔۔۔۔

دونوں کی رضامندی جان کر احمد صاحب نے گھر والوں سے مشورہ کرتے ہوئے ایک ماہ بعد کی تاریخ مقرر کر دی۔۔۔ عارفہ بیگم نے اعتراض کرنے کی کوشش کی تو احمد صاحب نے انہیں سختی سے ڈانٹ کر چپ کروا دیا تھا۔۔۔ شادی انتہائی سادگی سے ہونا طے پائی تھی۔۔۔ گھر کے افراد۔۔۔ محلے والے۔۔۔ عارفہ بیگم کے گھر والے اور اذہان کے کچھ دوست شامل تھے۔۔۔ اس ایک ماہ میں عفاف اور اذہان دونوں کا سامنا نہیں ہوا تھا۔۔۔ اذہان صبح احمد صاحب کے ساتھ دوکان پر جاتا تھا اور پھر وہاں سے دوستوں کے پاس چلا جاتا تھا۔۔۔ اس کی واپسی رات کو دیر سے ہوتی تھی۔۔۔ اور عفاف نے تو گویا خود کو کمرے تک ہی محدود کر لیا تھا۔۔۔ آج ان کی مہندی تھی اور مہندی کی رسم سے پہلے ان دونوں کا نکاح ہونا طے پایا تھا۔۔۔ شام کا وقت تھا اور عفاف پیلے جوڑے میں اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب سب گھر والے ایک ایک کر کے اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔۔۔ سوائے اذہان

کے۔۔۔ نصرت بیگم نے اسے سرخ ڈوپٹہ اوڑھا کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں صرف ویرانی تھی۔۔۔
لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کئے وہ اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پار ہی تھی۔۔۔۔۔
فطرتی گھبراہٹ تھی شاید جس کا وہ شکار تھی۔۔۔۔۔

احمد صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو ایک آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر فرش پر بے مول
ہو گیا۔۔۔ تو کیا پھر سے اس پتھر میں احساس جاگ رہے تھے۔۔۔۔
ہوش تو تب آیا جب اسے قبول ہے بولنے کے لئے کہا گیا۔۔۔۔۔
یا اللہ میرے اس فیصلے کو میرے لئے اچھا ثابت کرنا۔۔۔۔۔ آمین۔۔۔۔۔

بے ساختہ اس نے دعا مانگی تھی اور لرزتے لبوں سے قبول ہے بول کر خود کو اذہان گردیزی کے نام کر گئی
تھی۔۔۔۔ نکاح کی رسم کے بعد مہندی کی چھوٹی سی رسم دونوں کو ساتھ بٹھا کر لائونچ میں ادا کی گئی تھی
۔۔۔۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی تھی۔۔۔۔ اذہان کے لبوں پر
مسکراہٹ تو جیسے اجنبی لگ رہی تھی جبکہ عفاف کے چہرے پر باریک جالی دار ڈوپٹے کا گھونگھٹ تھا۔۔۔۔
آنکھوں کی نمی اور اسے کے کرب کو وہ بن دیکھے بھی محسوس کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس لئے تو تھکن کا بہانا بنا کر
اس نے رسم کو جلدی سے ختم کروا دیا تھا۔۔۔۔۔

عفاف کو غاشیہ اس کے کمرے میں چھوڑ کر نیچے کلثوم بیگم کے کمرے میں گئی تھی کیونکہ عارفہ بیگم نے وہاں
چائے بنا کر لانے کو کہا تھا۔۔۔۔۔

اذہان کپڑے بدل کر واش روم سے باہر نکلا تو سامنے ادیان کو اپنے کمرے میں کھڑے دیکھا۔۔۔۔۔ جس کے
لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں شرارت واضح رقص کر رہی تھی۔۔۔۔۔

اذہان اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اذی بھائی چھت پر چلیں میرے ساتھ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔

ادیان نے بمشکل اپنے لہجے کو سنجیدہ کیا تھا۔۔۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب لے جانے لگا۔۔

کیا مسئلہ ہے عادی؟؟؟ یہیں کر لو۔۔۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔۔۔

اذہان اسے گھورتے ہوئے بولا لیکن وہ سنی ان سنی کرتے ہوئے اسے چھت پر لے آیا۔۔۔

جہاں آسمان پر ستاروں کی روشنی اور چاند کی چمک ماحول کی خاموشی کو پرکشش بنا رہی تھی۔۔۔ جسے اذہان نے محسوس کرنے کی کوشش بالکل نہیں کی تھی۔۔۔

کیا ہے عادی؟؟؟

اذہان نے اس کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوایا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔

ادیان کے جواب پر اذہان نے اسے گھورا۔۔۔

تو پھر مجھے یہاں۔۔۔

ابھی اس کے الفاظ منہ میں تھے جب اس کے کانوں میں عفاف کی آواز گونجی۔۔۔ باقی لفظوں کے لئے آواز جیسے منہ میں ہی دب گئی تھی۔۔۔

غاشیہ بتا بھی دو کیا بات کرنی ہے۔۔۔ اور تم۔۔۔

عفاف کی نظر جیسے ہی سامنے اٹھی اس کے الفاظ اس کے لبوں کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔۔۔۔۔ دونوں کی نظریں ملیں تو دلوں میں موجود جذبوں کو انگڑائی لینے کا موقع مل گیا۔۔۔۔۔

ادیان مسکراہٹ دباتے ہوئے اذہان کے نزدیک ہوا اور سرگوشیانہ انداز میں بولا۔۔۔۔۔
بیسٹ آف لک بھائی۔۔۔۔۔

یہ بول کر وہ وہاں سے بھاگنے والے انداز میں سڑھیوں کی طرف گیا تھا جبکہ غاشیہ کھکھلا کر ہنستے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی تھی۔۔۔۔۔

عفاف نظریں جھکا کر انگلیاں چٹانے لگی جبکہ اذہان نے رخ موڑ لیا۔۔۔۔۔ دونوں اطراف سے کوئی بھی اس رات کی تاریکی میں موجود خاموشی کو توڑنے میں پہل نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔۔

پانچ منٹ، دس منٹ پندرہ منٹ۔۔۔ آخر تھک ہار کر جب عفاف واپس جانے کے لئے مڑی تو اس کی چوڑیوں کی چھکار مقابل کو اس کی طرف متوجہ کر گئی تھی۔۔۔۔۔

رکو۔۔۔۔۔

اذہان کی آواز سن کر اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔۔۔ اپنی تیز ہوتی دھڑکن پر بے ساختہ اس کا دایاں ہاتھ دل پر گیا تھا۔۔۔۔۔

اذہان پلٹ کر اس کی طرف آہستہ سے قدم اٹھانے لگا جس کی اب مقابل کی طرف پشت تھی۔۔۔۔۔
میری طرف دیکھو۔۔۔۔۔

ایک اور حکم جو کافی نزدیک سے آیا تھا۔۔۔۔۔

عفاف بمشکل خود کو نارمل کرتے ہوئے مڑی تھی۔۔۔ جھکی ہوئی نظروں اور نچلے لب کو کچلتے ہوئے وہ مقابل کے لبوں پر مسکراہٹ لے آئی تھی۔۔۔ جسے وہ دیکھنے سے قاصر تھی۔۔۔
مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

اذہان کے لفظوں سے زیادہ اس کے لہجے نے عفاف کو سراٹھانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔
سوالیہ نظروں سے اس نے اذہان کو دیکھا جہاں اس وقت کوئی بھی تاثر نہیں تھا۔۔۔۔
میں جانتا ہوں تم بھائی سے محبت کرتی ہو۔۔۔ اس لئے میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا یہ رشتہ نبھانے کے لئے۔۔۔ کیونکہ میں خود بھی اس رشتے کے جڑنے سے خوش نہیں ہوں۔۔۔
اذہان کی بات پر اس نے شکوہ بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ دکھ تکلیف درد سب مل کر اس کی آنکھوں کو غم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔
لیکن میں مجبور تھا۔۔۔ اور میں جانتا ہوں تمہیں بھی مجبور کیا ہو گا۔۔۔ خیر ہم زیادہ دیر تک ساتھ بھی نہیں رہ سکتے۔۔۔ اس لئے تم جب چاہو اس رشتے سے آزاد۔۔۔۔۔
چٹاخ۔۔۔۔۔

بائیں رخسار پر پڑنے والے تھپڑ نے اذہان کو مزید بولنے سے روک دیا۔۔۔ اذہان بے یقینی جبکہ عفاف غصے سے اذہان گردیزی کو دیکھ رہی تھی جو اس کے جذبات کو سرعام نیلام کر رہا تھا۔۔۔۔
ہاں کرتی تھی میں ان سے محبت اور اب بھی کرتی ہوں۔۔۔ جانتے ہوں کیوں؟؟؟ کیونکہ انہوں نے عفاف گردیزی کو کسی بھی مطلب کے بغیر چاہا تھا۔۔۔ میری بے رخی کے باوجود مجھے سمجھا تھا۔۔۔ لعنت بھیجتی

ہوں میں اس وقت پر جس وقت میرا دل تمہارا طلبگار ہوا تھا۔۔۔ اذہان گردیزی تم عشق ہو میرا۔۔۔۔۔ جو
 خون کی مانند میرے جسم میں دوڑتا ہے۔۔۔ میری روح میں بستے ہو تم۔۔۔ آیان سے تو صرف دل کا رشتہ
 بنا شروع ہوا تھا جسے قدرت نے ختم کر دیا۔۔۔ لیکن تم سے تو ازل کا رشتہ تھا نا؟؟؟۔۔۔ جہاں محبت کا خاتمہ ہوتا
 ہے وہیں سے عشق کا آغاز ہوتا ہے۔۔۔۔۔ محبت ختم ہو سکتی ہے لیکن عشق کا خاتمہ صرف موت ہے۔۔۔۔۔
 تم مجھے خود سے دور کر کے مجھے مارنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ کیوں تم اتنے سنگ دل بن گئے ہو۔۔۔۔۔ تم تو اپنی عفی کی
 خاموشی کو بھی سمجھتے تھے اور اب میرے الفاظ بھی تمہارے یقین کے لئے کم پڑ رہے ہیں۔۔۔۔۔
 بولتے ہوئے اس کے گال آنسوؤں سے بھیگ گئے تھے جبکہ اذہان تو ساکت رہ گیا تھا اس کے اظہار پر۔۔۔۔۔
 کیا واقعی وہ اس قدر چاہے جانے کے قابل تھا۔۔۔۔۔
 عفی۔۔۔۔۔

اذہان نے اس کے آنسو صاف کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو عفاف پیچھے ہو گئی۔۔۔۔۔
 دور رہو مجھ سے۔۔۔۔۔ خبردار جو میرے نزدیک بھی آئے تم۔۔۔۔۔ میں جان لے لوں گی تمہاری۔۔۔۔۔
 عفاف اسے انگلی سے وارن کرتے ہوئے بولی تو وہ مسکرا دیا۔۔۔۔۔
 پاگل تھا میں جو نہیں سمجھ سکا کہ محبت تو محرم سے ہو ہی جاتی ہے۔۔۔۔۔ لیکن عشق کی چادر نصیب والے
 اوڑھتے ہیں۔۔۔۔۔ میں الو کا پٹھا ہوں۔۔۔۔۔ جو تم سے ضد لگا رہا تھا۔۔۔۔۔ تمہارا ایک آنسو گرا نہیں کہ اذہان
 گردیزی کی جان لبوں پر آ جاتی ہے۔۔۔۔۔ معاف کر دو۔۔۔۔۔
 اذہان مسکرا کر بولا تو عفاف خفگی سے رخ موڑ گئی۔۔۔۔۔

کوئی معافی نہیں ملے گی۔۔۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔
 عفاف یہ بول کر وہاں سے چلی گئی جبکہ اذہان کھل کر مسکرا دیا۔۔۔۔
 کل میں تمہاری ناراضگی دور کر دوں گا عفی۔۔۔۔
 اذہان خود سے بولا اور مسکراتے ہوئے نیچے کے جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

سرخ لہنگے میں نفاست سے میک اپ کئے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ اذہان آف وائیٹ شیروانی
 میں بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔ دونوں کو لائونج میں بٹھایا تھا۔۔ بہت سی رشک اور حسد بھری نظریں دونوں
 کی طرف اٹھ رہی تھیں۔۔۔۔ چند ایک رسموں کے بعد عفاف کو اذہان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا
 تھا۔۔۔۔

اذہان سب دوستوں سے فارغ ہو کر

اپنے کمرے کی طرف آیا تو دروازے پر ہی غاشیہ اور ادیان کو کھڑے دیکھا۔۔۔۔

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو؟؟

اذہان نے انہیں گھورا تھا۔۔۔

دس ہزار دیں بھائی پہلے پھر بتائیں گے ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟

ادیان کے جواب پر غاشیہ مسکرائی تھی جبکہ اذہان نے صرف اسے گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔۔۔

اذہان نے انہیں دس ہزار روپے دیئے اور دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔

دونوں اب مجھے صبح تک نظر مت آنا۔۔۔

آیان پیسے لے کر بھاگ گیا جبکہ غاشیہ اس کے پیچھے بھاگی تھی پیسے لینے کے لئے۔۔۔

اذہان کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی عفاف گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی تھی۔۔۔

اذہان کے لبوں پر مسکراہٹ نے بسیرا کیا تھا۔۔۔ وہ آہستہ سے چلتے ہوئے اس کے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

عفاف اس کے بیٹھنے پر ذرا سا پیچھے ہوئی۔۔۔ اذہان نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑا اور ان پر اپنے لب

رکھ دیئے۔۔۔

میں نہیں جانتا کہ محبت کیا ہے؟ نہیں جانتا کہ عشق کیا ہے؟ بس اتنا جانتا ہوں تم میرے لئے ان دونوں لفظوں کا معنی ہو۔۔۔ کوئی وعدہ نہیں کروں گا تم سے۔۔۔ کیونکہ وعدہ وفات ہو گا جب زندگی ہوگی۔ لیکن

یقین رکھنا غفی۔۔۔ تمہارا وفادار بن کر رہوں گا۔۔۔ اور یہ وفاموت تک میرے ساتھ رہے گی۔۔۔

اس کے لفظ عفاف کے دل کے سخت خول کو توڑتے ہوئے اندر گہرائی تک گئے تھے۔۔۔ اور اس گہرائی میں موجود سکون اسے سرشار کر گیا تھا۔۔۔

کیا اب مجھے اجازت ہے کہ میں تمہارا گھونگھٹ اٹھاسکوں؟؟؟

وہ حق پر ہوتے ہوئے بھی اجازت طلب کر رہا تھا۔۔۔ اسے رشک آیا تھا اپنی قسمت پر وہ معتبر ٹھہرائی گئی

تھی۔۔۔ سر کو ہلکے سے جنبش دیتے ہوئے وہ مسکرائی تھی۔۔۔

اذہان نے گھونگھٹ اٹھایا تو وہ مہبوت رہ گیا تھا کچھ لمحوں تک وہ خود سے بیگانہ ہو گیا تھا۔۔۔

اٹھتی گرتی پلکوں کی باڑ، لبوں کی کپکپاہٹ اور رخساروں کی سرخی پر۔۔۔۔۔ ہر نقش، ہر حرکت کو وہ آنکھوں کے رستے دل میں اتار رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ بے خودی میں آگے بڑھا تھا اور اس کی پیشانی پر عقیدت کی مہر ثبت کرتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔۔۔ اس لمس سے اسے اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

خدا گواہ ہے غفی کے میں نے تمہیں تہجد کی نمازوں میں بھی مانگا تھا لیکن جب تمہارا بھائی سے نکاح ہو گیا تھا تب اپنے دل کی سسکیوں کو دباتے ہوئے بھی میں نے تم دونوں کی خوشیوں کی دعائیں مانگی تھی۔۔۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہیں نا کہیں میری خاموش آہیں میرے بھائی کو کھا گئی ہیں۔۔۔ میں نے خدا سے بہت معافی مانگی ہے لیکن مجھے سکون پھر بھی نہیں مل رہا۔۔۔۔۔

اذہان بولتے ہوئے رو دیا تھا۔۔۔

عفاف نے اس کے ہاتھوں کو تھاما تھا۔۔۔ گویا ساتھ نبھانے کا ایک انوکھا انداز تھا۔۔۔

اپنے دل سے یہ بات نکال دو اذہان کہ آیان کو تمہاری آہیں لگی ہیں۔۔۔ وہ تو شہید کا رتبہ پا چکا۔۔۔ وہ ایسے مقام پر ہے جہاں لوگ جانے کی خواہش تو رکھتے ہیں لیکن نصیب والے جاتے ہیں۔۔۔

مجھے معاف کر دو غفی۔۔۔ میں نے تمہیں بھی غلط سمجھا۔۔۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم نے چھوٹی امی کی

۔۔۔۔۔۔۔

ششش۔۔۔۔۔

اذہان بول رہا تھا جب عفاف نے اس کی لبوں پر اپنی انگلی رکھ کر اپنا سر نفی میں ہلایا۔۔۔۔۔

ماضی کے تکلیف دہ لمحوں کو اگر جینے کی خواہش دوبارہ کرو گے تو سوائے دکھ کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔۔۔
 مستقبل کا اندازہ بھی لگانا بیوقوفی ہے۔۔۔ ہاں حال کو بہتر سے بہترین کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔۔۔
 عفاف کے لفظوں پر اذہان مسکرایا تھا۔۔۔

زندگی کا سب سے انمول تحفہ میرے لئے عفاف اذہان گردیزی ہے۔۔۔

تحفے سے یاد آیا کہاں ہے میرا منہ دکھائی کا تحفہ؟؟؟

عفاف نے اسے مصنوعی گھورا تھا۔۔۔

اذہان نے شیر وانی کی پاکٹ سے ایک ڈبہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک سونے کی انگوٹھی نکالی
 جس پر چھوٹے چھوٹے باریک ڈائمنڈ لگے تھے۔۔۔ عفاف کا بایاں ہاتھ پکڑ کر تیسری انگلی پہنا کر وہ مسکرایا
 تھا۔۔۔

باخدا مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ انگوٹھی تمہارے ہاتھوں پر اتنی اچھی لگے گی۔۔۔

اذہان کے لفظوں پر ایک شرمیلی مسکراہٹ اس کے لبوں کو چھو کر معدوم ہوئی۔۔۔ اس نے اذہان کے
 گرفت سے ہاتھ نکالنا چاہا تو گرفت مزید مضبوط ہو گئی۔۔۔

فرار ناممکن ہے میری جان۔۔۔

عفاف کے کانوں میں سرگوشیاں انداز میں بول کر وہ اسے اپنے حصار میں قید کر چکا تھا۔۔۔

محبت کے سامنے محبوب ہو تو ہر چیز کی حشیت ثانوی رہ جاتی ہے۔۔۔

ایک مہینہ ہو گیا تھا عفاف اور اذہان کی شادی کو۔۔۔ اذہان کی بڑھتی محبت عفاف کو دن بادن معتبر کر رہی تھی۔۔۔

آج حسب معمول سب گھر والے رات کے کھانے پر بیٹھے کھانا تناول کر رہے تھے۔۔۔ جب اذہان کی آواز نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

ابو مجھے کچھ پیسے چاہیے؟؟

کتنے پیسے؟؟؟

احمد گردیزی نے کھانے سے ہاتھ روک کر اذہان کو دیکھا۔۔۔

ایک لاکھ روپے۔۔۔

اس کے جواب پر سب گھر والوں نے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اتنے پیسے تمہیں کیوں چاہیے؟؟؟

وہ ایک فلم کے ڈائریکٹر سے بات ہوئی آج میری ایک دوست کے توصل سے اس نے مانگے ہیں۔۔۔

اذہان کے جواب پر احمد صاحب نے غصے سے اسے گھورا۔۔۔

میں تمہارے فضول شوق کو پورا کرنے کے اجازت تک نہ دوں اور پیسے تو دور کی بات ہیں۔۔۔

ابو اب آپ غلط بیانی کر رہے ہیں؟ آپ نے کہا تھا آپ مجھے نہیں روکیں گے؟؟ اب آپ مجھے پیسے دیں۔۔۔

اذہان غصے سے اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

سب گھر والے خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

پیسے درختوں پر لگتے ہیں جو میں تمہیں اتار کر دے دوں۔۔۔ خود سڑکوں کی خاک چھان کر پیسے کمائو اور اپنے اس فضول شوق کو پورا کرو کیونکہ میں کسی صورت تمہیں وہاں جانے کے اجازت نہیں دے سکتا جہاں صرف جھوٹے لوگ ہوتے ہیں۔۔۔

ابو کیا آپ مجھے پیسے نہیں دیں گے؟؟؟

اذہان نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ کسی صورت نہیں۔۔۔ میں اپنی حلال کمائی کو اس طرح کے کاموں پر خرچ نہیں کروں گا۔۔۔

انہیں پیسے دینے پر اعتراض نہیں تھا۔۔۔ بلکہ اس کے انڈسٹری میں جانے پر اعتراض تھا۔۔۔

تو ٹھیک ہے جارہا ہوں میں یہاں سے۔۔۔ نہیں رہنا مجھے یہاں۔۔۔ جہاں باپ اپنے بیٹے کو سمجھ ہی نہ سکے۔۔۔

اذہان کی بات پر عفاف کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔۔۔

شوق سے جائو۔۔۔ تم جیسے نافرمان کے لئے میرے گھر میں جگہ نہیں ہے۔۔۔

احمد صاحب بھی غصے سے بولے تھے۔۔۔

اذہان نے ایک نظر سب کو دیکھا اور عفاف کی طرف بڑھا۔۔۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔

عفاف نے بے یقینی سے اذہان کو دیکھا۔۔۔

عفی تمہارے ساتھ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔

احمد صاحب غصے اس کے پاس آئے اور خود کو عفاف کے آگے کھڑا کر دیا۔۔۔

کیوں نہیں جائے گی؟؟ بیوی ہے میری وہ۔۔۔ وہ وہیں رہے گی جہاں میں رہوں گا۔۔۔

تمہاری بیوی نہیں میری بیٹی ہے وہ۔۔۔ تم جہاں مرضی جائو لیکن میری بیٹی تمہارے ساتھ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔

اذہان نے غصے سے ایک نظر عفاف کے جھکے ہوئے سر کو دیکھا اور دوسری نظر سب گھر والوں پر ڈالی۔۔۔

جار ہا ہوں اس گھر سے لیکن بہت جلد اپنی امانت آپ سے واپس لے کر رہوں گا۔۔۔ یاد رکھئے گا۔۔۔

یہ بول کر اذہان باہر نکلنے لگا تو صباحت بیگم نے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی کی بھی سنے بغیر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

احمد صاحب کو لگتا تھا وہ ایک دو دن بعد واپس آجائے گا لیکن وہ نہیں آیا۔۔۔ سب گھر والوں کا انتظار انتظار

ہی رہا۔۔۔ ایک ہفتے بعد سب گھر والوں کو معلوم ہوا کہ عفاف امید سے تھی۔۔۔ سب خوش تھے لیکن

عفاف ساری ساری رات روتے ہوئے گزارتی تھی۔۔۔ احمد صاحب نے اسے ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی

لیکن بے سود۔۔۔ یہ انتظار مشکل تھا لیکن اب آہستہ سے سب عادی ہو رہے تھے۔۔۔

نومہ بعد حاتم اور آنش نے اس دنیا میں اپنے قدم رکھے۔۔۔ سب خوش تھے۔۔۔ عفاف نے گویا اب بچوں

تک اپنی زندگی محدود کر دی تھی۔۔۔ چار سال بعد اذہان کو جب بیسٹ ایکٹر کا ایوارڈ ملا تب سب کو

معلوم ہو گیا تھا کہ وہ اپنی ضد پوری کر چکا ہے۔۔۔ عارفہ بیگم نے اس دوران عفاف کو ذہنی طور پر بہت اذیت دی تھی۔۔۔ لیکن وہ ڈھیٹ بنی رہی اپنے بچوں کے لئے۔۔۔

ایک سال پہلے اذہان نے لاہور میں اپنا گھر خریدہ اور تب اس نے عفاف کے ساتھ اپنے دو بچوں کو دیکھا۔۔۔ وہ حیران تھا۔ جو اسے ماما پکار رہے تھے۔۔۔ اس نے خالد کے ذریعے معلوم کروایا۔۔۔ تو ان کی ولدیت کے خانے میں اپنا نام دیکھ کر وہ خوش کم شرمندہ زیادہ ہوا تھا۔۔۔ وہ کیوں چھوڑ گیا تھا اسے؟؟؟ اسی شرمندگی میں وہ اسکے سامنے نہیں آیا تھا۔۔۔ لیکن دل اب پہلے سے زیادہ بے چین تھا۔۔۔ خدا کو اس پر رحم آگیا تو عفاف اس کی زندگی واپس روشنی بن کر آگئی تھی۔۔۔۔۔

.....: حال

اگلی صبح اذہان صبح دس بجے ہی احمد صاحب کے سامنے حاضر تھا۔۔۔ گھر کے سب افراد لائونج میں بیٹھے تھے۔۔۔ احمد صاحب کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

ابو مجھے معاف کر دیں پلیز۔۔۔ میں غلط تھا۔۔۔ در در کی ٹھوکریں کھا کر مجھے پتہ چلا کہ پیسا کمانا آسان نہیں۔۔۔ کبھی کھانا ملتا تھا اور کبھی دو دو دن بھوکا رہتا تھا۔۔۔ دل کرتا تھا واپس آجائوں آپ سب کے پاس لیکن دماغ ہمیشہ دل کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑا رہا۔۔۔ تھک ہار کر خدا سے مدد مانگی تو اس نے بغیر کسی حساب کتاب کے میری دعا قبول کر لی۔۔۔ ایک شو میں۔۔۔ میں نے آڈیشن دیا جس میری سلیکشن ہو گئی۔۔۔ پھر اللہ کی مدد سے مجھے نہیں معلوم کے کس کس کے ذریعے اللہ نے آج اس مقام پر پہنچا دیا۔۔۔۔۔ لیکن ابو زندگی کے ٹھوکریں کھاتے ہوئے ایک بات سمجھ میں آئی کہ خدا پر ایمان تھا جس کی وجہ

سے میں ڈگمگایا نہیں لیکن اگر میں اپنے ایمان سے باغی ہو جاتا تو شاید کسی نشے کے اڈے پر بیٹھا ہوتا۔۔۔۔۔
مجھے خود بھی نہیں معلوم مجھ پر کب کب شکر کا سجدہ واجب ہوا۔۔۔
آخری بات بولتے ہوئے اذہان کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔۔ سب گھر والے خاموشی سے سن رہے تھے۔۔۔

تم جانتے ہو اذہان ایک باپ کے لئے مشکل ترین لمحہ وہ ہوتا ہے جب اس کی اولاد اس سے دور ہوتی ہے۔۔۔ بہت تڑپا ہوں یار میں۔۔۔ آیان کی شہادت اور تمہاری جدائی میں۔۔ اب مجھے چھوڑ کر مت جانا۔۔۔

احمد صاحب کی بات پر اذہان نے سر اٹھا کر ان کو دیکھا۔۔۔
اولاد سے دوری تو کوئی بھی باپ برداشت نہیں کر سکتا۔۔ اذہان کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔۔ اگر وہ انہیں نرمی سے سمجھاتا تو شاید اتنے سال کی اذیت کسی کو برداشت نہیں کرنی پڑتی۔۔۔ لیکن تقدیر کا لکھا کون ٹال سکتا تھا؟ لکھے کو ٹالا نہیں جاسکتا۔۔۔

ابو اب آپ مجھے میری امانت واپس کر دیں۔۔۔

اذہان کی بات پر احمد صاحب مسکرائے تھے جبکہ عفاف نے گھور کر اذہان کو دیکھا تھا جس کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔۔۔

بھئی وہ تمہاری امانت ہے جب چاہے لے لو۔۔ لیکن اپنے پوتے اور پوتی کو میں خود سے دور نہیں کر سکتا۔۔۔

احمد صاحب کی بات پر اذہان نے انہیں دیکھا۔۔۔

تو کس نے کہا دور ہونے کو۔۔۔ آپ سب میرے ساتھ میرے گھر میں رہیں گے۔۔۔

اذہان کی بات پر احمد صاحب نے اسے گھورا۔۔۔

میں اس گھر کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والا۔۔۔

ابو میں چھوڑنے کی بات کب کر رہا ہوں۔۔ ہم سب ہفتے کے آخری دو دن یہاں گزاریں گے اور باقی سب میرے گھر پر کیونکہ اب میں اپنے بچوں کو خود سے دور نہیں رکھ سکتا پلیز۔۔۔۔ اپنے بیٹے کی خوش کے لئے مان جائیں۔۔۔۔

اذہان کی بات پر احمد صاحب نے سب گھر والوں کے چہرے دیکھے تھے پھر کلثوم بیگم کے اشارے پر وہ مان گئے تھے۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن اپنی دکان نہیں چھوڑنے والا میں۔۔۔۔

احمد صاحب کی بات پر وہ مسکرایا۔۔۔

جب ترکی کے صدر کا باپ دوکان چلا سکتا ہے تو ایک ایکٹر کے باپ کے لئے کوئی غیر معمولی بات نہیں ابو۔۔۔ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔۔

سب خوش تھے۔۔۔ ایک لمبے عرصے بعد سب نے خوشیوں کا مطلب جانا تھا۔۔۔۔

.....پانچ سال بعد

میری شرٹ نہیں مل رہی اور تم یہاں آرام سے بیٹھی ہو۔۔۔ جانتی ہو آفس میں مجھے کتنا کام ہے؟؟؟

ادیان لائونج میں بیٹھی غاشیہ کو دیکھ کر بولا جوٹی وی دیکھ رہی تھی۔۔۔

کونسی شرٹ نہیں مل رہی آپ کو؟؟؟

غاشیہ نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

میری بلیک والی شرٹ۔۔۔

وہ اسے گھور کر بولا۔۔۔

عادی وہ وہیں الماری میں ہینگ کی ہوئی ہے۔۔۔ چلیں دیتی ہوں میں آپ کو۔۔۔۔

غاشیہ اسے گھورتے ہوئے صوفے کے سہارے سے اٹھی تھی۔۔۔

ادیان نے مسکراتے ہوئے اسے کندھوں سے تھام کر اندر لایا۔۔۔

غاشیہ نے اس کی شرٹ نکال کر اسے دی اور دانت پیتے ہوئے بولی۔۔۔

آپ ہمیشہ مجھے تنگ کرتے ہیں۔۔۔ ذرا سی بھی فکر نہیں ہے آپ کو میری۔۔۔ اس حالت میں بھی آپ مجھے سکون کا سانس نہیں لینے دیتے۔۔۔

غاشیہ دو ماہ بعد ممتا کے عہدے پر فائز ہونے والی تھی۔۔۔ اس کا اشارہ اسی طرف تھا۔۔۔

مجھے میری بیٹی اکیٹو چاہیے تمہاری طرح کام چور اور سست نہیں۔۔۔

ادیان مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔۔

میں کام چور ہوں؟؟؟ جائیں نہیں کروں گی اب آپ کا کوئی بھی کام۔۔۔

غاشیہ خفگی سے بولتے ہوئے کمرے سے جانے لگی تو ادیان نے اسے پیچھے سے حصار میں لے کر اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائی۔۔۔

قسم سے جب تم ناراض ہوتی ہے میرا دل بے ایمانی کے ساری حدیں توڑنے کو کہتا ہے کیونکہ تم بہت کیوٹ لگتی ہو جب ناراض ہوتی ہو۔۔۔

عادی میں آپ کو گنجا کر دوں گی۔۔۔

غاشیہ نے اس کے بال پکڑنے چاہے تو وہ بروقت پیچھے ہوا۔۔۔

غاشیہ نے اسے گھورا اور کمرے سے باہر جانے لگی جب ادیان اس کے مقابل آیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔۔۔

تم ضرور میری کسی نیکی کا صلہ ہو غاشیہ۔۔۔ میرے لا حاصل سفر کا حاصل ہو تم۔۔۔

اس کی بات پر غاشیہ کے رخساروں پر سرخی چھا گئی۔۔۔ تین سال ہو گئے تھے ان کی شادی کو لیکن غاشیہ اب بھی اس سے ایسے ہی شرماتی تھی۔۔۔

کتنی محبت کرتے ہیں آپ مجھ سے عادی؟؟؟

غاشیہ نے ایک نظر اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔

محبت تو کب کی ختم کر چکا ہوں اب عشق کی انتہا کو پانا چاہتا ہوں۔۔۔ تم میرے لئے عشق کا دوسرا نام ہو۔۔۔۔

ادیان کے الفاظ اس کے اندر سرشاری بکھیر گئے تھے۔۔۔ وہ بے ساختہ اس کے سینے پر سر رکھ کر اس کے گرد بازو لپیٹ گئی تھی۔۔۔ اذہان نے اس کی بالوں پر اپنے لب رکھے اور اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔ عارفہ بیگم اور یوسف صاحب کا پانچ سال پہلے گھر میں شارٹ سرکٹ ہونے کی وجہ سے انتقال ہو گیا تھا۔۔۔ غاشیہ چونکہ احمد صاحب کے گھر تھی اس لئے وہ محفوظ رہی۔۔۔

ہاشم کا بھی اس حادثے کے بعد کسی نے قتل کر دیا تھا۔۔۔ احمد صاحب اسے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔۔۔ غاشیہ اس حادثے اور ہاشم کے قتل کے بعد خاموش سی ہو گئی تھی۔۔۔ ناکسی کے سوال کا جواب دیتی تھی اور نہ ہی کسی سے کوئی بات کرتی تھی۔۔۔ ادیان اس کی حالت دیکھ کر دل ہی دل میں دکھی ہو رہا تھا۔۔۔ کافی ہمت کر کے اس نے احمد صاحب سے بات کی اور پھر ادیان کی ضد پر تین سال پہلے ہی وہ غاشیہ کو اپنی زوجیت میں لے چکا تھا۔۔۔ شادی کے اڑھائی سالوں بعد اسے ماں بننے کی خوشخبری مل تھی۔۔۔ اور عنقریب دو ماہ بعد ماں جیسے رتبے پر فائز ہونے والی تھی۔۔۔ ادیان کی محبت نے اس بہت حد تک اس غم سے نکال لیا تھا لیکن جب کبھی وہ اپنے باپ کو یاد کرتی تھی پھر شدت سے روتی تھی اور تب ادیان اسے اپنی محبت سے سمیٹ لیتا تھا۔۔۔

عفی پلیریا بچے ضد کر رہے ہیں؟؟

اذہان میں نہیں جارہی۔۔۔ تم جائو اپنے بچوں کو لے کر۔۔۔

عفاف اور اذہان اپنے بیڈروم میں تھے جب اذہان اسے بچوں کی ضد کی وجہ سے پارک لے جانے پر منارہا تھا اور عفاف مسلسل انکار کر رہی تھی۔۔۔

یار عفی مسئلہ کیا ہے؟؟؟

اذہان اسے گھور کر بولا۔۔۔

آپ کے چار بچوں کے پیچھے بھاگ کر میری ہمت ختم ہو جاتی ہے۔۔۔ کوئی پارک کہ ایک کونے میں ہوتا ہے تو کوئی دوسرے میں۔۔۔ خود تو مجھے وہاں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں شوٹ پر۔۔۔ پیچھے میں ہلکان ہوتی رہتی ہوں۔۔۔۔

عفاف شکایتی انداز میں بولی تو اذہان کا قہقہہ نکل گیا۔۔۔۔

یار حاتم اور آتش کی خواہش پوری تو کرنی تھی نا؟؟ ایک بھائی چاہیے تھا تو دوسرے کو بہن۔۔۔ تو اللہ نے دونوں کی سن لی اور ایک ہی بار میں دو جڑواں اور دے دیئے۔۔۔۔

اذہان اور عفاف کے تین سالہ دو اور جڑواں بچے تھے۔۔۔ بیٹا د خان گردیزی اور بیٹی اعراف گردیزی۔۔۔۔

بارہ سالہ حاتم اور آتش کے لئے گویا وہ دونوں کھلونے تھے۔۔۔۔

اذی میں نہیں جائوں گی۔۔۔ آپ امی کو لے جائیں ساتھ یا بڑے ابو کو بھیج دیں۔۔۔۔ میں نہیں جائوں گی۔۔۔۔

عفاف دو ٹوک انداز میں بات ختم کر کے واش روم کی طرف بڑھنے لگی تو اذہان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنے مقابل کیا۔۔۔۔

یار پلیز۔۔۔۔ مان جاؤ نا؟؟؟

اذہان کی آنکھوں میں التجا تھی۔۔ عفاف کا دل لمحے میں موم ہوا تھا۔۔۔

آپ جانتے ہو میں ان آنکھوں سے ہار جاتی ہوں۔۔ اس لئے آپ میری کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔۔

عفاف اس کے سینے پر ہلکا سا مکا مارتے ہوئے بولی۔۔۔

اذہان نے مسکرا کر اسے کے گرد حصار باندھا اور اس کے بالوں پر بوسہ دیا۔۔ ابھی کچھ ہی لمحے ہوئے تھے

جب آتش بنا دروازہ ناک کیے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

عفاف اور اذہان جلدی سے ایک دوسرے سے دور ہوئے۔۔ عفاف تو واش روم میں چلی گئی جبکہ اذہان

اپنی بیٹی کو گھور رہا تھا۔۔۔

سوری پایا۔۔ آپ کو ڈسٹرب کیا لیکن ہم لیٹ ہو رہے ہیں جلدی آئیں۔۔۔

آتش شرارت سے بول کر بھاگ گئی۔۔ جبکہ اذہان مسکرا کر رہ گیا تھا۔۔۔

زندگی میں آزمائشیں آتی ہیں۔۔ کچھ آزمائشوں کا عرصہ تھوڑا اور کچھ کا عمر بھر ہوتا ہے۔۔ بس شرط یہ

ہے کہ ان آزمائشوں میں انسان کا رد عمل کیا ہوتا ہے؟؟ صبر کرنے سے پھل ضرور ملتا ہے اور یہی پھل

اذہان نے بھی پایا تھا۔۔۔ ایسا نہیں تھا کہ بچھلے پانچ سالوں میں اس نے کوئی غم نہیں دیکھا تھا۔۔ کلثوم

بیگم کی وفات ان کے غموں میں اضافے کا باعث بنی تھی۔۔ لیکن سب نے ایک دوسرے کو سنبھالا

تھا۔۔۔ اپنوں کا ساتھ تھا تو وقت گزر گیا۔۔ اگر دکھ کو باٹنے والا کوئی نہ ہو تو انسان کا دل شدت تکلیف

سے پھٹنے لگتا ہے اور تب اسے اللہ کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔۔ نہ کوئی مددگار نہ کوئی قریب تر۔۔۔ وہ

ذات خود پر یقین کروا لیتی ہے۔۔ خدا اپنی اہمیت کو انسان کی زندگی میں دکھا دیتا ہے۔۔۔

بس کامل یقین شرط ہے۔۔۔۔۔ کبھی بھی گمان نہ رکھو خدا پر کیونکہ وہ تمہیں تمہارے گمان کے مطابق دیتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن اگر یقین رکھو کہ خدا جو کر رہا ہے وہ بہتر ہے تو وہ تمہیں بہتر نہیں بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔۔۔ اللہ ہم سب کو حامی و ناصر ہو۔۔۔۔۔ آمین۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ (ختم شد)۔۔۔